عمران سیریز

ون آئی

فاروق سلیم

دو باتیں

محترم قارئین......السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔عمران سیریز کے سلسلے کا پہلا ناول پیش خدمت ہے۔

اس ناول میں اسرائیل کی ایک ایسی بھیانک سازش سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔جس پر عمل کر کے وہ پاکیشیا اور مسلمانوں کو دنیا کے نقشے سے ختم کرنا چاہتے تھے۔ اس ناول میں جہاں ہر کردار کی جدو جہد اپنے عروج پر تھی۔ وہیں ٹائیگر کی جدو جہد نے بھی اسرائیل کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا۔

اب یہ تو آپ لوگ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ کہ میں اپنی پہلی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں۔ بہرحال۔اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ ناول آپ قارئین کے ذوق پر گراں نہیں گزرے گا۔اور آپ قارئین کا پیار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جیسا کہ آپ کو بتایا ہے کہ عمران سیریز کے سلسلے کا یہ میرا پہلا ناول ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ قارئین کے تبصرے سن کر اپنے آپ میں مزید بہتری کی راہیں متعین کر سکوں۔اس مقصد کے حصول کے لیے میں اپنا ای میل ایڈریس دے رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ ای میل کر کے مجھے مزید بہتری کی طرف گامزن ہونے میں دیں گے۔

Like Our Facebook Page To Download More
Imran Series Novel....Thank you..click here

click
here

اب اجازت چاہوں گا۔

والسلام

فاروق سلیم

e-mail: farooqsaleem83@yahoo.com

ٹائیگر کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی وہ ایک کرسی پر بندھا تھا۔ حالانکہ صبح وہ فجر کی نماز اور قرآن کی تلاوت کے بعد مخصوص ذہنی ورزش کر کے سویا تھا۔ لیکن اب آنکھ کھلنے پر اپنے آپ کو بندھا پایا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کو کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا تھا لیکن اپنی مخصوص ورزشوں کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی ہوش میں آ گیا ہے۔ ٹائیگر کے دونوں پیر کرسی سے جکڑے ہوئے تھے اور ہاتھ پیچھے کی طرف کر کے باندھے گئے تھے۔ ٹائیگر نے اپنے پاؤں پر زور ڈال کر کرسی سمیت اٹھنا چاہا مگر کرسی مضبوطی کے ساتھ زمین میں دھنسی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے اپنے ہاتھ آزاد کرانے کی بھی کوشش کی مگر باندھنے والوں کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ کافی تربیت یافتہ ہیں۔ اب ٹائیگر نے پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ پورے کمرے میں صرف ایک کرسی تھی جس پر وہ جکڑا ہوا تھا۔ باقی پورا کمرہ ایک دم خالی تھا۔ کمرے کا دروازہ بھی بند نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کا ذہن اپنے آپ کو آزاد کرانے کے طریقے سوچ رہا تھا۔ مگر اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نقاب پوش کمرے میں داخل ہوئے۔

”تمھارے بارے میں جو سنا ہے وہ سچ ثابت ہو رہا ہے۔......عمران کے شاگرد کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔......“ ٹائیگر کو ہوش میں دیکھ کر ایک نقاب پوش

بولا۔ٹائیگرعمران کا نام سن کر یکدم چونک پڑا۔

''اس کو پھر سے انجکشن لگا دو......بگ باس کل صبح تک آئیں گے تو اس وقت تک اس کو بے ہوش ہی رہنا چاہیے''۔ پہلے والے نقاب پوش نے دوسرے کو حکم دیا۔

دوسرا نقاب پوش انجکشن لینے کے لیے کمرے سے باہر چلا گیا۔ٹائیگر کو جس انداز میں باندھا گیا تھا، اس کو اپنا آزاد کرانا ناممکن نظر آرہا تھا۔بہر حال ٹائیگر عمران کا شاگرد تھا اس لیے اس نے ہار ماننا نہ سیکھا تھا۔ٹائیگر اپنے آپ کو آزاد کرانے کا دوسرا طریقہ سوچ رہا تھا۔اس دوران پہلا نقاب پوش چپ چاپ کھڑے اس کو بغور دیکھ رہا تھا۔جیسے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔نقاب پوش کے منہ سے آواز نکلی۔

''ٹائیگر تم اپنے آپ کو آزاد نہیں کرا پاؤ گے۔......اس لیے تمھاری ہر کوشش فضول ہے......''نقاب پوش ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہہ رہا تھا۔

''چلو ٹھیک ہے میں خود کو آزاد نہیں کراتا......تم ہی تفصیل بتا دو......کہ مجھے کیوں اغوا کیا گیا ہے......''؟ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ٹائیگر تمھاری صلاحیتوں کو عمران کے مقابل لانے کے لیے تمھیں اغوا کیا گیا ہے......اور اب تم پاکیشیا میں نہیں بلکہ اسرائیل میں ہو......تمھیں سات روز پہلے تمھارے کمرے سے اغوا کیا گیا تھا......اور مسلسل بے ہوشی کے عالم میں رکھا تھا......مگر آج انجکشن لگانے میں دیر ہوگئی اس وجہ سے تم اپنے آپ ہوش میں آگئے......'' نقاب پوش نے جب بولنا شروع کیا تو بولتا چلا جا تا رہا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس ساری سچویشن کا مزہ لے رہا ہو۔ادھر ٹائیگر کے

ذہن میں دھماکے شروع ہو گئے کہ اس کو سات روز سے اغوا ہونے کے بعد مسلسل بے ہوش رکھا گیا ہے اور اب وہ اسرائیل میں ہے۔اسی دوران دوسرا نقاب پوش اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں انجکشن تھا۔ٹائیگر نے بے ہوشی سے بچنے کے لیے اپنے ذہن کو بلینک کرنے کی کوشش کی۔مگر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ذہن کو بلینک کر پاتا۔ پہلے نقاب پوش نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا دستہ پوری قوت سے ٹائیگر کے سر پر مار دیا۔ٹائیگر کی قوت ارادی نے اس کو چیخنے سے روکے رکھا۔مگر ٹائیگر کی آنکھوں کے گرد اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

''نہیں مسٹر ٹائیگر تمھارے بارے میں ہم لوگوں کو پوری طرح بریف کر دیا گیا ہے......تم اپنا ذہن بلینک کر کے بے ہوشی سے نہیں بچ سکتے۔......''۔ پہلے نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دوران دوسرے نقاب پوش نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ ٹائیگر شائد زندگی میں پہلی دفعہ بے بسی محسوس کر رہا تھا۔اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومنے لگا اور اس کے تمام احساسات منجمد ہو گئے۔

عمران بڑے عرصے کے بعد آج پھر سے اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں تھا۔ منہ میں چیونگم کو بڑی تیزی سے چبا رہا تھا۔ آج کل اس کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ مطالعہ کرنے کو بھی اس کا دل نہیں کر رہا تھا۔ اس وجہ سے اس پر آج کل آوارہ گردی کا بھوت سوار تھا۔ آج وہ صبح گھر سے سے نکلا تو ہوٹل شیرٹن جانے کے لیے تھا مگر رستے میں اس کو سوپر فیاض کا خیال آ گیا تو اس نے اپنی کار کا ررخ سنٹرل انٹیلی جنس کی طرف موڑ دیا۔ اب وہ پارکنگ میں کار پارک کر کے سوپر فیاض کے دفتر کا رخ کر رہا تھا۔ اس کا ارداہ آج فیاض سے لمبی رقم کمانے کا تھا۔ عمران منہ سے سیٹی بجاتا ہوا سوپر فیاض کے آفس کی طرف چل پڑا۔ کہ سامنے سے سر عبدالرحمٰن آتے ہوئے دکھائی دیے۔ عمران کو اس خلیے میں دیکھ کر ان کے ماتھے پر کئی بل پڑ گئے۔ عمران کو اپنے آفس میں آنے کا بول کر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے۔ عمران ان کے پیچھے ایسے چل رہا تھا جیسے اس نے کئی دنوں سے کھانا نہ کھایا ہو۔ جسکی وجہ سے اب گرنے والا ہو۔ سر عبدالرحمٰن آفس میں داخل ہو گئے تو عمران نے باہر بیٹھے چپڑاسی کو باقاعدہ سلام کرتے ہوئے اس کا حال پوچھا۔ چپڑاسی عمران کے اس عجیب وغریب خلیے کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

''اجی حضرت آپ کا نام پوچھ رہا ہوں۔......'' عمران نے چپڑاسی کے

کان کے پاس منہ لے جاتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

''نور......نور دین ہوں جناب۔......'' چپڑاسی نے بڑی مشکل سے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''حضرت اسی وجہ سے تو آپ کے چہرے پر بھی نور برس رہا ہے۔......'' عمران نے شرارتی لہجے میں کہا۔

نور دین کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔

مگر اسی وقت سر عبدالرحمٰن نے نور دین کو بلانے کے لیے گھنٹی بجا دی۔ تو نور دین تیزی سے اندر چلا گیا۔ جیسے جان چھڑا کر بھاگا ہو۔ عمران نور دین کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اندر سے نور دین واپس آیا تو اپنی کرسی پر عمران کو بیٹھا دیکھ کر بوکھلا گیا۔

''چلیے جناب اندر چلیئے...... بڑے صاحب نے کہا ہے کہ باہر جو احمق کھڑا ہے اس کو جلدی سے اندر بھیجو۔......'' نور دین نے عمران کو کندھے سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے اچانک کرسی سے چھلانگ لگائی اور یکدم نور دین کے گلے سے چمٹ گیا۔

''قبلہ نور دین صاحب مجھے بچالو۔......تمھارے بڑے صاحب مجھے گولی ماردیں گے۔......'' عمران نے انتہائی خوفزدہ آواز میں کہا۔ نور دین عمران کے رویے پر اچھا خاصہ پریشان ہو گیا تھا۔ مگر عمران اس کو چھوڑنے کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا۔

''ارے چھوٹے صاحب آپ اور یہاں۔......'' اچانک سر عبدالرحمٰن کے پرانے چپڑاسی کی آواز سنائی دی۔ رحمت دین چونکہ عمران کی عادات سے اچھی

طرح واقف تھا۔اس لیے جلدی سے بولا۔

’’عمران صاحب یہ میرا بیٹا ہے...... نور دین...... بڑے صاحب کی مہربانی کہ انھوں نے اسے بھی ملازمت پر رکھ لیا ہے...... اور نور دین یہ چھوٹے صاحب ہیں...... بڑے صاحب کے صاحبزادے ہیں......تم نے ان سے کوئی بدتمیزی تو نہیں کی نہ۔......‘‘ رحمت دین نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

’’بابا رحمت اب مٹھائی تو میں کھا کر ہی جاؤں گا۔آپ کے بیٹے کی نوکری کی خوشی میں۔‘‘۔عمران نے نور دین کو چھوڑتے ہوئے رحمت دین اور نور دین کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

’’جی چھوٹے صاحب میں ابھی آپ کے لیے مٹھائی لے کر آتا ہوں۔......‘‘ رحمت دین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔عمران کے خلوص بھرے لہجے سے رحمت دین کو دلی مسرت ہوئی تھی۔

’’شکریہ بابا............مٹھائی تو واپسی پر کھاؤں گا......مگر ابھی ڈیڈی سے نہ ملا تو گولی کھانی پڑے گی۔......اور گولی کھا کر میرا ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔اور جب ہاضمہ خراب ہو جائے تو حکیم جمال شاہی کا چورن ہی کام آتا ہے......مگر حکیم صاحب تو عرصہ ہوئے فوت ہو گئے ہیں تو ان سے چورن لینے عالم بالا میں جانا پڑے گا۔...... اوہ ڈیڈی رے۔یعنی ڈیڈی پستول کی گولی کھلائیں گے۔اوہ۔اوہ۔اس سے بہتر ہے۔کہ میں ڈیڈی سے پہلے مل لیتا ہوں۔......‘‘ عمران نے رحمت دین کو منع کرتے ہوئے کہا۔اس کی زبان اس قدر تیزی سے چل رہی تھی۔کہ نور دین اور رحمت دین نہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگے۔مگر عمران اس دوران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا۔ عمران جیسے ہی آفس میں داخل ہوا۔سر عبدالرحمٰن ایک دم سے جیسے عمران

پر برسنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

’’نالائق......احمق......تمھیں اپنے باپ کی عزت اور وقار کا ذرہ بھی کوئی خیال نہیں ہے کیا...... یہ کس طرح کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔یو فول......اور اتنی دیر سے باہر کھڑے ہو کر کیا کر رہے تھے۔‘‘ سر عبدالرحمٰن کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

’’ڈیڈی آپ کپڑوں کی بات کرتے ہیں......۔میں نے دو دن سے کھانا بھی نہیں کھایا۔......آپ کے آفس کے باہر چکرا گیا تھا تو رحمت دین کی کرسی پر بیٹھ گیا۔وہ تو اللہ بھلا کرے رحمت دین کا جو مجھے کھانے کی جگہ مٹھائی کھلانے پر رضا مند ہو گیا تھا۔ویسے ڈیڈی...... اب تو یہ بھی بھول گیا ہوں......کہ مٹھائی میں مٹھاس ہوتی ہے۔یا نمک۔بس ڈیڈی کیا بتاؤں دل تو بہت کر رہا تھا......کہ جا کر ایک برفی ہی منہ میں ڈال کر اپنے پیٹ کو تسلی دے دوں......کہ حوصلہ کرو بھائی پیٹ......باقی مٹھائی بھی آ رہی ہے......لیکن آپ کے خوف کی وجہ سے آپ کے آفس آنا پڑا۔......‘‘ عمران نظریں جھکائے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اب اس سے بولنا بھی دشوار ہو رہا ہو۔اس کے ساتھ ہی عمران ایسے انداز میں لڑکھڑا گیا۔جیسے اب اس میں کھڑے ہونے کی مزید سکت بھی باقی نہ رہی ہو۔

’’ عمران کی زبردست اداکاری دیکھ کر سر عبدالرحمٰن بھی پریشان ہو گئے۔......کیوں تم نے دو دن سے کھانا نہیں کھایا......تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔‘‘ سر عبدالرحمٰن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

’’ڈیڈی کیا بتاتا......آپ کو تو معلوم ہے کہ سکرٹ سروس کا چیف میری خدمات بعض اوقات حاصل کر لیتا ہے اور اس کا معاوضہ ادا کر دیتا ہے۔......لیکن کافی دنوں سے چیف نے بھی کوئی رابطہ نہیں کیا اور جو رقم تھی وہ بھی سب قرض خواہوں نے

واپس لے لی......آج سوچا کہ چلو کچھ رقم کھانے کے لیے سوپر فیاض سے ادھار لے لیتا ہوں۔......'' عمران کی اداکاری اپنے عروج پر تھی۔

سر عبدالرحمٰن نے جیب سے پرس نکالا اور پانچ ہزار روپے اس کو دیتے ہوئے بولے کہ جا کر ڈھنگ کے کپڑے خریدو اور کھانا کھالو۔ عمران کی اداکاری دیکھ کر سر عبدالرحمٰن کا لہجہ باپ کی شفقت سے بھرپور تھا۔ عمران رقم ہاتھ میں لیے سر عبدالرحمٰن کی طرف دیکھنے لگا۔

''ڈیڈی پانچ ہزار میں تو صرف ایک شرٹ ہی آئے گی......آپ کو کیا پتہ کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی ہے......بیس ہزار کا تو ایک سستا سا سوٹ آتا ہے اور کھانے کے لیے کسی اچھے ہوٹل میں چلے جاؤ تو دس ہزار کا بل کم سے کم آجاتا ہے......ساتھ ہی اس کے آنسو بہنے لگے۔......نہیں ڈیڈی رہنے دیں آپ......میں ایسے ہی ٹھیک ہوں......'' عمران نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ سر عبدالرحمٰن نے جیب سے بیس ہزار اور نکالے اور عمران کو دے دیئے۔

''شام کو گھر آجانا...... آج سے تم اپنی اماں بی کے ساتھ کوٹھی پر رہو گے......کوئی ضرورت نہیں ہے علیحدہ رہنے کی۔'' سر عبدالرحمٰن کے لہجے میں پدرانہ شفقت پوری طرح نمایاں ہو چکی تھی۔

عمران نے سعادت مندی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور چپ چاپ پیسے پکڑ کر جیب میں ڈال لیے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اب اس نے مزید اداکاری جاری رکھی تو جو رقم ملی ہے وہ بھی واپس کرنی پڑے گی۔

سر عبدالرحمٰن نے فون اٹھایا اور سوپر فیاض کا نمبر ملا کر اس کو اپنے آفس میں آنے کا کہا۔ کچھ دیر کے بعد سوپر فیاض بھیگی بلی بنا آفس میں داخل ہوا۔ سر عبدالرحمٰن

نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ویسے سوپر فیاض عمران کو سر عبدالرحمٰن کے آفس میں دیکھ کر چونک گیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن نے ٹیبل کے دراز سے ایک فائل نکالی اور اس کو سوپر فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ میرے ایک عزیز کے بیٹے کی گمشدگی کی رپورٹ ہے۔......اس کو آج شام تک ڈھونڈ کر مجرموں کو سلاخوں کے پیچھے بند کرنا تمھاری ذمہ داری ہے۔۔......'' سر عبدالرحمٰن نے خشک لہجے میں کہا۔

''جی۔۔جی سر۔......'' سوپر فیاض نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔

''اور ہاں اگر عمران کی مدد لینا چاہو تو لے سکتے ہو۔......لیکن مجرم آج ہی شام تک گرفتار ہو جانے چاہیں۔......'' سر عبدالرحمٰن نے فیاض کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض سلام کر کے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

''اب تم بھی جا سکتے ہو۔...... اور آئندہ میں تمھیں اس حالت میں نہ دیکھوں۔......'' سر عبدالرحمٰن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے سعادت مندی سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سلام کیا اور جلدی سے اٹھا اور دروازے سے باہر نکل کر سوپر فیاض کے کمرے کی راہ لی۔

سوپر فیاض کے آفس کے باہر چپڑاسی نے عمران کو دیکھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں سلام کی۔

''اب تمھارے بیٹے کا کیا حال ہے۔ بشیر۔......'' عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کے بیٹے کی خیریت دریافت کی۔

''چھوٹے صاحب اللہ کا شکر ہے......بڑے صاحب نے اس کے علاج کے لیے سب انتظامات کروا دیئے تھے۔......'' چپڑاسی نے دعا کے انداز میں ہاتھ

اٹھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے اس کے کندھے کو تھپکی دی اور سوپر فیاض کے آفس میں داخل ہو گیا۔ سوپر فیاض فائل کھولے ایسے گھور رہا تھا...... جیسے فائل سے مجرم برآمد ہو جائیں گے۔

''نصیب دشمناں...... سوپر فیاض تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے......۔ ایسے فائل کو دیکھ رہے ہو جیسے مس ورلڈ کی تصویر ہو۔......'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے اپنے نام کی مٹی پلید سن کر بھی اس وقت عمران کی بات کو نظرانداز کر دیا۔

''پلیز عمران اپنے ڈیڈی کو سمجھاؤ...... شام تک ان مجرموں کو کیسے گرفتار کروں...... میرے پاس الٰہ دین کا چراغ تھوڑی ہے...... کہ ادھر حکم ملے اور ادھر مجرم گرفتار ہو جائیں۔......'' سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے تم حکم کرو تو ایک گھنٹے میں مجرم تمھارے سامنے ہاتھ باندھے نظر آئیں گے۔......'' عمران نے سوپر فیاض کو پوری طرح بانس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض کی آنکھوں میں ایکدم چمک آ گئی۔ ''اگر ایسا ہو گیا تو آج رات کا کھانا میرے طرف سے ہو گا۔'' سوپر فیاض نے خاتم طائی بنتے ہوئے کہا۔

''صرف رات کا کھانا...... تمھیں پتہ ہے...... ابھی ابھی انسپکٹر راشد ملا تھا...... وہ مجھے آفر کر رہا تھا کہ اگر میں اس کی مدد کروں تو وہ میرے قرض خواہوں کو میرا قرضہ خود ہی ادا کر دے گا...... ویسے بھی محنتی ہے اور امیر باپ کا بیٹا ہے...... میں سوچ رہا تھا کہ اس کی مدد کر دینی چاہیے...... اور ڈیڈی بھی اس کی بہت تعریف کر رہے تھے...... مگر یہ کیس میرے کہنے پر ڈیڈی نے تمھیں دیا ہے ورنہ وہ تو کہہ رہے تھے کہ سوپر فیاض اب کسی قابل نہیں رہا ہے...... اس کو فیلڈ سے ہٹا کر آفس ورک کے لیے

رکھ لینا چاہیے۔...... وہ تو میں نے ڈیڈی کو کہا...... کہ سوپر فیاض بہت ہوشیار ہے...... آج ہی مجرموں کو گرفتار کر لے گا...... اور تم جانتے نہیں کہ مجھے پہلے سے پتہ ہے کہ مجرم کہاں ہے...... میں نے سوچا چلو اس طرح میرے یار کی شہرت ہو جائے گی۔...... اور تم ہو کہ صرف ایک کھانے پر ٹرخا رہے ہو۔......'' عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چلنے لگی۔

''تم میرے دوست ہو کر انسپکٹر راشد کی مدد کرو گے...... میں اسے سے پہلے تمھیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گا...... بولو تم نے کیسے سوچا کہ تم انسپکٹر راشد کی مدد کرو گے...... اور وہ تمھارا قرضہ ادا کرے گا''۔ سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

''لیکن میرے قرض خواہ میرے پیچھے پڑے ہیں...... جس دوست کی کار تھی...... وہ بھی رقم کا مطالبہ کر رہا ہے...... کہ رقم نکالو نہیں تو کار واپس کرو...... سلمان بھی گزشتہ مہینوں کی تنخواہ لینے کے لیے دھرنا مار کر بیٹھ گیا ہے۔...... ڈیڈی کے پاس آیا تھا چلو ڈیڈی سے رقم لے کر سب کا منہ بند کر دوں گا...... مگر ڈیڈی نے بھی صرف پچیس ہزار دے کر جان چھڑا لی...... اور تم جسے میں اپنا دوست سمجھتا ہوں۔...... ہر ایک کے سامنے تمھاری تعریف کرتے تھکتا نہیں...... کہ میرا یار سوپر فیاض انٹیلی جنس کا بڑا آفسر ہے۔ ایک دفعہ کہنے پر رقم کا مسئلہ دور کر دے گا...... مگر تم بھی ایک کھانے پر ٹرخا رہے ہو۔...... اب ایسے میں انسپکٹر راشد کی بات نہ مانوں تو کیا کروں۔......'' عمران نے لہجے میں مظلومیت لاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔۔ لعنت ہے میرے اوپر...... اگر میرے دوست کی مشکل وقت میں میرے علاوہ کوئی اور مدد کرے...... تو میں اس کو گولی مار دوں گا...... تم بتاؤ کتنا قرضہ ہے...... میں ابھی دیتا ہوں...... جا کر اپنے قرض خواہوں کے منہ پر

مارنا۔۔۔۔۔۔'' سوپر فیاض کی ذہنی ور بہک گئی تھی۔

''زیادہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔بس کچھ قرض خواہوں کا قرضہ ہے۔۔۔۔۔۔رقم بھی معمولی سی ہے۔۔۔۔۔۔اور تمھارے لیے اتنی معمولی رقم کوئی مسئلہ بھی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔۔باقی قرض خواہوں کو فی الحال ٹرخا دوں گا۔بس دس لاکھ کی رقم ہے۔۔۔۔۔۔'' عمران نے سوپر فیاض کو بانس پر چڑھاتے ہوئے رقم بتائی۔

فیاض کا سینہ عمران کی بات کے ساتھ ساتھ مزید پھولتا جارہا تھا۔مگر جیسے ہی عمران نے دس لاکھ کی بات کی۔فیاض کا سینہ ایک دم سے ایسے پچک گیا۔جیسے اس میں سے ہوا نکل گئی ہو۔

''لیکن میرے پاس تو دس لاکھ نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔میں تمھیں دس ہزار دے دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔میرے پاس صرف یہی دس ہزار ہیں۔۔۔۔۔۔آج کل میں صرف تنخواہ پر گزارہ کررہا ہوں۔۔۔۔۔۔'' سوپر فیاض نے عمران کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے اب کیا کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔۔ویسے ڈیڈی پوچھ رہے تھے کہ سٹار بنک کی جو نئی برانچ کھلی ہے اس میں بیس لاکھ کا اکاؤنٹ ہولڈر یاور حیات کون ہے؟۔۔۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔۔اوہ۔۔تم شیطان ہو۔۔۔۔۔۔تمھیں کیسے پتہ چلا۔۔۔۔۔۔چلو تم دس لاکھ لے لو۔۔۔۔۔۔اب تمھارے سے رقم تھوڑی اچھی ہے۔لیکن مجرم آج ہی گرفتار ہونے چاہیے۔۔۔۔۔۔'' سوپر فیاض نے بنک کا نام آنے پر فوری طور پر حامی بڑھتے ہوئے کہا۔

''بس تم دس لاکھ دو اور بے فکر ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔'' عمران نے کہا۔

عمران نے رستے میں ایک یتیم خانے کا بورڈ دیکھا تھا۔مگر اس کی ظاہری

حالت سے لگتا تھا جیسے وہ مالی مشکلات کا شکار ہو۔اس وجہ سے عمران نے سوچ لیا تھا۔کہ سلمان کے ہاتھ یہ دس لاکھ اس یتیم خانے کو بھجوا دے گا۔ویسے بھی سلمان اس معاملے میں خصوصی مہارت رکھتا تھا۔اور پہلے پوری جانچ پڑتال کر لیتا تھا۔کہ فنڈز لینے والے کوئی فراڈ تو نہیں ہیں۔

سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے چیک بک نکالی اور اس پر دس لاکھ کا چیک لکھ کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''چلو اب تمھارے مجرم بھی گرفتار کرا دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔'' عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر ٹائیگر کی فریکونسی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

سوپر فیاض کو پتہ تھا کہ عمران جو کہتا ہے وہ کر کے دکھاتا ہے۔اس لیے وہ مطمئن ہو کر عمران کو دیکھنے لگا۔ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد عمران نے ٹائیگر کو کال کرنا شروع کی۔لیکن کافی دیر تک کال کرنے کے باوجود ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔اسی دوران سوپر فیاض کے فون کی گھنٹی بجی۔۔۔۔۔۔سوپر فیاض نے بارعب لہجے میں اپنا تعارف کرایا۔

''سوپر فیاض سپیکنگ۔۔۔۔۔۔جی جی سر۔۔فیاض بول رہا ہوں۔۔شام تک مجرم گرفتار ہو جائیں گے۔'' سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔دوسری طرف سر عبدالرحمٰن کہہ رہے تھے۔کہ مجرم گرفتار ہو چکیں ہیں۔اور لڑکا گھر واپس آ گیا ہے۔اس لیے کیس بند ہو گیا ہے۔یہ کہہ کر سر عبدالرحمٰن نے فون رکھ دیا تھا۔

''نکالو میرا چیک واپس کرو۔''۔سوپر فیاض نے آنکھیں ماتھے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کونسا چیک۔" عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

"میرا چیک سیدھی طرح واپس کردو......نہیں تو تمھیں گولی ماردوں گا۔" فیاض چلایا۔

"چلو تم گولی ماردو...... بعد میں ڈیڈی خود ہی تفتیش کرلیں گے...... کہ تم نے گولی کیوں ماری ہے اور اب ڈیڈی اتنے سمجھدار تو ہیں کہ گولی مارنے کا اصل مقصد سمجھ جائیں۔......" عمران نے ٹائیگر کو ایک بار پھر سے کال کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو مذاق کر رہا تھا...... ویسے بھی تم میرے بھائی ہو۔......میرے پاس جو کچھ ہے وہ تمھارا ہی تو ہے۔......" عمران کی ایک دھمکی پر سوپر فیاض کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"اب تم سمجھ داری والی باتیں کرنے لگے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔فیاض نے غصّے سے منہ پھلالیا۔

"چلو اب چائے تو ادھار رہی......پھر کبھی آکر پی لوں گا۔" عمران نے فیاض کو مزید غصہ دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔اور واپس جانے کے لیے مڑ گیا۔جبکہ فیاض بے بسی سے اپنے ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔

عمران نے پارکنگ میں جا کر واچ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹائیگر کو کال کرنے کی کوشش کی۔لیکن اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔عمران نے سوچا ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر کسی ایسی سچویشن میں ہو کہ کال ریسو کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو۔یہ سوچتے ہوئے عمران نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔

ٹائیگر کو ہوش آیا تو وہ ایک سٹریچر پر بندھا ہوا تھا اور اس کا لباس بھی تبدیل کیا ہوا تھا۔ٹائیگر کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔کمرے میں چار بڑی بڑی مشینیں پڑی ہوئی تھیں اور ہر مشین کے سامنے دو آدمی سفید رنگ کا لباس پہنے مشین کو آپریٹ کر رہے تھے۔اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔اور ایک بوڑھا شخص اندر داخل ہوا۔اس کے پیچھے ایک ٹھوس جسامت کا آدمی جو سر سے گنجا تھا۔بھی اندر داخل ہوا۔دونوں ٹائیگر کے سٹریچر کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔گنجا آدمی بغور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر ٹائیگر جیسا کہ تمھیں پتہ چل چکا ہے......کہ ہم تمھیں عمران کا مد مقابل بنانے کے لیے اغوا کر کے اسرائیل لائے ہیں...... اب ڈاکٹر ڈیوڈ تمھیں اسرائیل کا وفادار بنادیں گے۔......" گنجے سر والے نے بوڑھے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا اور میں ویسے بھی ان کا شاگرد ہوں......ان کے خلاف جانے کی بجائے میں موت کو ترجیح دوں گا۔" ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ٹائیگر یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ تم موت کو ترجیح دیتے ہو یا

ہمارے اشاروں پر ناچو گے۔......اس بار کا پلان بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہے...... تمھارا لڑنے کا اور سوچنے کا انداز عمران جیسا ہی ہے۔......اور ہمیں یقین ہے کہ تم ہی عمران کے مقابلے میں اچھے فائٹر ثابت ہو گے...... ایک طویل عرصے تک تمھاری سائنسی انداز میں ریسرچ ہوتی رہی ہے......اور اب اسرائیل کا وفادار بنانے کے بعد تمھیں اس انداز میں مزید ٹریننگ دی جائے گی...... کہ شکست عمران کا مقدر بن جائے گی۔'' گنجے نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔''۔ٹائیگر نے ہنکارہ بھرا۔

''فی الحال تمھیں اتنا بتا دوں کہ تم اس وقت ون آئی کی قید میں ہو......ون آئی میں پوری دنیا کے ٹاپ ایجنٹس شامل ہیں۔......خواہ وہ کسی بھی قومیت کے ہوں۔......لیکن اب سب اسرائیل کے وفادار ہیں...... میں ون آئی کا چیف راموس ہوں۔'' راموس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔تو ٹائیگر نے کوئی جواب دینا پسند نہ کیا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ مسٹر ٹائیگر کتنے عرصے میں اسرائیل کے وفادار بن جائیں گے۔'' راموس نے ڈاکٹر ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف مسٹر ٹائیگر کی مائنڈ ریڈنگ کے مطابق ان کے مائنڈ کو آہستہ آہستہ کمانڈ کیا جائے گا......ورنہ مسٹر ٹائیگر کا مائنڈ آٹو لاک ہو جائے گا...... جو کسی صورت میں ان لاک نہ ہو گا'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کو کتنا عرصہ درکار ہے......نہ کہ تفصیل پوچھی ہے۔'' راموس نے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف غلطی ہو گئی ہے......صرف تیس دنوں میں مسٹر ٹائیگر اسرائیل کے

وفادار ہوں گے۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے فوراً معافی مانگتے ہوئے کہا۔

''مسٹر ٹائیگر اگر تم کوئی سوال کرنا چاہو تو کر سکتے ہو......ورنہ پھر ملاقات تیس دن بعد ہو گی...... جب تم ون آئی کے سپر ٹاپ ون آئی کر بن کر ون آئی کو جوائن کرو گے......اور یہ بھی بتا دوں کہ تمھارا پہلا مشن عمران کے خلاف ہی ہو گا۔اور تم پاکیشیا کے ایٹمی نظام کو تباہ کرو گے اور اس کی تفصیل تمھیں ڈیوٹی جوائن کرنے کے بعد بتا دی جائے گی۔'' راموس نے ٹائیگر کو اس طرح بتایا جیسے ٹائیگر کو بہت بڑی خوش خبری سنا رہا ہو۔

''اللہ مالک ہے۔''۔ ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ آپ اپنا کام شروع کریں......لیکن تیس دن کا مطلب اب صرف تیس دن ہو گا......اب آپ سے ملاقات بھی تیس دن بعد ہی ہو گی۔'' راموس نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر ڈیوڈ نے مشین کے خانے سے کنٹوپ نکالا اور اس کو ٹائیگر کے سر پر چڑھا دیا۔اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کو بے حس کرنے کے لیے مخصوص انجکشن اس کے بازو میں لگا دیا۔ٹائیگر اس وقت جس سچویشن میں تھا اس کی وجہ سے وہ کچھ کرنے کے قابل نہ تھا۔مگر اس کا ذہن مسلسل رہائی پانے کے لیے سوچ رہا تھا۔مگر ایسا کوئی بھی طریقہ فی الوقت اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا جس پر عمل کر کے وہ اپنے آپ کو رہا کرا پاتا اور اب اس کا جسم بھی بے حس ہو چکا تھا۔ٹائیگر نے سوچ لیا اگر وہ رہائی نہ پا سکا تو اسرائیل کا ایجنٹ بننے کی بجائے اپنا ذہن نکارہ کر دے گا۔یہ سوچ کر ٹائیگر مطمئن ہو گیا۔

عمران کو دانش منزل میں دیکھ کر بلیک زیرو کھڑا ہو گیا۔

''عمران صاحب اب تو آپ دانش منزل کا رستہ بھول گئے ہیں...... جب تک کوئی کیس سامنے نہیں آتا...... آپ ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔'' بلیک زیرو نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''یار کالے صفر دانش کا سٹاک ختم ہو گیا تو آ گیا دانش کو خریدنے...... اب ایسا کرو جلدی سے دانش پیک کر کے دے دو۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے عمران صاحب آج لگتا ہے آپ پر پرانا موڈ واپس آ گیا ہے...... کیونکہ آپ کافی عرصے کے بعد مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں نظر آ رہے ہیں۔'' بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کی لوکیشن چیک کرو...... وہ کافی دیر سے کال ریسو نہیں کر رہا......'' عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو اثبات میں سر ہلا کر آپریشن روم کی طرف مڑ گیا۔

''نہیں عمران صاحب ٹائیگر کی لوکیشن چیک نہیں ہو پا رہی۔''۔ بلیک زیرو نے کافی دیر کے بعد آپریشن روم سے آ کر عمران کو بتایا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ پاکیشیا میں ہی نہیں ہے...... لوکیشن چیک نہ ہونے کا تو یہی مطلب ہوا...... مگر ٹائیگر نے کوئی ایسی اطلاع نہیں دی...... کہ وہ ملک

سے باہر جا رہا ہے۔'' عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

پھر عمران نے فون اپنی طرف کرتے ہوئے ٹائیگر کے ہوٹل کا نمبر ملایا۔ رابطہ ہونے پر عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے ٹائیگر کے بارے میں پوچھا۔

''عمران صاحب ٹائیگر دس روز سے غائب ہے۔ بتا کر بھی نہیں گیا۔'' دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ تو عمران نے اوکے کہہ کر فون رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے اور مجھے اس کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔'' عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ایکسٹو......'' عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر صاحب کیا عمران صاحب ہیں۔......''۔ سلمان کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا سلمان۔............'' عمران نے اپنے اصل لہجے میں پوچھا۔

''صاحب کوئی ابوراسخ آئیں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ عمران صاحب سے ضروری بات کرنی ہے...... انھوں نے کسی ایگلز کا ریفرنس بھی دیا ہے......'' سلمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم ان کو بٹھاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔......'' عمران نے کہا اور رابطہ کاٹ کر فون رکھ دیا۔

''عمران صاحب یہ ابوراسخ کون ہے...... اور ایگلز تو میرے خیال میں فلسطینی گوریلوں کا گروپ ہے...... جس کی دہشت آج کل پورے اسرائیل میں پھیلی ہوئی ہے۔'' بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

''یہ تو اب جا کر ہی پتہ چلے گا۔..... کہ یہ ابوراسخ کون ہے.....اور ایگلز کا ریفرنس کیوں دیا ہے۔..... بہر حال تم ایک کام کرو..... جوزف کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ اور جوانا انڈر ورلڈ میں ٹائیگر کی تلاش کریں اور فور سٹار کو بھی حکم دے دو کہ ٹائیگر کو تلاش کر کے اطلاع دیں۔'' عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیں اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

''تمھارا نام کیا ہے۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے ٹائیگر کے سر پر کنٹوپ چڑھانے کے بعد پہلا سوال کیا۔

''عبدالعلی۔.....'' ٹائیگر نے خاموش رہنے کی کوشش کی مگر اس کو ایسا لگا کہ اگر وہ بولا نہ تو اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔

''تم عمران کے لیے کیا کام کرتے ہو۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے اگلا سوال کیا۔

''میں عمران صاحب کے کہنے پر انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہوں تا کہ اگر دشمن عناصر پاکیشیا کے خلاف کوئی منصوبہ بندی کریں تو ان کا فوری طور پر سد باب کیا جا سکے۔.....'' ٹائیگر چپ رہنا چاہتا تھا مگر وہ ایسا کر نہ پا رہا تھا..... کیونکہ چپ رہنے سے اس کا ذہن اور دماغ پھٹنے کے قریب ہو جاتے تھے۔

''اب تم پاکیشیا اور مسلمانوں کے دشمن ہو اور اسرائیل کے وفادار ہو..... اب تم اس بات کو دس دفعہ دہراؤ گے۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے نئی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر مر کر بھی یہ الفاظ نہ دہرانا چاہتا تھا۔ اس کی قوت ارادی اور حب الوطنی اس کو روک رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ دماغ کا ناکارہ ہونا قبول ہے مگر پاکیشیا اور مسلمانوں سے دشمنی کا لفظ بھی زبان پر نہیں لائے گا۔ ٹائیگر کو اب محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے مگر ٹائیگر نے مرنا گوارہ کر لیا۔

”ڈاکٹر ڈیوڈ مشین کے ریڈ سگنل خطرناک حد تک بلند ہو رہے ہیں......اگر مشین کو بند نہ کیا گیا تو ٹائیگر کا دماغ کچھ ہی لمحوں میں پھٹ جائے گا۔......“ بڑی مشینوں پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے چیختے ہوئے ڈاکٹر ڈیوڈ سے کہا۔تو ڈاکٹر ڈیوڈ نے ایک دم سے سامنے رکھی ہوئی مشین کا سوئچ بند کر دیا۔

”بہت خطرناک قوت ارادی کا شخص ہے......اگر واقعی میں چند لمحوں کی اور دیر ہو جاتی تو ٹائیگر کا ذہن واقعی ناکارہ ہو جاتا اور پھر ہم سب چیف باس کے عتاب کا شکار ہو جاتے......گڈ شو۔۔۔ڈاکٹر راشیل تم نے بروقت اطلاع دے کر ہم سب کو بچا لیا ہے۔“ ڈاکٹر ڈیوڈ نے بیک وقت ٹائیگر اور ڈاکٹر راشیل کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ٹائیگر ہم لوگوں کو تمھاری قوت ارادی کی ضرورت ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم تم سے دوسرے طریقے سے کام نہیں لے سکتے یہ تو ابھی پہلا مرحلہ تھا...... ہمارے سائنس دان بہت سی ایسی چیزیں ایجاد کر چکے ہیں......جس کے سامنے تمھاری قوت ارادای بھی کچھ نہیں کر سکتی ہے۔......تمھاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے آپ کو پرسکون رکھتے ہوئے اسرائیل کے وفادار بن جاؤ۔“ ڈاکٹر ڈیوڈ نے ٹائیگر کے سر سے کنٹوپ اتارتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر ڈیوڈ اسرائیل کا وفادار بننے کی بجائے میں اپنی موت کو ترجیح دوں گا۔......“ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

”وہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ کہ تم موت پسند کرو گے یا اسرائیل کے وفادار بنو گے......بہت جلد تمھیں اندازہ ہو جائے گا......کہ تمھارا ذہن تمھارے قابو میں نہیں رہے گا۔“ ڈاکٹر ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر راشیل ٹائیگر کو گہری نیند کا انجکشن لگا دو......اب اس کے ساتھ جو عمل ہوگا وہ اس کی بے ہوشی کے دوران ہوگا......تا کہ مسٹر ٹائیگر اپنی قوت ارادی کو استعمال میں نہ لاسکیں۔“۔ڈاکٹر ڈیوڈ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے بے بسی کے عالم میں اپنی آنکھیں بند کر لیں۔اور خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا۔کیونکہ جب تک اس کا جسم حرکت میں نہ آتا وہ کچھ کرنے کے قابل نہ تھا۔اور وہ لوگ مسلسل اس کو بے حس رکھے ہوئے تھے۔انجکشن لگتے ہی ٹائیگر کے تمام احساسات پر پھر سے سیاہ اندھیرے چھا گئے۔ٹائیگر پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔

’’اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔‘‘ عمران نے اپنے فلیٹ کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوکر سامنے صوفے پر بیٹھے ایک اڈھیر عمر آدمی کو سلام کی ہی تھی کہ وہ شخص سلام کا جواب دیتے ہوئے تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

’’بچاؤ...... بچاؤ۔۔میرے پاس رقم نہیں ہے۔...... وہ کمبخت سلمان ادھار کرتا ہے۔۔۔اور میرا نام لگا دیتا ہے۔‘‘ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کر کے چلاتے ہوئے کہا۔

’’سو۔سوری عمران صاحب میں تو آپ کے گلے لگ کر اپنے آپ کو خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں لانا چاہتا تھا۔‘‘ اڈھیر عمر آدمی نے یکلخت رک کر شرمندہ مگر جذباتی لہجے میں کہا۔

’’اچھا آپ ابوراسخ ہیں۔میں سمجھا تھا کہ کوئی قرض خواہ میرا گلا دبوچنے آ گیا ہے۔‘‘ عمران نے مصافے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب آپ کی جو قدر ہم فلسطینیوں کے دلوں میں ہے......اس کی وجہ سے میں تھوڑا جذباتی ہو گیا تھا...... ویسے بھی میں آپ کو جانتا ہوں...... کچھ سال پہلے جب آپ فلسطین آئے تھے۔......اس وقت میں فلسطینیوں کی ایک تنظیم ہاک کا ممبر تھا......مگر اب وہ تنظیم ایگلز میں شامل ہو چکی ہے......اور اب میں ایگلز کے چیف کا نائب ہوں......اور انہی کے کہنے پر آپ سے ملاقات کا شرف حاصل

ہوا ہے...... میں بہت خفیہ انداز میں پاکیشیا پہنچا ہوں۔۔ایگلز کو اسرائیل کی پاکیشیا کے خلاف ایک بھیانک سازش کا پتہ چلا ہے......جس کی وجہ سے میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔‘‘ ابوراسخ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’ابوراسخ صاحب آپ کی تنظیم کے سربراہ ابھی تک حارث بن خالد ہی ہیں۔‘‘ عمران نے پوچھا۔

اسی دوران سلمان چائے کی ٹرالی لے کر آ گیا۔ پھر چائے اور دوسرے لوازمات ٹیبل پر رکھ کر واپس چلا گیا۔

’’جی عمران صاحب۔......اور چیف نے ہی مجھے یہ ڈسک آپ تک پہنچانے کے لیے پاکیشیا بھیجا ہے۔‘‘ ابوراسخ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر دانتوں میں بنے ایک چھوٹے سے سوراخ سے ایک چھوٹی سی ڈسک نکال کر عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا آپ کو معلوم ہے۔...... کہ اس میں کیا معلومات درج ہیں۔‘‘ عمران نے ڈسک کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’نہیں عمران صاحب...... چیف نے صرف یہ ہی بتایا تھا...... کہ اس میں پاکیشیا کے خلاف نہایت خطرناک منصوبہ ہے۔......اور مجھے یہ ڈسک ہر حالت میں آپ کو دینی ہے...... چاہے اس کے لیے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔......اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں...... کہ میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی...... اس لیے اب مجھے اجازت دیں...... کیونکہ زیادہ دیر میری غیر حاضری مخالفین کو شک میں مبتلا کر سکتی ہے۔‘‘ ابوراسخ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے......ابوراسخ آپ اپنے چیف کا میری طرف سے شکریہ ادا

کردیں۔'' عمران نے سنجیدہ انداز میں ابوراسخ سے الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے ابوراسخ کے جانے کے بعد چندلمحات سوچا اوراس کے بعد اس نے فلیٹ میں مائیکروفلم دیکھنے کی بجائے دانش منزل کا رخ کرنا بہتر سمجھا۔ کچھ دیر میں عمران ایک بار پھر سے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔

''بلیک زیرو تم ایک کپ چائے بنادو......تب تک میں اس مائیکروڈسک کو دیکھ لوں۔......'' عمران نے ابوراسخ سے ملاقات کی تفصیل طاہر کو بتاتے ہوئے کہا۔

طاہر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔عمران نے ڈسک کو اپنے سامنے پڑی ہوئی مشین کے ایک خانے میں ڈالا اور کچھ بٹن دبا کر ڈسک کو آن کر دیا۔اس دوران طاہر بھی چائے لے آیا تھا اس نے چائے عمران کے سامنے رکھی اور غور سے ڈسک میں موجو معلومات کو دیکھنے لگا۔

''عمران صاحب بہت ہی بھیانک منصوبہ ہے اگر یہ منصوبہ کامیاب ہوگیا تو پاکیشیا کے انسان پلک جھپکتے میں موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔......اور کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوگی کہ یہ ہلاکتیں کیسے ہوئیں......سب اس کو قدرتی آفات ہی سمجھتے رہیں گے۔'' طاہر نے ڈسک دیکھنے کے بعد جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اتنا بھیانک منصوبہ دیکھ کر اس کا ذہن ماؤف ہو گیا تھا۔

''یہ یہودی اس قدر خوفناک منصوبہ بنائیں گے......اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا......مگر اللہ کی مدد سے ان یہودیوں کو سبق سکھانے کے لیے ابھی علی عمران زندہ ہے......اور جب تک میں زندہ ہوں......اپنی زندگی میں تو میں یہودیوں کو مسلمانوں کے اس قدر خوفناک قتل عام کی اجازت نہیں دے سکتا......اس منصوبے

سے منسلک ہر اس شخص کو مرنا ہوگا......جس نے اس انسانیت سوز منصوبے میں ذرہ سا بھی حصہ لیا ہوگا۔......اور اس بار نہ صرف یہودیوں کے منصوبہ ساز۔سائنسدان اور لیبارٹیاں تباہ ہوں گی...... بلکہ اس بار یہودیوں کو اپنے ہر اس بڑے پراجیکٹ سے ہی ہاتھ دھونا پڑے گا......جس پر ان کی معشیت کا انحصار ہوگا......اس قدر بھیانک منصوبہ سوچنے کی سزا اب پورے اسرائیل کو بھگتنی پڑے گی۔'' عمران کا لہجہ بہ لحمہ سرد سے سرد ہوتا جارہا تھا۔اس کی آنکھیں شدید غصے سے سرخ ہوگئی تھیں۔

عمران کا لہجہ اور انداز دیکھ کر طاہر کو بھی اپنے جسم پر کپکپی سے طاری ہوتے ہوئے محسوس ہوئی۔اس لیے وہ بے اختیار سہم سا گیا۔

''عمران صاحب اس ڈسک کو دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں کچھ سوالات آرہے ہیں۔'' طاہر نے ڈرتے ہوئے کہا۔

''پوچھو''۔عمران نے مختصر جواب دیا۔

''عمران صاحب اس ڈسک کے مطابق اس منصوبے میں پاکیشیا کے شہروں میں ایسا وائرس پھیلانا شامل ہے......جو زمینی حشرات الارض کو نہ صرف زمین کے اوپر آنے پر مجبور کردے گا بلکہ ان کو اس قدر زہریلا بھی کردے گا کہ ان کے کاٹنے سے انسانی جسم چندلمحات میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجائے گا......اور اس وائرس کی وجہ سے حشرات الارض انسان کو کاٹنے کے لیے بے چین رہیں گے۔......مگر عمران صاحب شہر میں عموماً کیڑے مکوڑے نظر نہیں آتے۔......اس سے تو خطرہ زیادہ پاکیشیا کے گاؤں اور قصبات میں ہوگا......تو شہروں میں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ وائرس کام نہیں کر پائے گا...... کیونکہ ویسے بھی شہروں میں تو پکی سڑکوں اور گھروں کا رواج ہے۔'' طاہر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''طاہر تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ صرف سامنے کی بات دیکھ کر نتیجے پر چھلانگ نہ لگا دیا کرو...... چیونٹیاں بھی حشرات الارض میں آتی ہیں اور ہر جگہ پائی جاتی ہیں...... ویسے بھی حشرات الارض کو زمین سے نکلنے کے لیے لمبے چوڑے سوراخوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔......ان کے لیے معمولی سے معمولی سوراخ بھی بہت ہوتے ہیں......اور جب وائرس کے زیر اثر ان کو انسانی اجسام کو کاٹنے کی طلب محسوس ہوگی تو لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں زمین سے باہر نکل آئیں گے اور ان کو روکنے کا کوئی طریقہ بھی نہیں ہوگا...... اور ویسے بھی دیہاتوں میں بسنے والے بھی میرے اپنے ملک کے لوگ ہیں......اگر بات صرف ان کی بھی ہوتی تو میں اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا۔اور کچھ ایسے حشرات الارض بھی ہوتے ہیں۔...... جو زمینی نباتات کو اگانے میں مدد دیتے ہیں......اور اگر وہ حشرات الارض زمین سے باہر آ گئے تو وہ زمین بھی بنجر ہو جائے گی۔......کسی درخت وغیرہ کا نام ونشان بھی نہیں رہے گا......اور ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ تو خود سوچ لو کہ پاکیشیا کا کیا حال ہو گا......اگر ان یہودیوں کا منصوبہ کامیاب ہو گیا تو۔'' عمران نے طاہر کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ مجھے واقعی ہی یہ بات خود سوچنی چاہیے تھی۔'' طاہر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر کی کوئی خبر آئی ہے۔......'' عمران نے مزید کوئی بات کرنے کی بجائے ٹائیگر کے بارے میں پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب ابھی تک نہ ہی جوزف نے اور نہ ہی فور سٹارز نے کوئی خبر دی ہے۔'' طاہر نے جواب دیا۔

عمران نے اپنا سپیشل سیل فون نکالا اور صدیقی کا نمبر ڈائیل کیا۔ چند لمحات کے بعد صدیقی نے جواب دیا۔

''صدیقی......ٹائیگر کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے۔......'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔۔ میں اور خاور اسی سلسلے میں زیر زمین رونالڈو کلب جا رہے ہیں۔'' صدیقی نے جواب دیا۔

''تفصیل بتاؤ۔......'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب ٹائیگر کے کمرے کی تلاشی کے دوران اور ویٹروں سے پوچھ گچھ سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا......تو ہوٹل کے عقبی طرف بنے کچھ اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ کے چوکیدار سے ایک مبہم سی اطلاع ملی ہے......کہ دس روز پہلے سیاہ رنگ کی ویگن میں کچھ لوگ ایک انسانی جسم کی لمبائی کے برابر بوری رکھ کر عجلت میں ادھر سے نکل گئے تھے......مزید تحقیقات کرنے پر اس ویگن کا تعلق رونالڈو کلب سے ملا ہے۔......اور اب ہم بس رونالڈو کلب کے سامنے پہنچنے والے ہیں۔'' صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ صدیقی......تم نے واقعی ہی کام کیا ہے۔ مجھے لوکیشن بتاؤ...... میں خود پہنچ رہا ہوں۔'' عمران نے کہا۔

صدیقی نے لوکیشن بتا دی تو عمران نے کال کاٹ دی۔ اچانک دانش منزل کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ایکسٹو۔'' عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جناب جوزف بول رہا ہوں......عمران صاحب کو اطلاع دینی تھی کہ

ٹائیگر کو اغوا کر کے اسرائیل لے جایا جا چکا ہے۔'' جوزف نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''جوزف میں عمران بول رہا ہوں...... کیسے پتہ چلا کہ ٹائیگر کو اغوا کر کے اسرائیل لے جایا جا چکا ہے۔'' عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

'جناب میں نے اور جوانا نے انڈر ورلڈ میں مختلف کلبوں میں ویٹروں کو بھاری رقم دے کر اصل بات کا پتہ لگایا تھا...... رونالڈو کلب کے ایک پرانے ویٹر نے بھاری رقم ملنے پر نہ صرف ٹائیگر کے بارے میں بتا دیا بلکہ رونالڈو کو اس کے آفس سے نکلنے کا خفیہ رستہ بھی بتا دیا...... ورنہ کلب میں کافی لوگوں کو ہلاک کرنا پڑتا...... رانا ہاؤس میں جوانا نے رونالڈو سے معلومات حاصل کی ہیں۔ بہر حال ابھی رونالڈو زندہ ہے...... اب آپ جو حکم دیں۔'' جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ مگر اس کا لہجہ ویسے ہی مودبانہ تھا۔ جیسے ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے ہوتا تھا۔ جوزف اس بارے میں خصوصی احتیاط کرتا تھا۔ تا کہ جوانا کو کسی قسم کا شک نہ ہو جائے۔

''ویل ڈن...... جوزف اگر جوانا تمام معلومات حاصل کر چکا ہے تو رونالڈو کو مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو۔'' عمران نے جوزف کو ہدایات دیں اور پھر فون رکھ دیا۔

عمران نے ایک بار پھر سے اپنے سیل فون سے صدیقی کا نمبر ڈائل کیا اور اس کو تلاش ختم کرنے کا بتا کر جوزف سے ملنے والی تفصیل بتا دی۔

''بلیک زیرو اب تم ایسا کرو کہ وہ سرخ جلد والی ڈائری مجھے دو...... تا کہ اب ایگلز کے لیڈر حارث بن خالد سے بات کی جا سکے۔'' عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

طاہر نے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کو دی۔ عمران چند لمحوں تک

صفحے پلٹتا رہا۔ پھر اس کی نظریں ایک نمبر پر مرکوز ہو گئیں۔ عمران نے فون اپنی طرف کیا اور تیزی سے نمبر ڈائیل کرنے شروع کر دیئے۔

''مارننگ ریسٹوران۔......'' رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کیا آپ کے ہیڈ شیف کا نام مارننگ ہے۔......'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں۔۔ ان کا نام تو راسٹر ہے۔......'' دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ تو پھر تو مجبوری ہے...... ایسا کرتے ہیں کہ اب یہ نام میں رکھ لیتا ہوں۔''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب آپ رکھ لیں یہ نام۔۔۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے آپ دن کے سات گھنٹے صبح پانچ سے لے کر دس بجے تک اس نام کی دو دفعہ تکرار کریں یا ایک دفعہ کریں۔...... یا بے شک نہ کریں...... ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔'' دوسری طرف بولنے والے نے اس بار مسکراتے ہوئے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ کاٹ دیا۔

''یہ کیا عمران صاحب میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا...... اس ساری گفتگو کا کیا مطلب ہوا۔'' بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر اس طرح کی باتیں ایکسٹو کی سمجھ میں آنے لگیں تو مجھے جو چھوٹا سا چیک ملتا ہے...... اس سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی عمران صاحب پتا تو چلے۔......اس سارے چکر کا کیا مطلب ہوا" طاہر نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل سے بچنے کے لیے ایگلز کے ساتھ کچھ کوڈ طے ہیں...... مجھے حارث کا نمبر چاہیے تھا۔اور کوڈ ورڈز میں اس کا نمبر مجھے مل چکا ہے......اور اگر یہ کال ٹیپ بھی ہوگئی تو کسی کو شک بھی نہیں ہوگا" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ......عمران صاحب اب میں سمجھ گیا۔کہ بات کے آخر میں جو ہندسے بتائے گئے تھے وہ دراصل فون نمبر تھا" طاہر نے کہا۔

"بہت جلدی سمجھ گئے ہو۔بس اسی طرح ترقی کرتے رہے تو بہت جلد ایکس ون بھی بن جاؤ گے۔ویسے یہ کوڈ میں نے ہی ایگلز کو بنا کر دیئے تھے......اب کام آ گئے ہیں"۔عمران نے ایک بار پھر فون کا نمبر ڈائیل کرتے ہوئے کہا۔

"حارث......" رابطہ ہونے پر ایک مختصر سی مگر سخت آواز سنائی دی۔

"اتنی کنجوسی اچھی نہیں ہوتی کہ بندہ اپنا نام بھی پورا نہ بتائے......بھئی تم تو کنجوسی کا عالمی ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہو" عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کون......کون بول رہا ہے۔" حارث نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اچھا یعنی کنجوسی اتنی بڑھ چکی ہے کہ دماغ سے بھی کام لینا بند کر دیا ہے......مگر اتنی کنجوسی کر کے کیا ملے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ......میرے خیال میں آپ عمران صاحب ہیں۔......سوری عمران صاحب آپ کی آواز فوری طور پر پہچان نہیں پایا" حارث نے فوراً ہی معذرت کرتے

ہوئے کہا۔

"حارث تمھاری اطلاع مل چکی ہے......اور اس کے بارے میں ایکسٹو اور میری طرف سے شکریہ قبول کرو......تم نے پاکیشیا کی طرف بڑھنے والے اس خطرناک منصوبے سے آگاہ کر کے مسلمان ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے" عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب......اس میں شکریہ کی کیا بات ہے۔۔آپ کی اور پاکیشیا کی عزت تو ہم فلسطینیوں کے دلوں میں جس طرح محفوظ ہیں۔......وہ ہم لوگ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔۔خصوصاً آپ کی سلامتی کے لیے تو فلسطین کا بچہ بچہ دن رات دعا کرتا ہے۔" حارث نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ارے......میں تو اللہ کا حقیر، فقیر اور پرتقصیر قسم کا بندہ ہوں......بہرحال مجھے کچھ معلومات چاہیں۔اگر تم حاصل کر سکو تو بتا دو" عمران نے کہا۔

"جی عمران صاحب۔۔آپ پوچھیے...... میں انشاء اللہ معلومات حاصل کر لوں گا۔" حارث نے جواب دیا۔

"اس پروجیکٹ کا نام کیا رکھا گیا ہے......اور اس کی تکمیل کے لیے کتنا وقت لگے گا......یعنی حشرات الارض کے پروجیکٹ پر۔" عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب آپ مجھے ایک گھنٹے بعد پھر سے کال کر لیں......اس وقت تک میں یہ معلومات حاصل کر لوں گا" حارث نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔تو عمران نے اوکے کہہ کر فون رکھ دیا۔

عمران نے ایک بار پھر سے فون کے نمبر تیزی سے ڈائل کرتے ہوئے طاہر کو دنیا کا نقشہ لانے کا کہا۔

”کارپوریشن۔“ رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔آپ کے منیجر رالف سے رابطہ کروا دیں۔“ عمران نے کہا

”ٹھیک ہے جناب بات کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔

”ہیلو......“ چند لمحوں بعد ایک کرخت آواز سنائی دی۔

”ابھی تک تمھارے دودھ کے دانت ٹوٹے نہیں ہیں۔...... جواب تک اتنی کرخت آواز میں بول رہے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب......کون بول رہا ہے۔اوہ......ایسی بات تو صرف ایک ہی آدمی کر سکتا ہے۔اوہ۔۔تو کیا پرنس تم خود بول رہے ہو......کیا زمانہ آ گیا ہے۔اب پرنس خود بولنے لگ پڑیں ہیں۔“ ۔رالف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔جیسے اس کو عمران کے فون کرنے سے دلی خوشی محسوس ہو رہی ہو۔

”اب کیا کریں...... جب وولف رالف بن جائے تو پرنس کو تو پھر خود بولنا پڑے گا۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی پرنس حکم فرمائیں۔“ رالف نے پوچھا۔

ون آئی کے بارے میں مکمل معلومات چاہیں۔عمران نے کہا۔

”پرنس آپ کو ایک نمبر دیتا ہوں...... آپ اس پر فون کریں۔......“

رالف نے ایک نمبر بتایا اور فون رکھ دیا۔عمران نے ریسور رکھ کر وہ نمبر جلدی سے ڈائیل کیا۔پھر رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے رالف کی آواز سنائی دی۔

”یس عمران صاحب......اب حکم فرمائیں یہ لائن بالکل محفوظ ہے۔ون

آئی کے بارے میں آپ کو صرف میں ہی معلومات فراہم کر سکتا ہوں۔اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو معذرت کر لی جاتی۔مگر آپ پوچھ سکتے ہیں...... جو پوچھنا چاہتے ہیں۔“ رالف نے کہا۔

”تمھارا شکریہ رالف...... مجھے بس اتنا معلوم کرنا ہے۔کہ ون آئی کب قائم ہوئی اور اس کے بنیادی کام کیا ہیں......اور اس کے چیف کا پتہ چل جائے تو بہتر ہوگا۔......“ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب......ون آئی کو قائم ہوئے دو سال ہو چکے ہیں۔...... یہ خالص یہودی تنظیم ہے۔......اور پوری دنیا کے ٹاپ ایجنٹس کو اس میں شامل کیا گیا ہے......ایسا کرنے کے لیے مشینی مراحل سے گزارنے کے بعد اس ایجنٹ کو اسرائیل کا وفادار بنا دیا جاتا ہے......اس وقت دنیا کے نامور ایجنٹس کو اسرائیل کا وفادار بنا دیا گیا ہے......اب سننے میں آیا ہے کہ پاکیشیا کے ایک ایسے ایجنٹ پر کام ہو رہا ہے......جس پر ون آئی کی کافی امیدیں وابستہ ہیں۔“ رالف نے جواب دیا۔

”تمھیں اتنی تفصیل کا کیسے علم ہو گیا۔“ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔۔اس تنظیم میں کام کرنے والا ایک ڈاکٹر میرا رشتہ دار ہے......میری دو دن پہلے اس سے ملاقات ہوئی تھی۔وہ ایکریمیا کسی خاص مشین کے حصول کے لیے آیا تھا اس نے بتایا تھا۔“ رالف نے جواب دیا۔

”رالف اب آخری بات......کیا تم اس ایجنٹ کا نام پتہ کر سکتے ہو۔اور ساتھ ہی اس ون آئی کے ہیڈکواٹر کے بارے میں تفصیلات بھی بتا دو۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب...... جہاں تک اس تنظیم کے ہیڈکواٹر کا تعلق ہے تو اس کا

مرکزی آفس اسرائیل کے بڑے شہر تل ایب میں ہے...... بلیو ایریا میں ون آئی کا بہت جدید اور وسیع ہیڈ کوارٹر موجود ہے۔مگر یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ یہ صرف ڈمی ہیڈ کوارٹر ہے......اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں ہے...... چیف کا نام راموس ہے۔......جو پہلے ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کا چیف تھا......مگر اس کے موجودہ پتہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ناممکن ہے......اور جہاں تک پاکیشیا کے ایجنٹ کے نام کا تعلق ہے......آپ مجھے دو گھنٹے کے بعد فون کر لیں۔۔ میں کوشش کروں گا کہ اس دوران نام معلوم کر سکوں۔'' رالف نے جواب دیا۔عمران نے او کے کہہ کر فون رکھ دیا۔

''عمران صاحب پاکیشیا کا ایسا کون سا ایجنٹ ہو سکتا ہے جس کو اسرائیل نے اغوا بھی کر لیا ہے اور اس پر انحصار بھی کر رہے ہیں۔'' بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے......ٹائیگر اس وقت ون آئی کی قید میں ہے''۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''آپ کا خیال ہو سکتا ہے کہ درست ہو......کیونکہ ٹائیگر واقعی ہی کارگردگی کے معاملے میں کافی آگے جا رہا ہے۔'' بلیک زیرو نے بھی عمران کی بات سے متفق ہوتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔۔ ایک گھنٹے سے کچھ اوپر وقت ہو گیا...... حارث کو فون کر لینا چاہیے۔''۔عمران نے ایک بار پھر فون اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔اور تیزی سے نمبر ملائے۔

''حارث۔......'' رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔......'' عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔کیونکہ

عمران کا ذہن اس وقت کافی الجھا ہوا تھا۔اس لیے وہ سنجیدہ رہا تھا۔

''عمران صاحب میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں......اسرائیل کے صدر کا ایک قریبی ساتھی ایگلز کا رکن ہے۔......اس کی وجہ سے ہی پہلے بھی اسرائیل کے منصوبے کے بارے میں معلومات مل گئی تھیں...... بہر حال اس پراجیکٹ کا نام ارتھ زون رکھا گیا ہے مگر اس لیبارٹری کی لوکیشن چیک نہیں ہو سکی......مگر لیبارٹری کا نام بھی ارتھ زون ہی ہے اور وئراس کا نام ارتھ وئراس رکھا گیا ہے اور اس کی تکمیل میں حتمی طور پر تین ہفتے کا وقت مزید درکار ہے...... چھوٹے پیمانے پر یہ وائرس تباہ کن نتائج دے رہا ہے...... اب اسرائیلی سائنسدان بڑے پیمانے پر اس کے تجربات کر رہے ہیں۔'' حارث نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

[ٹھیک ہے حارث۔ت۔۔مھارا شکریہ......اب میں جانوں اور اسرائیل جانے......اس بار میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل کو بھاری نقصان پہنچایا جائے گا۔'' عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب آپ جب اسرائیل آئیں تو ہمیں بھی خدمت کا موقع ضرور دیں......آپ کی سرپرستی میں کام کرنا ہم فلسطینیوں کے لیے فخر کا باعث ہے۔'' حارث نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''انشاء اللہ۔۔ دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔۔بہر حال امید پر دنیا قائم ہے۔تم مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دو۔تا کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو تم سے فوری رابطہ ہو سکے۔'' عمران نے کہا۔حارث نے اپنا رابطہ نمبر بتا دیا۔تو عمران نے سلام کر کے فون رکھ دیا۔عمران نے گھڑی دیکھی۔اور ایک بار پھر فون کو قریب کر کے نمبر ملانے لگا۔

''ہیلو.....'' رالف کی حسب عادت کرخت آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں ''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پاکیشیا کے ایجنٹ کا نام ٹائیگر ہے...... ون آئی ابھی تک اس پر قابو نہیں پا سکی۔ کیونکہ ٹائیگر کی قوت ارادی بہت مضبوط ہے۔...... ون آئی بہت سے طریقے آزما چکے ہیں مگر ان کو ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی...... مگر پھر بھی وہ لوگ پر امید ہیں کہ آئندہ کچھ دنوں میں ٹائیگر ان کا ٹاپ ون آئی بن جائے گا۔'' رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''رالف کیا یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ٹائیگر کو کس جگہ قید کیا ہوا ہے۔'' عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب مجھے پہلے سے معلوم تھا...... کہ آپ اس بارے میں ضرور پوچھیں گے...... اس لیے میں نے معلومات حاصل کر لیں ہیں۔...... ٹائیگر کو ون آئی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی رکھا گیا ہے۔'' رالف نے جواب دیا۔

''رالف تم نے واقعی ہی کم وقت میں بہت قیمتی معلومات مہیا کی ہیں۔ اب اپنا بینک اکاؤنٹ بتا دو۔۔ تاکہ تمھاری رقم میں اضافہ کیا جا سکے۔'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب کبھی کبھار تو آپ کی خدمت کا موقع ملتا ہے...... اور آپ رقم کی بات کر کے شرمندہ کر دیتے ہیں...... بس آپ کو آپ کی من چاہی معلومات مل گئیں...... میرے لیے یہی بہت بڑا معاوضہ ہے۔ بس کبھی کبھار یاد کر لیا کریں۔ آپ سے بات کر کے دل کو سکون مل جاتا ہے۔'' رالف نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ رالف تمھارے خلوص کا شکریہ...... بہت جلد پھر ملاقات ہو گی۔'' عمران نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

''عمران صاحب ارتھ وائرس کی تیاری میں بہت کم وقت بچا ہے۔'' بلیک زیرو نے خوفزدہ انداز میں کہا۔ تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔

''یار کالے صفر فون کر کر کے میرے کانوں میں اب فون کی گھنٹیاں بجنے کی آوازیں آ رہی ہیں...... تم بھی اب سلمان کی طرح کنجوس ہو گئے ہو...... اتنی دیر میں صرف ایک پیالی چائے پلائی ہے۔'' عمران نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو مسکراتا ہوا چائے لینے کے لیے کچن میں چلا گیا۔ عمران نے دنیا کا نقشہ نکالا اور اسرائیل میں داخلی رستوں اور ٹارگٹ کو پوائنٹ آوٹ کرنے لگا۔ کافی مغز ماری کرنے کے بعد عمران نے اسرائیل میں داخل ہونے کا ایک محفوظ رستہ ڈھونڈ لیا۔ اب عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رقصاں تھیں۔ اتنی دیر میں بلیک زیرو بھی چائے لے کر آ گیا۔

''بلیک زیرو۔۔ جولیا کو فون کر کے ممبران کو ارجنٹ میٹنگ کی کال دے دو۔ اور تم خود بھی تیار رہو۔'' عمران نے کہا

''اوہ عمران صاحب۔۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بھی موقع دیا ہے۔'' بلیک زیرو کا چہرہ اپنی شمولیت کا سن کر کھل اٹھا تھا۔

''تم ساتھیوں کو کال کر کے بلا لو...... میں فلیٹ جا رہا ہوں...... ہماری غیر موجودگی میں سلمان ایکسٹو کا رول بخوبی کر سکتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ٹیم کے باقی ممبران۔ جوانا اور جوزف سے بھی کام لے سکتا ہے۔'' عمران نے اٹھتے ہوئے دروازے کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

ایک بڑے ہال میں اسرائیل کی جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ، ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل جوزف اور ریڈ آرمی کا کرنل انتھونی بیٹھے تھے۔ کرنل ڈیوڈ حسب عادت سینہ پھلائے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا۔ اس نے ابھی تک باقی دونوں کرنلوں سے بات نہیں کی تھی۔ جبکہ کرنل جوزف اور کرنل انتھونی آپس میں اس ایمرجنسی کال پر ڈسکشن کر رہے تھے۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا و راسرائیل کے صدر اور وزیر اعظم اندر داخل ہوئے۔ سب کرنل احتراماً کھڑے ہوگئے۔ پھر صدر نے بیٹھتے ہوئے باقی سب کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''آپ سب کو یقیناً اس ایمرجنسی میٹنگ کے بارے میں حیرت ہو رہی ہوگی...... آپ تینوں کو کچھ دیر اور انتظار کرنا پڑے گا...... جیسے ہی ون آئی کے چیف راموس تشریف لائیں گیا...... باضابطہ میٹنگ شروع کی جائے گی...... فی الوقت کے لیے یہ بتادوں کہ یہ میٹنگ پاکیشیا سکرٹ سروس کے اسرائیلی لیبارٹری پر ممکنہ حملے کے بارے میں ہے۔'' صدر نے بریفنگ کرتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد صدر نے ایک ایک فائل سب کی طرف بڑھادی۔ جس میں گذشتہ سالوں میں اسرائیل میں پاکیشیا سکرٹ سروس کے حملوں کی تفصیل موجود تھی۔ ہال میں موجود تینوں کرنل اور وزیر اعظم فائل پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ جبکہ

صدر نے ایک اور فائل نکالی اور اسکے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ سب فائلوں کو پڑھنے میں مگن تھے کہ ایک بار پھر ہال کا دروازہ کھلا اور اس بار ون آئی کا چیف راموس اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہونے کے بعد اس نے صدر اور وزیر اعظم کو ہیلو کہا اور پھر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میٹنگ کی کاروائی شروع کرتے ہیں۔......کرنل انتھونی آپ بتائیے کہ کیا رپورٹ ملی ہے۔'' صدر نے ریڈ آرمی کے چیف کرنل انتھونی کی طرف دیکھتے ہوئے اشارہ کیا۔

''سر آج صبح ایک مشکوک کال ہمارے ٹرانسمیٹر پر کیچ ہوئی ہے کہ ارتھ زون نامی کسی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لیے پاکیشیا سکرٹ سروس اسرائیل پہنچ رہی ہے...... اس کال کے ملنے کے بعد ہم لوگوں نے کال کے مرکز چیک کیا...... مگر ہمارے پہنچنے تک مجرم فرار ہو چکے تھے ان کا اڈہ خالی تھا۔

اور باوجود سخت تلاش کے کوئی بھی مشکوک آدمی ٹریس نہیں ہوسکا...... مگر پاکیشیا سکرٹ سروس والی اطلاع بہت اہم تھی...... اس لیے میں نے براہ راست جناب صدر کو کال کر کے ساری صورتحال بتادی۔......'' کرنل انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ پاکیشیا سکرٹ سروس کا نام سن کر میٹنگ ہال میں موجود سب لوگ اچھل پڑے تھے۔ جبکہ صدر کے چہرے پر تشویش کا تاثرات اور گہرے ہو چکے تھے۔

''ارتھ زون لیبارٹری کا میرے سوا صرف چند افراد کو معلوم ہے۔ اس میں بننے والی ایجاد اس قدر اہم ہے کہ اگر وہ مکمل ہوگئی تو پاکیشیا کو دنیا کے نقشے سے ختم کیا جا سکتا ہے اور اب یہ ایجاد اپنے آخری مراحل میں ہے۔ آخری معلومات تک صرف تین ہفتوں کا کام باقی رہ گیا ہے۔ ارتھ زون کے عملی انچارج ون آئی کے چیف راموس

ہیں۔اس لیبارٹری کو اپنے سائے سے بھی چھپا کر رکھا گیا تھا۔مگر جس طرح اس کے وجود کی خبر پاکیشیا سکرٹ سروس کو ہو چکی ہے۔تو ہو سکتا ہے انھوں نے اس کا محل وقوع بھی تلاش کر لیا ہو۔کیونکہ ان لوگوں سے کوئی بعید نہیں۔ان سے جو چیز جتنی چھپائی جائے۔اس کے بارے میں اتنی ہی جلدی ان کو معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔اس لیے میں اس بار اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ ان کو کیسے خبر ہوئی ہے۔بلکہ میں چاہتا ہوں۔اگر اس بار پاکیشیا سکرٹ سروس اسرائیل آئے تو موت ان کا شکار کرے۔اور اگر اس بار ایسا نہ ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔آپ سب عہدہ داروں کو غداری کے جرم میں گولی مار دی جائے گی۔اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے اس میں کوئی بھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔اس لیے اب آپ سب آپس میں مشورہ کر لیں۔کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کو کیسے ٹریس کرنا ہے۔اور کامیابی کی صورت میں آپ سب کو اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔'' صدر نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جناب اس بار پاکیشیا سکرٹ سروس کا شکار ون آئی کھیلے گی۔اور باقی تنظیمیں صرف ٹریس کرنے کا کام کریں گی۔اور ٹریس ہونے پر وہ اطلاع ون آئی کو دیں گی۔اور ایسا کرنے کا میں حکم دے رہا ہوں۔کیونکہ صدر اور وزیر اعظم کے بعد ون آئی کا چیف ہی سب سے بااختیار ہے۔اور اس بار کسی ایجنسی نے دوسرے پر برتری لے جانے کی کوشش کی تو پوری ایجنسی کو ہی ختم کر دیا جائے گا۔کیونکہ پاکیشیا سکرٹ سروس کی فائلیں پڑھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔کہ ہماری ایجنسیاں ان کو پکڑ تو لیتی ہیں۔مگر کریڈٹ کے چکر میں ایجنسیاں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہیں تو پاکیشیا سکرٹ سروس اس صورتحال کا فائدہ اٹھا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اس لیے جس ایجنسی نے بھی اس بار کوئی بھی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پوری ایجنسی کا ہی

کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔'' چیف راموس نے بڑے غصے میں بولتے ہوئے کہا۔

''جناب صدر۔چیف راموس کا تجزیہ بالکل درست ہے اور میں بھی چیف راموس کی تائید کرتا ہوں۔'' وزیر اعظم نے چیف راموس کی بات کو سراہتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے فیصلہ ہو گیا۔ون آئی اس بار اس سارے آپریشن کی ہیڈ ہے اور راموس جو بھی فیصلہ کریں گے وہ سب کو قبول ہوگا۔'' صدر نے بیک وقت کرنل ڈیوڈ اور کرنل انتھونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ آپ جی پی فائیو کو سرحدوں پر بھیج دیں۔تاکہ پاکیشیا سکرٹ سروس کو اس بار اسرائیل میں داخلے سے روکا جائے اور کرنل انتھونی اور کرنل جوزف آپ دونوں اپنی اپنی سروسز کو شہری علاقوں میں اور انڈر گراؤنڈ پھیلا دیں۔تاکہ اگر پاکیشیا سکرٹ سروس کسی طرح اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو بھی جاتی ہے تو ظاہر ہے وہ اسلحے وغیرہ کے لیے کسی انڈر گراؤنڈ تنظیم یا کسی فلسطینی تنظیم سے رابطہ کریں گے۔اس لیے آپ انڈر گراؤنڈ کی کڑی نگرانی کریں۔اور جو بھی ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ خود کوئی کاروائی کرنے سے گریز کرے اور بروقت اطلاع ون آئی کے ہیڈ کواٹر میں دی جائے اور اگر کسی بھی وجہ سے آپ تینوں نے میری ہدایا ت پر عمل نہ کیا تو نتیجہ اس سروس کی موت کی شکل میں سامنے آئے گا۔'' چیف راموس نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''چیف راموس مجھے اس بار کامیابی چاہیے۔سکرٹ سروس اور خصوصاً عمران کی موت کی شکل میں کامیابی چاہیے۔اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو آپ کا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔'' صدر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور میٹنگ

برخاست کرنے کا اشارہ دیتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ٹائیگر کی آنکھیں اچانک کھلیں۔ ٹائیگر کو ایک سٹریچر پر باندھا گیا تھا۔ ٹائیگر نے اپنے جسم کو ہلانے کی کوشش کی تو اس کی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ اس کا جسم حرکت کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ٹائیگر نے اپنے آپ کو سٹریچر سے آزاد کرا لیا۔ ٹائیگر نے کمرے کا جائزہ لیا مگر چاروں طرف صرف مشینیں تھیں۔ ٹائیگر نے آہستہ سے بیرونی دروازہ کھولا۔ اور پنجوں پر ڈورتا ہوا راہدری کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ راہدری آگے سے بند تھی اور اس کی سائید میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں ہلکی کسی درز نظر آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے دروازے کے ساتھ کان لگا کر اندر انسانوں کی موجودگی کا پتہ لگانے کی کوشش کی۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ چیف کو دیا گیا وقت تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اور ہمارے حربے بھی ٹائیگر کو اسرائیل کا غلام بنانے کے لیے ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔'' اندر سے ہلکی آواز آ رہی تھی۔

’’ہاں ڈاکٹر راشیل اسکی بنیادی وجہ ٹائیگر کی پاکیشیا اور مسلمانوں کے ساتھ بے پناہ محبت اور اسرائیل کے خلاف شدید نفرت ہے۔اس کا ذہن کسی بھی حالت میں پاکیشیا کے ساتھ دشمنی کرے پر آمادہ نہیں ہو رہا۔مگر اب میں نے ایک نیاء طریقہ سوچ لیا ہے۔تین دنوں میں ٹائیگر ون آئی کا ٹاپ ایجنٹ بن جائے گا۔مگر آج کیپٹن رسل بتا رہا تھا۔کہ پاکیشیا سکرٹ سروس ون آئی کی جدید لیبارٹری تباہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔اگر اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا تو پاکیشیا کو دنیا کے نقشے سے ختم کرنے کا خواب صرف خواب ہی بن کر رہ جائے گا۔کیونکہ اس بار ون آئی کے سائنسدانوں نے ایک ایسا انوکھا وائرس ایجاد کیا ہے جو حشرات الارض کو زمین کے اوپر آنے پر نہ صرف مجبور کر دیتا ہے بلکہ ان حشرات الارض کو اس قدر زہریلا کرنے کے علاوہ کسی بھی جاندار کو ان کے لیے اس قدر پر کشش کر دیتا ہے۔کہ وہ حشرات الارض جانداروں کو کاٹنے سے باز نہیں رہ سکتے۔اور کاٹنے کے نتیجے میں وہ جاندار تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے گا۔اگر اس بار اسرائیل کامیاب ہو گیا تو پاکیشیا کے مسلمانوں کو زمین بھی اپنے اوپر جگہ نہ دے گی۔‘‘ ڈاکٹر ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’اوہ ونڈرفل۔مگر ڈاکٹر آپ کو اتنی تفصیل کا کیسے علم ہو گیا۔‘‘ ڈاکٹر راشیل نے کہا۔

’’تمھیں تو میرے بیٹے کیپٹن رسل کے بارے میں معلوم ہی ہے۔کل رات کو وہ ملنے کے لیے آیا تھا۔تو بتا رہا تھا۔کیونکہ آج کل اس کی ڈیوٹی اسی لیبارٹری میں ہے۔‘‘ ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیا۔

ٹائیگر کا دماغ اتنا بھیانک منصوبہ سن کر سکتے میں آ گیا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کے آنے سے پہلے ہی وہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ

کر دے گا۔تاکہ پاکیشیا محفوظ رہ سکے۔ٹائیگر نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ڈاکٹر ڈیوڈ اور راشیل ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ایک دم حیران رہ گئے۔

’’ت۔۔تم۔۔تم ہوش میں کیسے آ گئے۔اور تم تو جکڑے ہوئے تھے۔‘‘ ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار پر بنے ہوئے ایک بٹن کو دبانے کی کوشش کی۔مگر ٹائیگر نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اس کی ٹانگ پوری طاقت سے ڈاکٹر ڈیوڈ کے منہ پر پڑی۔ڈاکٹر ڈیوڈ زور سے دیوار کے ساتھ ٹکرایا اور بے ہوش ہو گیا۔ٹائیگر نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے ڈاکٹر راشیل کی طرف زور سے پھینک دی۔ٹائیگر راشیل بھی کرسی کھا کر زمین پر اوندھے منہ گرا اور بے حس ہو گیا۔ٹائیگر نے جلدی سے پورے کمرے کا جائزہ لیا۔کہ کہیں کوئی خفیہ کیمرہ نگرانی کے لیے موجود ہو۔مگر یہ کمرہ شائید آرام کے لیے استعمال ہوتا تھا۔اس لیے پورے کمرے میں کہیں کوئی چیکنگ کے آلات نہیں تھے۔ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر راشیل کی گردن ایک ہی جھٹکے میں توڑ دی اور پھر ڈاکٹر ڈیوڈ کو باندھ کر اس کے منہ پر زور دار تھپڑ مارا۔ ڈاکٹر ڈیوڈ ایک تھپڑ سے ہی ہوش میں آ کر چیخنے لگا تھا۔ٹائیگر کو ایک الماری سے نشتر مل گیا تھا۔تو اس نے نشتر کو ہی خنجر کی طرح استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

’’اب اگر تمھاری چیخنے کی آواز آئی تو تمھاری زبان کاٹتے ہوئے مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ویسے بھی یہ کمرے کی ساخت بتا رہی ہے۔کہ یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے۔اور میں چیک کر چکا ہوں۔کہ اس کمرے میں نگرانی کے لیے کوئی کیمرہ بھی نہیں

ہے۔اس کے باوجود اگر تم چیخنا چاہتے ہو تو بے شک چیخ کر اپنا انجام دیکھ سکتے ہو۔'' ٹائیگر نے سفاک لہجہ بناتے ہوئے کہا۔زبان کٹنے کا سن کر ڈاکٹر ڈیوڈ کی چیخیں یکلخت رک گئیں تھی۔اور اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔

''تم ہوش میں کیسے آئے ہو۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ...... لیبارٹری کدھر ہے۔جہاں پر وائرس تیار کیا جا رہا ہے۔......'' ٹائیگر نے ڈاکٹر ڈیوڈ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''ل۔۔لیبارٹری......مگر میں تو کسی لیبارٹری کے بارے میں نہیں جانتا......'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔کہ تمھارے جھوٹ سنتا رہوں۔اس لیے اب تم خود ہی بتاؤ گے۔کہ لیبارٹری کہاں ہے اور اس جگہ سے باہر نکلنے کا رستہ کہاں ہے۔'' ٹائیگر نے مردہ ڈاکٹر کا گاؤن اتارا اور اس کے ایک حصے کو گولا بنا کر ڈاکٹر ڈیوڈ کے منہ میں دے دیا۔پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے نشتر سے ڈاکٹر ڈیوڈ کے دونوں نتھنے کاٹ دیئے۔اس کے ساتھ ہی اس نے ماتھے پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر اپنی انگلی کو ہک کی طرح مارا تو ڈاکٹر ڈیوڈ کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس طرح کانپنے لگا جیسے اس کو جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔

''میں نے تو تم سے پوچھا تھا......مگر تم نے خود ہی نہیں بتایا۔'' ٹائیگر نے ڈاکٹر ڈیوڈ کے اثبات کے انداز میں ہلتے ہوئے سر کو دیکھ کر اس کے منہ سے گولا نکالتے ہوئے کہا۔

''مجھے مت مارو۔میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ خوفزدہ انداز میں تکلیف بھرے لہجے میں چلایا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ لیبارٹری کا پتہ کیا ہے اور ادھر سے نکلنے کی تفصیلات بتاؤ۔'' ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری کا نام ارتھ زون ہے......ارتھ زون تل ایب سے ملحقہ ایک بڑے قصبے حلون میں بنائی گئی ہے۔اور قصبے کو خالی کرا کر ون آئی کے لوگوں کو ادھر بسا دیا گیا ہے۔اور سامنے موجود مشین کے سبز ہینڈل کو نیچے کرنے سے راہدری کی دیوار سائیڈ پر ہو جائے گی۔بیرونی رستے پر کوئی پہرہ نہیں ہے۔اور تم ادھر سے ہو کر اس عمارت کے باہر پہنچ جاؤ گے۔کیونکہ یہ حصہ سب سے الگ رکھا ہوا تا کہ یہاں پرسکون رہتے ہوئے کام کیا جا سکے۔ویسے بھی اس حصے میں کوئی نہیں آتا۔'' تشدد کا خوف ڈاکٹر ڈیوڈ کو سب باتیں لاشعوری طور پر بتانے پر مجبور کر رہا تھا۔

''ڈاکٹر ڈیوڈ آخری سوال۔اس کے بعد تم تکلیف سے آزاد ہو جاؤ گے......'' یہاں پر اسلحہ خانہ کدھر ہے۔۔ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس کمرے کی شمالی دیوار کو چار دفعہ مخصوص انداز میں کھٹکھٹاؤ تو ایک سرنگ کا رستہ کھل جائے گا۔جو سیدھا آپریشن ہال کی طرف لے کر جاتی ہے اور آپریشن ہال میں اسلحہ بھی موجود ہے۔'' ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''تم نے پاکیشیا کے مسلمانوں کی ہلاکت کی بات جس انداز میں کی تھی۔اس کے لیے تمھیں موت کی سزا دی جاتی ہے۔'' ٹائیگر نے اچانک پوری قوت سے انگلی کا ہک ماتھے پر موجود موٹی رگ پر مارتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر ڈیوڈ کو چیخنے کا موقع بھی نہیں ملا اور اس کی آنکھیں اوپر چڑھ

گئیں۔خون کی باریک لکیریں اس کی آنکھوں سے نکل رہی تھیں۔

ٹائیگر نے نشتر صاف کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔اور ڈاکٹر ڈیوڈ کی جیب سے اس کا بٹوہ نکال کرنسی نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیے۔تاکہ اگر اس کو فوری طور پر کرنسی کی ضرورت محسوس ہو تو ڈاکٹر کی کرنسی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ٹائیگر نے سوچ لیا تھا کہ اس پوری جگہ کو تباہ کر کے جائے گا۔اس لیے کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر ڈیوڈ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وہ آپریشن ہال میں پہنچ چکا تھا۔ٹائیگر نے کچھ ہی دیر میں اسلحہ خانہ ڈھونڈ لیا۔ابھی وہ اپنی ضرورت کے مطابق اسلحے کا جائزہ لے ہی رہا تھا۔کہ اچانک اس کو آپریشن ہال کے دروازے سے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔اس سے پہلے آپریشن ہال کا دروازہ کھلتا۔ٹائیگر ایک مشین کی اوٹ میں ہو گیا تاکہ اندر آنے والوں کی براہ راست اس پر نگاہ نہ پڑ سکے۔اسی لمحے آپریشن ہال کا دروازہ کھولا گیا۔

''چیف راموس نے ون آئی کو ریڈ الرٹ کر دیا ہے۔پاکیشیا سکرٹ سروس کبھی بھی اسرائیل میں داخل ہو سکتی ہے۔'' آپریشن ہال کا دروازہ کھلنے کے بعد ایک آواز سنائی دی۔

''ٹامی تم بے فکر رہو۔اس بار شکست پاکیشیا سکرٹ سروس کا مقدر بنے گی۔'' دوسری آواز سنائی دی۔

ٹائیگر محتاط انداز میں آگے بڑھا۔اس کو ابھی تک اسلحہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔اس لیے اس نے اپنی جیب سے وہی نشتر نکال لیا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھا۔مگر آنے والے دونوں شائد کافی زیادہ تربیت یافتہ تھے اس لیے وہ دونوں اچانک چونک گئے اور جلدی سے اپنی جیبوں سے پسٹل نکال کر مڑنے کے لیے گھومے۔مگر اس سے پہلے کہ وہ گھوم پاتے۔ٹائیگر نے بجلی کی تیزی سی ہائی جمپ

کرتے ہوئے نشتر گولی کی رفتار سے ایک آدمی کی طرف اس انداز میں پھینکا کہ اس کی گردن کو کاٹتا ہوا نکل گیا۔اس آدمی کی شہ رگ کٹ چکی تھی اور زمین پر گرا پانی سے نکلی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔جیسے ہی ٹائیگر کے پاؤں دوبارہ زمین پر لگے۔ٹائیگر کسی لٹو کے انداز میں گھوما اور پھر یکلخت اس کی ٹانگیں اس بار دوسرے آدمی کی گردن کو اپنی گرفت میں لیتی نظر آئیں۔وہ آدمی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور ٹائیگر کے گرتے ہی وہ بھی زمین پر گر گیا۔ ٹائیگر نے اپنی ٹانگوں کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اس آدمی کی گردن ٹوٹ گئی۔ٹائیگر نے جلدی سے اپنی ضرورت کے مطابق اسلحہ اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو میگا تھری پاور بموں کو چارج کر کے ایک طرف چھپایا ہی تھا کہ اچانک گولیوں کی تیز تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں ایک بوچھار کی صورت میں اس کے قریب سے گزر گئیں۔

''اپنے ہاتھ اٹھا دو۔'' ایک کرخت آواز آئی۔

ٹائیگر نے اچانک الٹے کھڑے کھڑے قلابازی کھائی اور جب تک اس کے پاؤں زمین پر لگتے۔اس کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس آدمی کو بھی اپنا شکار کر چکی تھیں۔ٹائیگر کے انداز میں اس قدر پھرتی تھی کہ وہ آدمی اپنا دفاع نہ کر پایا۔اچانک آپریشن ہال کے باہر سے شور کی تیز آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ٹائیگر تیزی سے ڈورتا ہوا اس رستے سے ہوتا ہوا ابھی واپس سرنگ میں پہنچا ہی تھا۔کہ اچانک سرنگ میں سفید رنگ کی گیس تیزی سے بھرنے لگی۔ٹائیگر نے اپنا سانس روک لیا۔اور پوری طاقت سے بھاگنے لگا۔ٹائیگر کو معلوم تھا اگر اب وہ بے ہوش ہو گیا تو قیامت کے دن ہی آنکھ کھلے گی۔اس لیے وہ اپنی پوری طاقت صرف کر رہا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ سرنگ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔کمرے میں آ کر اس نے جلدی جلدی

لمبے لمبے سانس لے کر اپنی ڈوبتی ہوئی سانس کو بحال کیا اور پھر تیزی سے ڈاکٹر ڈیوڈ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے وہ جلد ہی ون آئی کے ہیڈ کواٹر سے باہر نکل گیا۔

مین روڈ پر آتے ساتھ ہی اس نے ہیڈ کواٹر سے مسلح آدمیوں کو بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر کے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لیے اس نے مقابلے کا سوچ لیا۔ اس سے پہلے مسلح افراد اس کو دیکھتے۔ ٹائیگر نے تیزی سے اسلحہ نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے ہاتھ سے بم نکال کر بجلی کی تیزی سے مسلح آدمیوں کی طرف اور ہیڈ کواٹر کے داخلی دروازے کی طرف پھینکنے شروع کر دیئے۔ اسی دوران ہیڈ کواٹر کے اندر سے دھماکوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ تو مسلح آدمی وحشت کا شکار ہو کر بھاگنے لگے۔ مگر ٹائیگر کی طرف سے پھینکے ہوئے بموں نے ان کو بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بلکہ موت کا شکار ہو کر ان کے اعضاء زمین پر دور تک پھیل گئے تھے۔ ٹائیگر نے بجلی کی تیزی سے وہاں سے دور ہٹنا شروع کر دیا۔ کیونکہ چند لمحوں میں وہ پورا ہیڈ کواٹرز مین بوس ہونے والا تھا۔

ٹائیگر نے اپنی رفتار اور بڑھا لی پھر سڑک کے کنارے پر موڑ مڑتے ہی اس نے ایک ٹرک کو جاتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر نے اپنی رفتار اور بڑھا لی اور چند لمحوں میں وہ ٹرک کے پچھلے حصے میں لیٹ چکا تھا۔ فضاء میں ہیلی کاپٹروں کا شور اور ایمبولینسوں کی آواز سے وہ علاقہ گونجنے لگا تھا۔ مگر ٹائیگر کے چہرے پر اپنی کامیابی کی وجہ سے ایک مسکراہٹ تھی۔ کیونکہ بظاہر یہ سب ناممکن نظر آ رہا تھا۔ مگر ٹائیگر کا یقین تھا کہ اللہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیتا ہے۔ اس لیے وہ اس وقت اسرائیلیوں کا ایک ہیڈ کواٹر تباہ کرنے کے باوجود فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

سلمان نے بطور ایکسٹو دانش منزل کا چارج سنبھال لیا تھا۔ عمران نے چونکہ اسے ایکسٹو کی طرح ایکٹنگ کرنے کی کڑی تربیت دے رکھی تھی۔ پہلے بھی کئی موقعوں پر سلمان نے بے داغ ایکٹنگ کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لیے عمران بے فکر تھا۔ عمران طاہر کو لے کر ایک خفیہ رستے سے دانش منزل سے نکل گیا تھا اور پھر طاہر کو ایک خفیہ رہائش گاہ میں ڈراپ کر دیا تاکہ وہ بھی باقاعدہ اپنی کار میں دانش منزل پہنچ سکے۔ ایسا صرف حفظ ماتقدم کے طور پر کیا گیا تھا۔ تاکہ ممبران کے ذہنوں میں کوئی شک پیدا نہ ہو سکے۔ دانش منزل پہنچنے کے بعد عمران نے اپنی کار دانش منزل کے میٹنگ ہال کے لیے بنی گیراج میں کھڑی کی۔ جہاں پر دوسرے ممبران کی کاریں بھی پہلے سے ادھر موجود تھیں۔

''اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔یا اہلیان ہال۔۔۔۔۔'' عمران نے میٹنگ روم میں داخل ہو کر اونچی آواز میں کہا۔

''وعلیکم السلام......''۔سب نے بیک وقت جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب......آج بڑے عرصے بعد چیف نے اس طرح خصوصی طور پر بلوایا ہے۔'' صدیقی نے کہا۔

''تمھارے پردہ نشین نے فیصلہ کرلیا ہوگا کہ رونمائی کردے۔۔تاکہ تمھارے چیف کی ہونے والی بیوی کو بھی اعتبار آجائے کہ تمھارا چیف صنف نازک کی بجائے صنف کرخت سے تعلق رکھتا ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ......اگر چیف کے بارے میں بکواس کی تو تمھیں گولی ماردوں گی۔'' جولیانے یکلخت غصے سے کہا۔

اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔میٹنگ روم کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار بلیک زیرو اندر داخل ہوا۔اس نے اندر داخل ہو کر سلام کی۔پھر ایک طرف پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔سب ممبران بلیک زیرو کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہے تھے۔مگر بلیک زیرو لاتعلق ہو کر بیٹھا رہا۔

''ارے بھائی طہارت کی یہاں ضرورت نہیں تھی......یہاں پر سب پہلے ہی پاک صاف ہو کر آئیں ہیں۔'' عمران نے اپنے لہجے میں حیرانگی کا عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب چیف کی کال تھی اس نے بولا تھا کہ سپیشل میٹنگ ہے۔''۔طاہر نے کہا۔

''اس سے پہلے کوئی کچھ بولتا......'' کمرہ ایکسٹو کی مخصوص آواز سے گونج اٹھا۔

''تمام ممبران آچکے ہیں۔''ایکسٹو نے پوچھا۔

''جی جی جناب سب آچکے ہیں۔......بس آپ کا انتظار ہے کہ آپ کب رونمائی کے لیے تشریف لاتے ہیں......تاکہ لڑکی والوں کو جا کر مطمئن کیا جاسکے کہ ایکسٹو نہ تو قوم جنات سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی صنف نازک سے اس کا کوئی تعلق ہے۔بلکہ ایکسٹو تو ایک بانکا سجیلا نوجوان ہے۔'' عمران کی زبان خاموش ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

''شٹ اپ......اب ایک لفظ بھی منہ سے نکلا تو تمھاری زبان ہمیشہ کے لیے خاموش کردی جائے گی۔'' ایکسٹو عمران کی بات کو کاٹتے ہوئے گرجا۔

''م۔میری زبان۔''۔عمران نے ایک دم سے خوفزدہ ہوتے ہوئے اپنے منہ کو نہ صرف سختی سے بند کرلیا بلکہ بچوں کے انداز میں اپنے منہ پر انگلی بھی رکھ لی۔جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر عمران کی حالت دیکھ کر مسکراہٹ آگئی۔

''ممبران آج کی میٹنگ بہت اہم ہے۔اسرائیل نے ایک دفعہ پھر پاکیشیا کے مسلمانوں کے خلاف ایک بھیانک منصوبہ مکمل کرنے کا سوچا ہے۔جو اگر کامیاب ہوگیا تو پاکیشیا میں بسنے والے انسان تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے۔'' ایکسٹو نے اپنی مخصوص آواز میں تمام معلومات بیان کردیں۔سب ممبران سکتے ہی کی حالت میں آگئے۔

''چیف......اسرائیل کو اس بار اپنے اس منصوبے کی قیمت اسرائیل کی تباہی کی صورت میں چکانی پڑے گی۔'' عمران کے لہجے کی غراہٹ کسی زخمی شیر کی غراہٹ کی مانند تھی۔جس کو سن کر نہ صرف ممبران بلکہ ایکسٹو بنے سلمان کی ریڑھ کی ہڈی میں بھی خوف کی لہر دوڑ گئی تھی۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں......اس بار اسرائیل پر ایسی چوٹ لگائی جائے

کہ اس کے زخم نہ بھر سکیں۔ اس بار کا مشن آپ لوگوں کی زندگیوں کا شاید سب سے مشکل اور کٹھن مشن ثابت ہوگا......اس بار ایک ٹیم پاکیشیا میں کام کرے گی۔......تاکہ اسرائیل یا کوئی اور ملک پاکیشیا پر حملہ کرنے کا سوچے تو اس کا سدباب کیا جا سکے۔ جبکہ باقی ٹیم تنویر۔ کیپٹن شکیل۔ خاور۔ صفدر۔ صدیقی اور سپیشل ممبر طاہر تیار رہیں گے۔عمران آپ کی ٹیم کا سربراہ ہوگا۔اور اس بار لیڈر کی ہدایات پر اعتراض کرنے کا مطلب صرف اور صرف موت کی سزا ہوگا۔ باقی ممبران ذہنی طور پر تیار رہیں۔ان کو کسی بھی لمحے کال کیا جا سکتا ہے۔'' ایکسٹو کی سرد آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ برخاست کرنے کا سگنل دے دیا گیا۔

ٹرک کے پچھلے حصے میں بڑی بڑی پیٹیاں پڑیں تھیں۔جن پر فشنگ کمپنی کا مونوگرام لگا ہوا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ ٹرک ایک گودام میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر جلدی سے ٹرک سے اترا اور اس کے نچلے حصے میں رینگ گیا۔کچھ دیر میں ٹرک خالی ہو چکا تھا۔ٹائیگر اس دوران ٹرک کے نیچے سمٹا رہا تھا۔اب جب وہ گودام خالی ہو چکا تھا۔ ٹائیگر احتیاط سے ٹرک کے نیچے سے نکلا اور کچھ دیر میں وہ اس گودام سے باہر آ چکا تھا۔ رات کے اس وقت سڑک بالکل خالی تھی۔ٹائیگر سڑک کے کنارے تیزی سے بھاگتا ہوا بڑھتا جا رہا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ ایک رہائشی علاقے میں پہنچ گیا۔چند لمحوں تک اس نے رہائشی کالونی کا جائزہ لیا۔پھر ایک کوٹھی کی دیوار کو پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر کی کوشش تھی کہ ہلکی سی بھی آواز نہ پیدا ہونے پائے۔اور ابھی تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔اس کو میک اپ باکس اور لباس کی شدید ضرورت تھی۔اس کو یہ بھی معلوم تھا۔کہ اس کی تلاش اب بڑے پیمانے پر شروع ہو چکی ہوگی۔جس کی وجہ سے وہ

جلد سے جلد کسی محفوظ جگہ پہنچ کر آئندہ کے لیے اپنا پلان مرتب کرنا چاہتا تھا۔اس کی جیب میں فی الحال اتنی رقم موجود تھی کہ کہ وہ کسی بھی سٹور سے میک اپ باکس اور لباس خرید سکتا تھا۔مگر اپنے موجودہ خلیہ میں کسی بھی سٹور میں جانا ایک طرح سے اسرائیلی ایجنسیوں کی نظر میں آنا تھا۔ اس لیے اس نے فیصلہ کیا کہ آج رات اس کو اس کوٹھی میں گزارنا ہوگی۔ پھر صبح وہ کوئی حرکت کرے گا۔ٹائیگر دبے قدموں کوٹھی کے اندرونی دروازے تک آیا پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ کوٹھی کے اندرونی حصے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

کوٹھی میں تین ہی کمرے تھے جس میں سے دو خالی تھے۔جبکہ ایک کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ٹائیگر نے اس کمرے کے دروازے کو ایک لمحے کے لیے دیکھا۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ کہ دروازے پر دستک دے یا پھر صبح ہونے تک دروازہ کھلنے کا انتظار کرے۔مگر ٹائیگر جلد سے جلد وہ لیبارٹری تباہ کرنا چاہتا تھا۔اس لیے کچھ دیر میں وہ حتمی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ٹائیگر نے دروازے پر زور سے دستک دی۔

''جی پی فائیو......دروازہ کھولو'' ٹائیگر نے کرخت آواز میں کہا۔

''کو۔کون۔......'' کمرے کے اندر سے نسوانی آواز آئی۔

''مادام......جی پی فائیو نے آپ کے گھر کو پوری طرح گھیرے میں لیا ہوا ہے۔۔ ایک مفرور مجرم کو کچھ دیر پہلے آپ کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔اس لیے براہ مہربانی آپ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر سامنے آجائیں۔ورنہ دروازہ توڑ دیا جائے گا۔......'' ٹائیگر نے کرخت آواز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ......میں کھول رہی ہوں دروازہ۔......'' نسوانی آواز

دروازے کے قریب سے آئی۔

اور پھر اگلے ہی پل دروازہ کھل گیا۔ایک خوبصورت سی لڑکی جس نے نائٹ گاؤن پہن رکھا تھا۔کمرے سے باہر آگئی۔

''لڑکی اگر آواز نکلی تو گلا دبا دوں گا''۔ٹائیگر نے لڑکی کے سامنے آتے ہی اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''میں۔میں۔مجھے چھوڑ دو''۔لڑکی نے رونا شروع کردیا۔

''خبردار اگر آواز آئی تو زبان کاٹ دوں گا'' ٹائیگر ایک بار پھر غرایا۔

'' لڑکی نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بھینچ لیے۔اتنا تو وہ بھی سمجھ چکی تھی۔کہ جی پی فائیو کے نام پر اس کو ڈاج دیا گیا ہے۔

''دیکھو تم جو کوئی بھی ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرے پاس کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔مگر میں وہ پھر بھی تمھیں دے دیتی ہوں۔ مجھے مت مارو''۔لڑکی نے ایک بار پھر روتے ہوئے کہا۔

''سنو۔۔مجھے صرف آج رات ادھر رکنا ہے۔کل دن کے وقت میں ادھر سے چلا جاؤں گا۔ مجھے اس وقت چھپنے کی جگہ چاہیے۔کیونکہ اسرائیل کی ایجنسیاں میرے پیچھے پڑی ہیں۔ میرے لیے یہ بہت آسان ہے۔کہ تمھیں گولی مار دوں یا تمھارے ہاتھ پاؤں باندھ کر یہاں سے چلا جاؤں۔مگر میں نے دیکھ لیا ہے۔کہ یہاں پر صرف تم اکیلی رہتی ہو۔اگر تمھیں باندھ کر چلا گیا تو دو تین دن میں تم خود ہی بھوک پیاس سے مرجاؤ گی۔اس لیے اگر تشدد سے بچنا چاہتی ہو۔تو اپنی زبان بند کرکے چپ بیٹھی رہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں کوئی سخت قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاؤں۔تمھارا نام کیا ہے۔'' ٹائیگر نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم جیسا کہو گے۔ میں ویسا کروں گی۔‘‘ لڑکی نے اس بار مطمئن انداز میں کہا۔

’’میں نے تمھارا نام پوچھا ہے۔‘‘ ٹائیگر نے درشت لہجے میں کہا

’’م۔ میری۔‘‘۔ میری نے اٹکتے ہوئے جواب دیا۔

’’میری۔ تمھارے گھر میں مردانہ لباس موجود ہے۔‘‘ ٹائیگر نے پوچھا۔

’’نہیں اس گھر میں صرف میں رہتی ہوں۔ اس وجہ سے مردانہ لباس موجود نہیں ہے۔ اگر تم مجھ پر یقین کرو تو میں تمھیں کل صبح کسی بھی مارکٹ سے لباس لا کر دے دوں گی۔......‘‘ میری اب خوف کے دائرے سے نکل چکی تھی۔ اس لیے اب وہ قدرے بے تکلفی سے ٹائیگر سے بات کر رہی تھی۔

اسی وقت فضاء پولیس کے سائرن سے گونج اٹھی۔ پھر کوٹھی کے اندرونی حصے میں کودنے کی آوازیں آئیں۔

’’اوہ...... پولیس آ گئی ہے۔ آؤ میں تمھیں چھپا دوں۔‘‘ میری نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر کے پاس کوئی اور رستہ نہ تھا۔ سوائے میری پر بھروسہ کرنے کے۔ ’’جلدی آؤ۔ اس باتھ روم میں جاؤ۔ اس روشندان سے تم چھت پر پہنچ سکتے ہو۔ پھر چھت سے تم عقبی گلی میں کود کر اپنی جان بچا سکتے ہو۔‘‘ میری نے تیز تیز آواز میں کہا۔

چند لمحوں میں ٹائیگر باتھ روم سے نکل کر چھت پر پہنچ چکا تھا۔ مگر گلی کے عقبی حصے میں بھی پولیس کی کافی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ٹائیگر نے چند لمحے سوچا۔ پھر تیزی سے ایک طرف بنی پانی کی بڑی ٹینکی میں اتر گیا۔ اور ٹینکی کا ڈھکن اس انداز میں

ایڈجسٹ کیا۔ کہ سانس لینے کا مسئلہ بھی نہ آئے اور کسی کو شک بھی نہ ہو کہ ڈھکن کھلا ہے۔۔ کافی دیر گزر جانے کے بعد اس کو پولیس کی گاڑیوں کے جانے کی آواز سنائی دی۔

ٹائیگر نے کچھ مزید وقت گزارا۔ اور پھر آہستگی سے ٹینکی کا ڈھکن ہٹا کر باہر آ گیا۔ پھر کچھ دیر میں وہ واپس باتھ روم سے ہوتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔

’’اوہ......اوہ تم پھر آ گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پولیس نے تو چھت کی تلاشی بھی لی تھی۔ اور میں نے خود عقبی سمت میں بھی پولیس کی گاڑیاں دیکھی تھیں۔ ت۔ تم اسرائیل کے دشمن ہو۔‘‘ میری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

’’زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں پانی کی ٹینکی میں تھا۔ اس وجہ سے تو سار بھیگ چکا ہوں۔......‘‘ ٹائیگر مسکرایا۔

’’پولیس کے بقول تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔ کیا میں تمھارا نام جان سکتی ہو۔‘‘ میری نے کہا۔

’’میرے بارے میں جتنا کم جانو گی۔ اتنا ہی تمھارے زندہ رہنے کے چانس بڑھ جائیں گے۔‘‘ ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’میری بات کا جواب نہیں دیا۔ کیا تم اسرائیل کے دشمن ہو۔‘‘ میری نے پھر سے پوچھا۔ مگر اب اس کا لہجہ کافی سنجیدہ تھا۔

’’اگر اپنا دفاع کرنا دشمنی میں آتا ہے تو میں اسرائیل کا دشمن ہوں۔‘‘ ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’مجھے بھی پولیس سے انتقام لینا ہے۔ کیا میں تمھارے ساتھ شامل ہو سکتی ہوں۔‘‘ میری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔مگر اب پہلے مجھے اپنے لیے مناسب کپڑوں کا بندوبست کرنا پڑے گا"۔ٹائیگر نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"میں نے پہلے تم سے جھوٹ بولا تھا۔ مردانہ کپڑے اندر الماری میں پڑے ہیں...... میرا بوائے فرینڈ کبھی کبھار آتا ہے۔" میری ایک جانب الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے الماری کو کھول دیکھا۔تو ایک جانب کچھ مردانہ کپڑے بھی لٹکے ہوئے تھے۔کپڑوں کو دیکھتے ہی اس کو اندازہ ہو گیا تھا۔کہ کپڑے اس کے جسم سے کچھ بڑے ہیں۔مگر پھر بھی گزارہ ہو سکتا تھا۔ٹائیگر نے ایک پینٹ شرٹ کو ہینگر سے اتار لیا۔

"تم ادھر باتھ روم میں جا کر کمرے بدل سکتے ہو۔" میری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

ابھی ٹائیگر کمرے بدل ہی رہا تھا۔کہ اس کے کانوں میں کسی چیز کے گرنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ٹائیگر نے پھرتی سے شرٹ پہنتے ہوئے باتھ روم کا دروازہ آہستگی سے کھولا۔اور کمرے میں آ گیا۔میری جلدی جلدی فون پر نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ٹائیگر کو ایک دم سے باتھ روم سے نکلتے ہوئے دیکھ کر ریسور اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر ریسور اپنے کان پر لگایا تو اس میں سے ڈائل ٹون سنائی دے رہی تھی۔

"میں تو اپنے دوست کو فون کر رہی تھی۔" میری نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"میری...... میں سچ اور جھوٹ میں بڑی آسانی سے فرق کر سکتا ہوں...... میں نے سوچا تھا کہ تمھیں زندہ چھوڑ جاؤں۔......مگر تمھاری اس حرکت نے مجھے

سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"می۔میں۔۔مجھے معاف کر دو۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔" میری نے ایک بار پھر روتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ میری کچھ اور کہتی۔ٹائیگر نے اپنی رائٹ انگلی کا ہک میری کی کنپٹی پر مار دیا۔ٹائیگر نے جان بوجھ کر صرف اتنی ہی قوت صرف کی تھی۔جس سے میری بے ہوش ہو جائے۔ٹائیگر نے بستر کی چادر کو اتار کر اس کی پٹیاں بنائی اور بے ہوش میری کو اچھی طرح باندھ دیا۔پھر ٹائیگر تیزی سے فون کی طرف بڑھا اور جلدی سے انٹرنیشنل ہیلپ لائن کا نمبر ڈائل کیا اور رابطہ ہونے پر ایکریمیا کا رابطہ نمبر پوچھنے کے بعد فون کا ریسور رکھ دیا۔پھر سوچتے ہوئے ٹائیگر نے ایک بار پھر سے ریسور اٹھایا اور اس بار ایکریمیا کا ہیلپ لائن ڈائل کیا۔چند لمحوں کے بعد ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک بار کا رابطہ نمبر پلیز۔"ٹائیگر نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

"نوٹ کریں۔"چند لمحوں بعد آپریٹر نے کہا۔

ٹائیگر نے نمبر نوٹ کرنے کے بعد فون کا ریسور رکھ کر پھر سے ایک بار نمبر ڈائیل کیے۔

"بلیک بار"۔رابطہ ہونے پر ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"بلیک کو فون ٹرانسفر کرو۔کو برا بول رہا ہوں۔" ٹائیگر کا لہجہ ایک دم انتہائی کرخت ہو گیا تھا۔

"یس۔یس باس۔ہولڈ کریں۔" فون آپریٹر نے اس بار انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’بلیک سپیکنگ۔۔۔۔۔۔‘‘ چند لمحوں کے ایک تیز آواز سنائی دی۔

’’ٹائیگر بول رہا ہوں۔۔ میری بات دھیان سے سنو۔ میں اس وقت اسرائیل میں ہوں۔ اور مجھے یہاں کی زیر زمین دنیا کا کوئی قابل اعتبار ریفرنس چاہیے۔خصوصاً جو یہودی نہ ہو۔‘‘ ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔اوہ۔۔ ٹائیگر تم۔۔۔۔۔مگر تم اسرائیل میں کیسے پہنچ گئے۔‘‘ بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ان سب باتوں کو چھوڑو۔اسرائیل کی ایک ایجنسی نے مجھے پاکیشیا سے اغوا کرایا تھااور اب اس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے۔مگر اس وقت اسرائیل کی تمام ایجنسیاں میرے پیچھے ہیں۔‘‘ ٹائیگر نے جلدی جلدی کہا۔

’’تم اس وقت کہاں ہو۔میرا سیٹ اپ اسرائیل میں بھی ہے۔اور میرا نمبر ٹو اس وقت اسرائیل ہی میں ہے۔تم اپنی لوکیشن بتاؤ۔کچھ ہی دیر میں میرے آدمی تم تک پہنچ جائیں گے۔اور کل تک میں بھی اسرائیل میں پہنچ جاؤں گا۔‘‘ بلیک نے کہا۔

’’نہیں تمھارے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔بس مجھے کچھ دیر کے لیے محفوظ جگہ چاہیے۔‘‘۔ٹائیگر نے اپنی لوکیشن بتاتے ہوئے کہا۔

’’یہ کیسے ہوسکتا ہے۔تمھارا احسان مجھ پر باقی ہے۔تو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ میں تمھیں اکیلا چھوڑ دوں۔۔۔۔۔۔بس اب تم بے فکر رہو۔میرے آدمی کچھ ہی دیر میں تمھارے پاس پہنچ جائیں گے اور کوڈ بلیک ہوگا۔‘‘ بلیک نے کہا۔

’’اوکے۔‘‘ ٹائیگر نے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

اس کے بعد ٹائیگر نے فون میموری کو واش کر دیا۔تا کہ فون میموری کی مدد

سے اس کی کال کو ٹریس نہ کیا جاسکے۔ ایک طرف شوریک میں سے ٹائیگر کو ایک بوٹوں کا جوڑا بھی مل گیا تھا۔ٹائیگر اب بلیک کے آدمیوں کا انتظار کر رہا تھا۔کچھ دیر میں ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

’’کون۔‘‘۔ٹائیگر نے ڈور فون کے ذریعے پوچھا۔

’’بلیک۔۔۔۔۔۔‘‘ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’اوکے میں آرہا ہوں۔‘‘ ٹائیگر نے جلدی سے کہا۔

پھر ایک نظر بے ہوش میری پر ڈالنے کے بعد وہ جلدی سے ادھر سے نکل گیا۔ٹائیگر نے میری کو کچھ اس طرح سے باندھا تھا کہ وہ کچھ کوشش کر کے اپنے آپ کو چھڑا سکتی تھی۔ٹائیگر اس کو جان سے نہیں مارنا چاہتا تھا۔کیونکہ ٹائیگر کی کوشش ہوتی تھی۔کہ وہ بے گناہوں کو نہ مارے۔

دروازے پر ایک چھریرے بدن کا نوجوان کھڑا تھا۔ٹائیگر کو دیکھ کر اس نے ایک بار پھر سے بلیک کہا۔تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کا نام پوچھا۔

’’جناب میں بلیک کا نمبر ٹو رے ہوں۔اور گاڑی ساتھ والی گلی میں کھڑی ہے۔‘‘ رے نے کہا۔

’’چلو اس علاقے سے جلد سے جلد دور ہو جانا بہتر ہے۔‘‘ ٹائیگر نے کہا۔

’’جناب اس طرف۔بس سامنے والی گلی کے آخر میں گاڑی پارک کر کے آیا ہوں۔تا کہ گاڑی کی بنیاد پر ہم پکڑے نہ جاسکیں۔‘‘۔رے نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’گڈ شو رے۔اب بس نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔‘‘ٹائیگر نے کہا۔

کچھ دیر بعد ٹائیگر رے کے ساتھ ایک خفیہ رستے سے ایک بار میں داخل ہو رہا تھا۔

پریزیڈانٹ ہاؤس کے میٹنگ ہال میں اس وقت راموس سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جبکہ صدر اس کی جانب شعلہ بار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''یہ ہے آپ کی کارگردگی۔ کہ ایک ایجنٹ آپ کے ہیڈکواٹر کو نا صرف تباہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اگر پاکیشیا سکرٹ سروس کی پوری ٹیم آجاتی تو......'' صدر نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

''جناب میں مانتا ہوں۔ کہ ایک ایجنٹ کی وجہ سے مجھے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے......مگر مقدس اسرائیل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں پاکیشیا کو تباہ کردوں گا...... پاکیشیا کی سکرٹ سروس کو تباہ کردوں گا......میں اعتراف کرتا ہوں......کہ ایک ایجنٹ ون آئی کا ڈمی ہیڈکواٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے...... جہاں پر ٹاپ

کلاس ایجنٹس کو اسرائیل کا وفادار بنانے کا کام ہو رہا تھا۔...... بہرحال ون آئی کا مین ہیڈکواٹر اور ون آئی کے ایجنٹس ابھی تک زندہ ہیں...... جو اپنی اس تباہی کا بدلہ لینا جانتے ہیں۔'' راموس نے سر جھکا کر اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اس ایجنٹ کا کیا بنا۔کیا وہ پکڑا گیا ہے۔'' صدر نے پوچھا۔

''جناب میرے لوگ کام کر رہے ہیں...... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں...... کہ دو دن میں اس ایجنٹ کو ڈھونڈ کر گولی ماردی جائے گی۔'' راموس نے کہا۔

''ہونہہ۔۔اس ایجنٹ کو فرار ہوئے چوبیس گھنٹے ہونے والے ہیں۔اور ابھی تک آپ اس کو گرفتار نہیں کر پائے۔کیا یہی ہے آپ کی ون آئی کی کارگردگی۔'' صدر نے غصے سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

''جناب ون آئی نے اس ایجنٹ کو ٹریس کر لیا تھا......مگر قسمت نے اس کا ساتھ دیا......اور وہ ہماری گرفت سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔'' راموس نے کہا۔

''راموس یہ آپ کو لاسٹ وارننگ ہے...... اگر اب آپ ناکام رہے تو آپ کو غداری کے جرم میں گولی ماردی جائے گی......اب آپ جا سکتے ہیں۔'' صدر نے بدستور ناراض لہجے میں کہا۔

راموس خاموشی سے اٹھا اور سر جھکائے دروازے کی طرف مڑ گیا۔زندگی میں پہلی بار اس کی اتنی بے عزتی ہوئی تھی۔اس وجہ سے اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔کسی طرح ٹائیگر کو ڈھونڈ کر اپنے پسٹل کی ساری گولیاں اس کے جسم میں اتار دے۔ راموس نے فیصلہ کر لیا تھا۔کہ ون آئی کے سب ٹاپ ایجنٹس کو فری ہینڈ دے کر ٹائیگر کی تلاش کا حکم دے گا۔وہ یہی سوچتا ہوا اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔

''ہیڈکواٹر چلو''۔راموس نے باوردی ڈرائیور کو حکم دیا۔

عمران اپنی آنکھوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ لگائے دیکھ رہا تھا۔عمران اور اس کے سب ساتھی اس وقت پوری طرح مسلح اور سیاہ لباس میں تھے۔حتیٰ کہ انھوں نے اپنے چہرے پر بھی سیاہ رنگ لگا رکھا تھا۔جس کی وجہ سے وہ سب تاریکی کا حصہ بنے ہوئے تھے۔عمران نے ایگلز کے لیڈر حارث بن خالد سے محفوظ فون پر بات کرکے اپنی پلاننگ بنالی تھی۔جس کی کال کیچ ہونے کا مسئلہ نہیں تھا۔ اب سب دمان کے باڈر پر موجود تھے۔اور دمان کی فوج بھی ان کی بروقت مدد کرنے کے لیے بالکل تیار تھی۔عمران کچھ دیر تک دوربین کو اپنی آنکھوں پر لگائے باڈر کے پار کی صورتحال دیکھتا رہا۔ ہر طرف سرچ لائیٹس اور فوجی نظر آرہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اسرائیل کے باڈر پر ہنگامی صورتحال ہو۔عمران کچھ دیر تو انتظار کرتا رہا۔پھر اس نے اپنی کلائی پر موجود گھڑی کا ایک بٹن دبادیا۔ اچانک اسرائیل کے باڈر کی طرف سے فائرنگ کا

تیز سلسلہ شروع ہوگیا۔ عمران نے اپنی ساتھیوں کو اشارہ کیا اور زمین کے ساتھ رینگتا ہوا باڈر کراس کرگیا۔حفاظتی حصار وہ پہلے ہی کاٹ چکے تھے۔

کچھ ہی دیر میں عمران اور اس کے سب ساتھی اسرائیل کی حدود میں تھے۔

''پرنس کالنگ ایگل۔......'' عمران نے واچ کو اپنے منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

''یس پرنس......آپ کی لوکیشن کیا ہے۔......'' حارث نے جواب دیا۔

''ہم لوگ اسرائیل کی حدود میں پہنچ چکے ہیں۔اور نارتھ زون میں دس میل کے دائرے کے اندر ہیں۔'' عمران نے کہا۔

''پرنس......ہم لوگوں نے اسرائیلی فوجیوں کو الجھا رکھا ہے...۔مگر ہم ان پر زیادہ دیر تک قابو برقرار نہیں رکھ سکتے۔'' حارث نے کہا۔

''ایگل تم اپنے ساتھیوں کو نکلنے کا کہو......میں اور میرے ساتھی بیک سائیڈ سے فائرنگ کرتے ہوئے تیس میل کے دائرے میں تم سے ملتے ہیں......تم ایک ٹرچ فائر کرکے اپنی پوزیشن واضح کردو۔'' عمران نے کہا۔

''او کے عمران صاحب۔......'' حارث نے جواب دیا تو عمران نے کال آف کردی۔

کچھ ہی دیر میں فضاء میں ایک شعلہ سا بلند ہوتا نظر آیا۔عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر سب انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ایک سرکل کی صورت میں دوڑنے لگے۔ان کے ہاتھوں میں موجود راکٹ گنز مسلسل راکٹ فائر کررہی تھیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ باڈر کا وہ حصہ آگ اور خون میں رنگ چکا تھا۔ اتنی دیر

میں فضاء میں پھر سے ایک شعلہ سے لپکا۔عمران نے اپنی رفتار مزید تیز کردی تھی۔ کیونکہ اسرائیل کی مزید فوج کسی بھی لمحے پہنچ سکتی تھی۔اسرائیل کے فوجیوں کی طرف سے مزاحمت اب نہ ہونے کے برابر باقی تھی۔ان کی بڑی تعداد ختم ہوچکی تھی۔اور جو باقی بچے تھے وہ محفوظ جگہوں پر دبکے اپنی مزید فوج آنے کا انتظار کررہے تھے۔اسی وقت عمران کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہوگئیں۔عمران نے پھرتی سے اپنا واچ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کیا۔

''پرنس......ہم لوگوں نے آپ کو مارک کرلیا ہے۔...... آپ آگے سے دائیں طرف مڑ جائیں۔وہاں پر ایک وین کھڑی ہے۔ اور ڈرائیور بھی اسی میں ہے۔ ہم لوگ بھی نکل رہے ہیں......کیونکہ اب مزید فوج کسی وقت بھی آسکتی ہے۔'' حارث نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔......'' عمران نے مختصراً کہا۔اور کال آف کردی۔

کچھ دیر بعد عمران اور سب ساتھی وین میں تھے۔اور وین تیزی سے دوڑتی ہوئی اس علاقے سے دور ہوتی جارہی تھی۔ دور سے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔مگر اب وہ لوگ خطرے سے نکل آئے تھے۔ڈرائیور نے عمران کی طرف ایک لفافہ اور میک اپ باکس بڑھایا۔جس میں عمران کی پلاننگ کے مطابق ان کے نئے خلیوں کے مطابق کاغذات تھے۔ اور پھر وین میں بیٹھے بیٹھے ہی عمران اور سب ساتھیوں نے اپنے سیاہ لباس اتار دیئے جن کے نیچے انھوں نے نارمل لباس پہن رکھا تھا۔اس کے بعد عمران نے سب کا میک اپ کردیا۔ اور اب وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔

ٹائیگر بلیک کے خفیہ اڈے پر موجود تھا۔آج اس کو یہاں دوسرا دن تھا۔ ٹائیگر نے رے سے اسرائیل کا تفصیلی نقشہ منگوا لیا تھا۔اور اب وہ بغور اس نقشے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ون آئی کی لیبارٹری ڈاکٹر ڈیوڈ کی انفارمیشن کے مطابق تل ابیب شہر کے قریب حلون نامی قصبے میں موجود تھی۔ ٹائیگر نے حلون قصبے اور اس کے ارگرد کے ایریا کو ریڈ سرکل کیا۔اور پھر تمام رستے اور علاقوں کے نام ذہن نشین کرنے کے بعد ٹائیگر نے نقشہ طے کرکے ایک جانب رکھا اور آنکھیں بند کرکے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔ٹائیگر کا ذہن اس وقت گہری سوچ میں تھا۔

ٹائیگر نے رے سے کہہ کر ایک میک اپ باکس منگوالیا تھا۔اور اب اس کا خلیہ اسرائیلی غنڈوں کی طرح تھا۔چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات اس بات کی نشاندہی کررہے تھے۔کہ ٹائیگر کی ساری زندگی انڈر ورلڈ میں گزری ہے۔ دروازہ

کھلنے کی آواز نے ٹائیگر کو ایک دم سے چونکا دیا۔

''اوہ تم کون ہو۔'' آنے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''بلیک...... کیا تمھاری یاداشت اتنی کمزور ہو گئی ہے۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ...... اوہ گڈ گاڈ...... بالکل بھی نہیں پہچانے جا رہے۔'' بلیک نے قہقہ لگایا اور تیزی سے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو گلے لگا لیا۔

''اب بتاؤ کیا پرابلم ہے۔'' بلیک نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''بلیک...... تمھیں پتہ ہے...... میں سیدھی بات کرنے کا عادی ہوں۔ اس لیے اگر تم اسرائیل کے بارے میں کوئی ہمدردی یا خوف رکھتے ہو...... تو بہتر یہ ہے۔...... کہ تم اس مسئلے میں مت آؤ۔'' ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے...... میں تمھاری عادت جانتا ہوں...... مگر تم شاید بھول گئے ہو...... کہ تم نے بلیک کی زندگی بچائی تھی۔...... اور اس کے لیے تمھیں اپنی زندگی داؤ پر لگانی پڑی تھی...... مگر شاید تم بلیک کو اس قابل نہیں سمجھتے۔...... کہ اس پر بھروسہ کر سکو...... مگر یاد رکھو۔ بلیک احسان فراموش نہیں ہے اور نہ ہی اپنے دوستوں کو مشکل وقت میں اکیلا چھوڑنے کا عادی ہے...... اور رہی بات اسرائیل کی۔۔۔ تو تمھارا ایک اشارہ کافی ہوگا...... میں اور میرا پورا گروپ اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے''۔ بلیک نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے...... کہ تم کیسے انسان ہو...... اس لیے تو میں نے تمھیں فون کیا تھا۔......'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مگر پھر بھی تم ایسی باتیں کر رہے ہو...... اب جلدی سے بتاؤ کہ کیا مسئلہ

ہے۔'' بلیک نے جلدی سے کہا۔

''اسرائیل کی ایجنسی ون آئی نے مجھے پاکیشیا سے اغوا کیا تھا۔ مگر میں ان کے قید سے نہ صرف بچ نکلا...... بلکہ وان آئی کو اپنے ہیڈ کواٹر سے بھی محروم ہونا پڑا...... قید کے دوران مجھے علم ہوا تھا۔ کہ وان آئی کی ایک لیبارٹری قصبہ حلون میں ہے...... اور وہاں ایسے جراثیم پر کام ہو رہا ہے...... جو پاکیشیا کے معصوم شہریوں کو منٹوں میں ہلاک کر سکتے ہیں...... مجھے اسرائیل کی لیبارٹری جس کا نام ارتھ زون ہے۔...... اس کو تباہ کرنا ہے۔ چاہے اس کے لیے میں خود ہی کیوں نہ مارا جاؤں...... اور اس کے لیے مجھے تمھاری اتنی مدد چاہیے کہ مجھے جو اسلحہ درکار ہے۔...... اس کا انتظام کرنا تمھاری ذمہ داری ہے...... اور اس کے علاوہ لیبارٹری کی صیح لوکیشن بھی مجھے درکار ہے۔'' ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے ٹائیگر تم نے جو کہا ہے...... وہ ہو جائے گا۔...... مگر یہ بات تو طے سمجھو۔...... ہر مرحلے پر میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔'' بلیک نے کہا۔

''بلیک اگر میں اس مشن میں کامیاب رہا تو مجھے اسرائیل سے نکلنے کے لیے تمھاری مدد کی ضرورت رہے گی۔...... اس وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ تم اسرائیل کی ایجنسیوں کی نظر میں آؤ...... اور میں یہ مشن اکیلا آسانی سے پورا کر سکتا ہوں۔'' ٹائیگر نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔...... تم مجھے لسٹ بنا کر دو...... کہ تمھیں کیسا اسلحہ درکار ہے...... اور میں ابھی رے کو بلاتا ہوں...... لیبارٹری کے بارے میں وہ تمھیں اچھے انداز میں معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ ویسے بھی رے یہودیوں کا سخت دشمن ہے...... کیونکہ اس کے والدین اور باقی گھر والوں کو اسرائیل کی ایجنسی نے کافی عرصہ پہلے

ہلاک کیا تھا۔" بلیک نے فون کا ریسور اٹھاتے ہوئے کہا۔ پھر رے کو فوری طور پر آنے کا کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

اس دوران ٹائیگر نے ایک پیپر پر اپنی ضرورت کا تمام اسلحہ لکھ دیا۔ جس کی اس کے خیال میں اس کو ضرورت پڑ سکتی تھی۔

"اوہ...... اس میں تو کافی حساس اسلحہ بھی شامل ہے...... مگر بے فکر رہو...... کل تک سارا بندوبست ہو جائے گا۔" بلیک نے لسٹ دیکھتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر پندرہ منٹ کے بعد رے اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر اور بلیک کو سلام کرنے کے بعد وہ ایک جانب خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

"رے بیٹھو...... ٹائیگر کے بارے میں سمجھ لو...... کہ یہ میرا بھی باس ہے۔ اس وجہ سے یہ جیسے کہے ویسے ہی کرو۔" بلیک نے کہا تو رے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"رے...... اسرائیل کی ایک ایجنسی ون آئی ہے...... جس کی لیبارٹری کا نام ارتھ زون ہے۔ جہاں پر زمینی وائرس پر کام ہو رہا ہے...... میری معلومات کے مطابق یہ لیبارٹری قصبہ حلون میں موجود ہے...... مگر اس کی صحیح لوکیشن واضح نہیں ہے...... کیا تم اس کی لوکیشن کنفرم کر سکتے ہو۔" ٹائیگر نے کہا۔

"جناب ہمارا سیٹ اپ تل ابیب میں بھی پوری طرح پھیلا ہوا ہے...... جس کے قریب ہی قصبہ حلون موجود ہے...... مجھے یقین ہے...... کہ میں جلد ہی اس کے بارے میں پتہ لگا لوں گا۔" رے نے جواب دیا۔

"گڈ...... مگر تمہیں اسرائیل کی ایجنسیوں سے ہوشیار رہنا پڑے گا۔"

ٹائیگر نے کہا۔

"جناب آپ بے فکر رہیں...... میری عمر یہاں گزر گئی ہے...... ویسے بھی یہودیوں کو اگر پیسہ دکھایا جائے تو یہ اپنے سگے باپ کے بارے میں بھی مخبری کر سکتے ہیں۔" رے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"ٹائیگر تم آرام کرو...... میں تمہاری لسٹ کے مطابق اسلحے کا بندوبست کرتا ہوں۔......" بلیک نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ون آئی کے ہیڈ کواٹر کے میٹنگ ہال میں ایک بڑی ٹیبل کے پیچھے چھے افراد بیٹھے تھے۔ ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور راموس اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی سب افراد یکلخت کھڑے ہوگئے تھے۔ راموس نے ایک کرسی پر بیٹھ کر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ راموس سب کو بغور دیکھ رہا تھا۔

''آپ سب افراد ون آئی کے سیکشنز چیف ہیں۔ اور آپ سب ون آئی اور گریٹ اسرائیل کے ٹاپ ایجنٹس ہیں۔ مگر اب جو مشن درپیش ہے...... وہ ون آئی کے لیے چیلنج ہے۔ کیونکہ اگر یہ مشن پورا نہ کیا گیا...... تو ون آئی کے تمام ایجنٹس کو مجھ سمیت ختم کردیا جائے گا...... آپ لوگوں کو اندازہ ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ مشن کس قدر اہمیت

کا حامل ہے...... پاکیشیا سکرٹ سروس کے بارے میں تو آپ سب جانتے ہیں۔...... اس بار اسرائیل کو پھر سے پاکیشیا سکرٹ سروس سے خطرہ ہے...... جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ آج تک اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوئے...... ہمیں صرف تین ہفتے تک پاکیشیا سکرٹ سروس کو ہر قیمت پر روکنا ہوگا...... کیونکہ تین ہفتے کے بعد ون آئی کی لیبارٹری ارتھ زون پاکیشیا پر ارتھ وائرس فائر کرنے میں کامیاب ہوجائے گی...... آپ سب لوگ ہماری لیبارٹری کی اس جدید ایجاد سے اچھی طرح واقف ہیں...... اب یہ ایجاد اپنے آخری مراحل میں ہے۔'' راموس نے ٹھہر ٹھہر کر ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ پاکیشیا سکرٹ سروس کا نام سن کر سب ممبر ایک دم سے چونک گئے تھے۔

''چیف ایک نئی اطلاع آئی ہے...... کہ کل رات کو باڈر پر کسی فلسطینی گروپ نے حملہ کردیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اچھا خاصا جانی نقصان ہوا ہے۔...... میرے خیال میں وہ حملہ اس وجہ سے ہوا تھا۔ تاکہ پاکیشیا سکرٹ سروس اسرائیل میں داخل ہوسکے۔'' ایک ممبر نے کہا۔

''تمھارا خیال درست ہے۔ جیمز۔۔ بہرحال اس بار صرف ون آئی پاکیشیا سکرٹ سروس کا شکار کھیلے گی اور باقی سب ایجنسیاں صرف ٹریس کرنے میں مدد کریں گی...... جس کی وجہ ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوگی۔...... کہ ایجنسیاں آپس میں ہی کریڈٹ کے چکر میں لڑتی رہیں۔ اور پاکیشیا سکرٹ سروس ایجنسیوں کی آپسی لڑائی کا فائدہ اٹھا کر اپنا مشن مکمل کرلیں۔'' راموس نے کہا۔

''بالکل ٹھیک کہا چیف۔ اس بار اسرائیل پاکیشیا سکرٹ سروس کا مدفن بنے گا...... اور اس مشن پر کام کرنے کی اجازت میرے سیکشن کو دی جائے۔'' ایک اور ممبر

نے کہا۔

’’راجر۔۔ تمھارے سیکشن کے سابقہ کارنامے دیکھتے ہوئے میں تمھیں اجازت دیتا ہوں...... کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کے خلاف تمھارا سیکشن ہی حرکت میں آئے گا...... اور اس کے علاوہ جیمز کا سیکشن ون آئی کے غدار ٹائیگر کو ڈھونڈے گا۔......جبکہ باقی چاروں سیکشن ہیڈز اپنے اپنے سیکشن کے ساتھ ارتھ زون لیبارٹری کی نگرانی کریں گے......راسٹر اور نارمن لیبارٹری کی نگرانی حلون قصبے میں رہ کر کریں گے۔......تم دونوں کے سیکشن کو گولڈن کارڈ دیئے جائیں گے۔......تاکہ تم قصبے میں پوری طرح نگرانی کرسکو...... جبکہ جوزف اور ہیری کا سیکشن قصبہ حلون سے باہر رہ کر نگرانی کریں گے...... اور تمھارے سیکشنز کو سلور کارڈ ایشو کردیئے جائیں گے۔......اور تم سب سیکشن ہیڈز ہرروز مجھے رپورٹ کر کے اپ ڈیٹ کرو گے۔......اس کے علاوہ پاکیشیا سکرٹ سروس کے لیے کام کرنے والے علی عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ آواز بدلنے کا ماہر ہے......اس لیے ہر سیکشن کا کورڈ اس کے سیکشن کا کورڈ ہوگا۔تم لوگوں کا آپس میں بھی اور مجھ سے بھی رابطہ اسی صورت میں ہوگا...... جب تم لوگ کورڈ دہراؤ گے......اور میں بھی تم لوگوں سے رابطے کے وقت اپنا چیف کوڈ دہراؤں گا۔اب تم لوگوں کو کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ سکتے ہو۔‘‘ راموس نے اپنی پلاننگ بتا کر کہا۔

’’چیف راجر سیکشن اتنا بڑا نہیں ہے...... کہ پورے اسرائیل کو کور کر سکے۔تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔کہ دو سیکشنز کو ایک ساتھ ہی حرکت میں لایا جاسکے۔‘‘ ہیری نے اپنی تجویز دیتے ہوئے کہا۔

’’چیف میں بھی ہیری کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔‘‘ نارمن نے کہا۔

’’راجر تمھاری کیا رائے ہے۔‘‘ راموس نے راجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’چیف......۔میرے خیال میں تو میرا سیکشن ہی کافی رہے گا......اور اگر پھر بھی مجھے مدد کی ضرورت پڑی تو میں باقی سیکشنز سے مدد طلب کرلوں گا۔‘‘۔راجر نے سوچتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔۔۔اس کے علاوہ اگر تم لوگوں کی کوئی اور تجویز ہے تو بتا سکتے ہو......کیونکہ اس بار میں مشن میں کامیابی چاہتا ہوں۔‘‘ راموس نے کہا

’’چیف......آپ کو جلد ہی پاکیشیا سکرٹ سروس کے خاتمے کی خوشخبری سنائی جائے گی۔‘‘ سب نے مل کر کہا۔

’’ٹھیک ہے تو اب تم لوگ جاسکتے ہو۔‘‘ راموس نے کہا۔

سب ممبر اٹھے اور ایک ایک کر کے ہال سے چلے گئے۔راموس کچھ دیر کرسی کے پشت پر سر لگا کر سوچتا رہا......اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

ٹائیگر اس وقت رے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رے نے اپنے ذرائع سے نہ صرف ارتھ زون لیبارٹری کی لوکیشن کنفرم کر لی تھی۔ بلکہ اس نے یہ بھی کنفرم کر لیا تھا۔ کہ ارتھ وائرس کی تیاری آخری مراحل میں ہے۔ اور پاکیشیا پر حتمی تجربہ ٹھیک دو ہفتے کے بعد ہونا تھا۔ رے نے ساری معلومات ٹائیگر کو فراہم کر دی تھیں۔ دو ہفتے کا سن کر ٹائیگر سن ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے آخر سوچنے کے بعد یہ حل نکالا تھا۔ کہ اسرائیل کی اہم تنصیبات کو نشانہ بنایا جائے۔ تاکہ اسرائیل کی توجہ پاکیشیا سے فی الوقت کے لیے ہٹائی جا سکے۔ اس وجہ سے وہ رے کے ساتھ بیٹھا اہم تنصیبات کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔

''جناب...... اگر اسرائیل کا آئل پلانٹ تباہ کر دیا جائے تو اسرائیل اپنے

فوری فیصلے سے برطرف ہو جائے گا۔...... اور اس کی توجہ اپنی بقاء کی طرف مبذول ہو جائے گی۔'' رے نے کافی دیر سوچنے کے بعد کہا۔

''آئل پلانٹ۔۔ ٹھیک ہے۔ اسرائیل کا یہ پلانٹ تباہ ہو کر رہے گا...... پاکیشیا اور مسلمانوں کو بچانے کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔'' ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''جناب۔۔ اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اس کام میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے بھی یہودیوں سے انتہائی نفرت ہیں...... انھوں نے بے قصور میرے خاندان کو اپنی بربریت کا شکار بنایا تھا۔'' رے نے منت کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے...... مگر مجھے اس آئل پلانٹ کے بارے میں مکمل تفصیل درکار ہے۔'' ٹائیگر نے جواب دیا۔

''جناب...... اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں۔ جو آئل پلانٹ میں اونچے عہدے پر فائز ہے۔ میں اپنے گروپ کی مدد سے اس کو آج ہی اغوا کرا لیتا ہوں۔'' رے نے فوراً کہا۔

''نہیں اغوا کرنے سے مسئلہ بگڑ جائے گا۔ کیا اس کو دوستانہ انداز میں نہیں بلایا جا سکتا...... کیونکہ اگر وہ میرے قد و قامت کے مطابق ہوا تو اس کی جگہ میں لے لوں گا۔'' ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے جناب...... میں اس کو ابھی کال کر لیتا ہوں۔'' رے نے کہا۔

رے نے ٹیلیفون اپنی طرف کرتے ہوئے ایک نمبر ڈائل کیا۔ پھر رابطہ

ہونے پر دوسری طرف سے مردانہ آواز میں ہیلو کہا گیا۔

''ہنری......کیا تمھارا فون محفوظ ہے۔'' رے نے کہا۔

''اوہ تم ایک منٹ۔''۔ہنری نے کہا۔

''ہاں اب بولو......وارن......اب فون محفوظ ہے۔'' چند لمحوں کے بعد ہنری کی آواز سنائی دی۔

''اگر لمبی رقم کمانا چاہتے ہو۔......تو ڈریگون کلب کے سپیشل کیبن دو سو تین میں آجاؤ۔......'' رے نے کہا۔

یس۔شیور۔میں ابھی آرہا ہوں۔'' ہنری کی خوشی سے بھرپور آواز سنائی دی۔اور اس کے ساتھ ہی رابطہ کاٹ دیا۔

''جناب۔۔آپ آرام کریں۔میں ہنری کو محفوظ طریقے سے لے کر آتا ہوں۔'' رے نے کہا۔

''رے......تمھارا انداز بالکل ٹرینڈ ایجنٹس جیسا ہے۔'' ٹائیگر نے رے کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''جناب۔۔میں پہلے ریڈ آرمی میں رہ چکا ہوں۔اور اسرائیل کے لیے کافی کارنامے انجام دیئے تھے......مگر پھر اسرائیل کی متعصب ایجنسیاں میری کارکردگی کی وجہ سے خائف ہوگئیں کیونکہ میں کیتھولک ہوں......جس کی وجہ سے انھوں نے مجھے سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت گرفتار کیا اور مجھ پر غداری کا الزام لگا کر میرے تمام گھر والوں کو بھی غداری کے جرم میں گرفتار کر لیا......میں بلیک کی وجہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا......مگر میرے سب گھر والوں کو گولی مار دی گئی تھی......اس وقت سے میں اسرائیل اور یہودیوں سے سخت نفرت کرتا ہوں......اور

پھر میں نے بلیک کے گروپ کو جائن کر لیا تھا......اور مستقل سرجری کرا کے اپنا چہرہ بدل لیا......تاکہ اسرائیل کی ایجنسیاں مجھے نہ پہچان سکیں۔اب بھی میری کوشش ہوتی ہے۔کہ یہودیوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکوں۔'' رے نے جذباتی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے......رے......اس بار تم اپنے سارے بدلے یہودیوں سے چکانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔'' ٹائیگر نے کہا۔رے کے جواب دینے سے پہلے کمرے کا دروازہ کھلا۔اور بلیک اندر داخل ہوا۔

''بلیک......بڑے وقت پر آئے ہو۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔رے۔۔تم جا سکتے ہو۔'' ٹائیگر نے رے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔تو رے بھی مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''ٹائیگر......تمام اسلحے کا بندوبست ہوگیا ہے۔'' بلیک نے ایک کرسی پر بیٹھ کر اطمینان سے کہا۔

''گڈ۔مجھے تم سے یہی امید تھی......بہرحال پلان تھوڑا سا تبدیل ہوگیا ہے......اب پہلے اسرائیل کی کچھ تنصیبات کو نشانہ بنانا پڑے گا۔'' ٹائیگر نے اپنی اور رے کی ڈسکشن کے بارے میں بلیک کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے......ان حالات میں یہ ہی بہتر ہے۔کہ اسرائیل کو الجھا دیا جائے۔۔۔میں ہر حال میں تمھارے ساتھ ہوں۔تم جو بھی کرنا چاہو......میری اور میرے گروپ کی حمایت تمھیں حاصل رہے گی۔'' بلیک نے کہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد رے کی واپسی ہوئی۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ جو بتا رہی تھی۔کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب واپس آیا ہے۔

’’جناب...... ہنری نیچے ڈراک روم میں ہے۔‘‘ رے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ویری گڈ...... رے۔۔ تمھاری کارکردگی بہت اچھی جا رہی ہے۔‘‘ بلیک نے رے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈارک روم میں ایک اڈھیر عمر آدمی بندھا ہوا تھا۔ رے نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر اس کو ہنری کے ناک کے ساتھ لگا دیا۔ دو منٹ کے بعد ہنری ہوش میں آ گیا۔

’’اوہ۔ وارن۔ تم۔۔ تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے۔‘‘ ہنری نے ہوش میں آنے کے بعد تینوں کو دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

’’مسٹر ہنری۔۔ مجھے تمھارے سے کچھ معلومات درکار ہیں۔ اور ان کا معاوضہ تمھیں منہ مانگا دیا جائے گا۔ مگر شرط صرف یہ ہے کہ کوئی بھی جھوٹ بولنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ جھوٹ بولنے کی صورت میں تمھاری آنکھیں اور کان کاٹ دیئے جائیں گے۔‘‘ ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ وہ ہنری کے چہرے کی ساخت دیکھ کر سمجھ گیا تھا۔ کہ ہنری انتہائی لالچی طبیعت کا مالک ہے۔ اس لیے اس نے ہنری کو بیک وقت لالچ دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے کہا تھا۔

’’مم۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ تم جو بھی پوچھو گے...... میں سچ بولوں گا۔‘‘ ہنری نے لرزتے ہوئے کہا۔

’’اگر سچ بولو گے تو فائدے میں بھی رہو گے۔ اور منہ مانگا معاوضہ بھی لے لو گے...... وارن مسٹر ہنری کی رسیاں کھول دو...... تاکہ ان کو یقین آ جائے کہ ہم لوگوں کا مقصد صرف معلومات حاصل کرنا ہے۔‘‘ ٹائیگر نے رے سے کہا۔ مگر اس نے بھی

رے کا نام وارن ہی لیا تھا۔ رے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہنری کی رسیاں کھول دیں۔

’’ہنری۔۔ مجھے آئل پلانٹ کی تفصیل چاہیے۔‘‘ ٹائیگر نے کہا۔

’’مگر تمھیں مجھے پہلے بیس لاکھ ڈالرز دینے ہوں گے۔۔ کیونکہ یہ انفارمیشن میرے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔ اور ساتھ ہی یہ خلف بھی لینا ہوگا۔ کہ مجھے کچھ نہیں کہا جائے گا۔‘‘ ہنری نے لالچی انداز میں جلدی جلدی کہا۔

’’ہنری...... مجھے جو معلومات چاہیں۔ وہ میں تمھارے اوپر تشدد کر کے بھی حاصل کر سکتا ہوں...... مگر میں تمھیں مارنا نہیں چاہتا...... اس لیے میں نے خود ہی تمھیں معاوضے کی آفر کی ہے...... جب میں نے کہہ دیا ہے کہ تمھیں معاوضہ مل جائے گا تو یہ بات حتمی ہے...... اب بھی اگر تم تشدد پسند کرتے ہو...... تو ایسے ہی سہی۔‘‘ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی رے کو اشارہ کر دیا کہ ہنری کو پھر سے باندھ دیا جائے۔

’’نہیں رکو...... مجھے کچھ نہ کہو...... میں تمھیں سب بتا دیتا ہوں...... مجھے تمھارے اوپر اعتبار ہے۔‘‘ ہنری نے رے کو اپنی طرف جارحانہ انداز میں بڑھتے دیکھ کر خوفزدہ انداز میں چلانا شروع کر دیا۔

’’رک جاؤ وارن...... میں مسٹر ہنری کو ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں۔‘‘ ٹائیگر نے کہا۔

’’مسٹر ہنری...... تم آئل پلانٹ میں سپروائزر ہو۔ مجھے تمھارے ڈیوٹی ٹائمنگ۔ ورکنگ لوکیشن۔ کوڈ ورڈز۔ یونیفارمز۔ تمام انفارمیشنز چاہیے۔‘‘ ٹائیگر نے کہا۔ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ ہنری اور اس کا قد و قامت تقریباً برابر ہے۔ اس وجہ سے

وہ ہنری کی جگہ آئل پلانٹ میں جانا چاہتا تھا۔

ہنری کے مطابق آئل پلانٹ کا سارا کام ربوٹز کے ذریعے ہوتا تھا۔ ان ربوٹز کو ہینڈل کرنے کے لیے پچاس سپروائزرز تھے۔ جن میں ہنری بھی ایک تھا۔ مگر سب سپروائزرز کو آئل پلانٹ میں داخلے کے لیے رائٹ آئی پرنٹ چیکنگ کے مرحلے سے گزرنا ہوتا تھا۔ جب کمپیوٹر آئی پرنٹ میچنگ کو اوکے کرتا تھا تو ہی سپروائزرز کو جانے دیا جاتا تھا۔ اور آئل پلانٹ کے اندرونی حصے میں ہر کام کے لیے سپروائزرز کو ہینڈز پرنٹ میچنگ کے مرحلے سے گزرنا ہوتا تھا۔ ٹائیگر نے ہنری سے تمام معلومات حاصل کر لیں تھیں۔ اس کے بعد اس نے رے کی مدد سے ایک جدید قسم کا میک اپ باکس اور ضروری اشیاء حاصل کیں۔ ٹائیگر نے میک اپ کی ٹریننگ عمران سے لی تھی۔ ویسے بھی عمران ٹائیگر کو جدید میک اپ اور اپنے تجربات سے آگاہ کرتا رہتا تھا۔ اس لیے ٹائیگر بھی عمران کی طرح ایسا میک اپ کر لیتا تھا۔ جس کی نشاندہی ممکن نہ تھی۔ ٹائیگر نے اپنے پورے جسم پر میک اپ کر لیا تھا۔ اس دوران اس نے ہنری کی کنپٹی پر اس طرح ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا۔ کہ اس کو دو گھنٹے سے پہلے کسی طرح بھی ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ پھر ٹائیگر نے ایک خنجر کے ذریعے ہنری کے دونوں ہاتھوں کی پرنٹ سکن کو علیحدہ کیا۔ اور اس کو احتیاط کے ساتھ ایک محلول میں ڈال دیا۔ پھر اس نے خنجر کو ہنری کی رائٹ آئی پر رکھ کر ایک جھٹکے سے آئی بال نکال لیا۔ جس سے بے ہوش پڑے ہنری کے جسم کو ایک جھٹکا لگا۔ ٹائیگر نے آئی بال بھی ایک مخصوص قسم کے محلول میں ڈال لیا تھا۔ ٹائیگر اپنا پلان سوچ چکا تھا۔ ہنری کے مطابق اس کی ڈیوٹی صبح چھ بجے سے دوپہر دو بجے تک تھی۔ ٹائیگر ہنری کے ہاتھوں کی پرنٹ سکن کو اپنے ہاتھوں میں چپکا کر اور ہنری کی آئی بال کو آئی میچنگ کے مرحلے کے لیے استعمال کرنا چاہتا

تھا۔ اس وجہ سے اس نے دونوں چیزیں احتیاط سے مخصوص قسم کے محلول میں رکھیں تھیں۔ تاکہ صبح تک وہ خراب نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد اس نے ہنری کو گولی مار دینے کا اشارہ کیا۔ جس کی وجہ سے رے نے ایک پل سے بھی کم عرصے میں جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہنری پر فائرنگ کر دی تھی۔ پھر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈالنے کے لیے لے گیا تھا۔

''ٹائیگر۔ اگر میں تمھیں اس خود میک اپ کرتے نہ دیکھ لیتا۔ تو شائد مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ یہ تم ہو۔'' بلیک جو اتنی دیر سے خاموش تھا۔ تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں مسٹر بلیک...... میں واقعی میں ہنری ہوں۔'' ٹائیگر کے خلق سے ہنری کی آواز نکلی۔

''ونڈرفل...... ٹائیگر تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ مگر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ تم نے ہنری کی سکن اور آئی بال کیوں کاٹے ہیں۔......'' بلیک کے لہجے میں حیرت تھی۔ بلیک ٹائیگر سے پوری طرح مرغوب نظر آ رہا تھا۔ اس دوران رے بھی واپس آ چکا تھا۔

''تم نے خود سنا تو تھا...... کہ ہنری کی چیکنگ ہینڈز پرنٹ اور آئی بال پرنٹ سے ہوتی ہے۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جناب کیا آپ کا تعلق سکرٹ سروس سے ہے...... کیونکہ سکرٹ سروس کے افراد ہی اتنے ٹرینڈ ہوتے ہیں۔'' رے نے پوچھا۔

''نہیں...... بلکہ میرا استاد دنیا کا ایسا سکرٹ ایجنٹ ہے۔...... جس سے دنیا کا ہر سکرٹ ایجنٹ خوفزدہ رہتا ہے۔...... اس کے ہاتھوں آج تک ہزاروں نہیں تو

سینکڑوں مجرم تنظیمیں اور سکرٹ ایجنسیاں اپنے انجام کو پہنچ چکی ہیں......اور مجھے فخر ہے کہ میں اس انسان کا شاگرد ہوں۔......'' عمران کے بارے میں بات کرتے ہوئے ٹائیگر کے لہجے میں ایک عجیب قسم کی خوشی اور فخر تھا۔

رے مجھے ہنری کا یونیفارم بھی چاہیے۔ جو اس کے گھر میں موجود ہے۔ ہنری کے مطابق اس کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی۔اور اس کے گھر میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ٹائیگر نے رے سے کہا۔

''آپ بے فکر رہیے...... جناب میں یونیفارم لے آتا ہوں۔'' رے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ عمران پھر ہمیں چھوڑ کر غائب ہو گیا ہے۔کیا ہم اس کے ملازم ہیں۔ جو ہمیشہ اس کا انتظار کرتے رہیں۔'' تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران اور اس کے سب ساتھی ایگلز کے خفیہ اڈے پر پہنچ چکے تھے۔ پھر عمران ایگلز کے چیف حارث بن خالد کے ساتھ سات گھنٹے پہلے چلا گیا تھا۔اور ابھی تک اسی کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

''عمران صاحب مشن کے سلسلے میں ہی مصروف ہوں گے۔'' صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔تو ہم لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ہم لوگ کٹھ پتلیاں نہیں ہیں۔عمران ہمیں تفصیل بتا کر بھی تو جا سکتا ہے۔اس کے خیال میں ہم دشمن ہیں جو

ہمیں تفصیلات سے آگاہ نہیں کرتا۔'' تنویر عمران کی رویے سے پوری طرح غصے میں تھا۔

''میری ایک تجویز ہے۔ اگر آپ سب لوگ اس سے رضامند ہوں۔ تو ہم لوگ عمران صاحب سے بات کر سکتے ہیں۔'' خاموش بیٹھے طاہر نے کہا۔

''وہ کیا۔'' سب نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم سب کا یہاں آنے کا مقصد صرف لیبارٹری تباہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ہم لوگوں نے اسرائیل کو بھاری نقصان بھی پہنچانا ہے تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف کام کرتے ہوئے دس دفعہ سوچے۔ اس لیے میری رائے ہے۔ کہ ہم لوگ تین گروپس کی صورت میں کام کریں۔ دو گروپس کا کام اسرائیل کے مختلف شہروں میں اہم تنصیبات کو نشانہ بنانا ہوگا۔ جبکہ تیسرے گروپ کا مقصد لیبارٹری کی تباہی ہوگا۔'' طاہر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔'' سب سے پہلے تنویر نے رائے کا ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

پھر سب نے ہی باری باری طاہر کی رائے کو پسند کیا۔ ابھی وہ بات کر رہے تھے کہ عمران کمرے میں داخل ہوا۔

''نصیب دشمناں...... حالات کچھ سازگار نہیں نظر آ رہے۔......'' عمران نے تنویر کے چہرے پر غصے کی جھلک دیکھتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ...... میرے ساتھ بکواس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔......ہم تمھارے نوکر نہیں ہیں۔...... جو ہمیشہ تمھارا انتظار کرتے رہیں۔'' تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ اتنا غصہ...... چلو شاباش غصہ تھوک دو۔ میں تمھیں ٹافی لا کر دیتا ہوں۔ اچھے بچے غصہ نہیں کرتے۔'' عمران نے تنویر کو ایسے پچکارتے ہوئے کہا۔ جیسے کسی چھوٹے بچے کو کہا جاتا ہے۔

عمران کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔ مگر تنویر نے اپنے ہونٹ ایسے بند کر لیے۔ جیسے نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔

''اسرائیل کی آب و ہوا نے تنویر کی عقل داڑھ پر اثر کیا ہے۔......اس لیے یہ اس مقولے پر عمل کر رہا ہے۔ کہ جواب عقلمند۔ خاموشی باشد۔......'' عمران نے محاورے کو اپنی مرضی سے توڑتے مڑورتے ہوئے کہا۔ سب ایک دفعہ پھر سے ہنس پڑے۔

''مگر عمران صاحب اصل مقولا تو جواب جاہلاں۔ خاموشی باشد ہے۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر نے عقلمندی کا کام کیا ہے۔......'' صفدر نے تنویر کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔ جو غصے سے لگتا تھا کہ اب پھٹ پڑے گا۔ اس وجہ سے صفدر نے سچوئیشن کو ہینڈل کرنے کے لیے تنویر کی سائیڈ لی۔ جس کی وجہ سے تنویر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

''صفدر یار جنگ۔......تمھاری یاداشت محاروں کے مقابلے میں بہت چلتی ہے۔......مگر ایک خطبہ نکاح یاد کرنے کو کہا ہے۔ وہ تم سے یاد نہیں ہوتا۔'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب میری ایک رائے ہے......جس پر باقی ساتھیوں نے اتفاق کیا ہے۔'' طاہر نے یکلخت بولتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"ہاں بولو۔" عمران نے بھی اس بار انتہائی ٹھوس سنجیدگی سے کہا۔

"عمران صاحب ہم لوگوں کو تین گروپس میں کام کرنا چاہیے...... تاکہ اسرائیل کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جاسکے۔" طاہر نے اپنی تجویز تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"نہیں طاہر...... لیبارٹری کے بارے میں جو انفارمیشن ملی ہے...... اس کے مطابق ہم سب لوگوں کو لیبارٹری پر حملہ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اس بار اسرائیل نے لیبارٹری کی حفاظت کے بارے میں جو انتظامات کیے ہیں...... وہ ایسے ہیں...... کہ ہم لوگوں کو اپنی توجہ فی الحال صرف لیبارٹری تک ہی رکھنی پڑے گی...... اگر صرف لیبارٹری تباہ کرنے میں ہی ہم لوگ کامیاب ہوجاتے ہیں۔ تو سمجھو۔ کہ ہم نے اسرائیل کو اتنا بڑا نقصان پہنچائیں گے۔ جس سے سنبھلنے کے لیے اسرائیل کو دس سال سے بھی زیادہ کا عرصہ درکار رہے...... میں نے اپنے مخصوص ذرائع سے لیبارٹری کی لوکیشن کنفرم کر لی ہے۔ لیبارٹری حلون نامی قصبے میں ہے۔ اور پورا قصبہ ون آئی اور سپیشل آرمی کمانڈوز کی نگرانی میں ہے۔ لیبارٹری قصبے کے بالکل درمیان میں زیرزمین ہے۔ اور پورے قصبے میں جو گھر ہیں۔ وہ سب ون آئی اور سپیشل آرمی کمانڈوز کے ہیں۔ اور اس لیبارٹری کو ارتھ زون لیبارٹری کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس میں بننے والے ارتھ وائرس کا تجربہ سب سے پہلے پاکیشیا پر کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد باقی تمام مسلمان ممالک کی باری آئے گی...... یہودی ایک نیا ورلڈ آڈر بنانا چاہتے ہیں۔ جس میں مسلمانوں کو زمین سے ختم کر دیا جائے گا...... ایسی سچویشن ہے۔ کہ بس یہ سمجھ لو کہ ہمیں پل صراط سے گزرتے ہوئے یہ مشن پورا کرنا ہے...... اس میں ہم لوگوں کی جانیں جانے کا ننانوے فیصد چانس ہے اور مشن کی کامیابی کا ایک فیصد چانس

ہے...... مگر مسلمانوں کو بچانے کے لیے ہم لوگ اپنی جانیں بھی قربان کر جائیں گے۔ مگر یہ مشن ہر حالت میں پورا کریں گے۔" عمران آخری بات کرتے ہوئے جذباتی ہوگیا تھا۔

"انشاء اللہ...... عمران صاحب ہم یہودیوں کو دکھا کر جائیں گے۔ کہ مسلمانوں کو ٹیڑی نظر سے دیکھنے کی کیا سزا ہے۔" خاور نے بھی جذبات سے مغلوب لہجے میں کہا۔ جس کی تائید سب ممبران نے کردی۔

"تو عمران صاحب آپ کی پلاننگ کیا ہے۔" کیپٹن شکیل جو ابھی تک خاموش تھا۔ نے پوچھا۔

"ہم لوگ آج رات کو دو دو کے گروپ میں تل ابیب شہر میں پہنچیں گے۔ اور ہمارا آپس میں رابطہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر ہوگا۔ جب آپ حلون کے نزدیکی بڑے شہر تل ابیب میں پہنچ جائیں گے تو شہر کے نارتھ زون میں مارننگ ریسٹوران ہے۔ اس کے کاونٹر پر آپ پرنس ایگل کا ریفرنس دیں گے۔ تو آپ لوگوں کو خفیہ اڈے تک پہنچا دیا جائے گا...... میری حارث سے بات ہوگئی ہے۔ ایگلز کا ایک اڈہ ادھر بھی ہے۔ اور اب بات رہی مشن کی تو یہ تنویر مشن ہے۔ اس لیے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے...... لیکن قصبہ حلون میں داخل ہونے کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ جو ویسے تو اوپن قصبہ ہے۔ مگر وہاں ہر آنکھ ہماری نگرانی کر رہی ہوگی...... ہماری ضرورت کے مطابق اسلحہ حارث مہیا کردے گا۔ اس کو میں لسٹ دے چکا ہوں...... قصبہ حلون پہنچنے سے پہلے ہم لوگوں کو اسلحہ مل جائے گا۔ اب آپ سب لوگ نقشے کا تفصیلی جائزہ لے سکتے ہیں۔ اور پھر دو دو کے گروپ میں ٹھیک دو گھنٹے کے بعد یہاں سے احتیاط سے روانہ ہوں گے۔ آپ سب زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ مشین پسٹل رکھ سکتے

ہیں...... تا کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہو تو اس پر قابو پایا جا سکے۔ عمران نے اپنی پلاننگ بتاتے ہوئے سب ساتھیوں کو دو دو کے گروپ میں تقسیم کر دیا...... طاہر تم بھی میرے ساتھ مل کر سب ساتھیوں کا نیا سپیشل میک اپ ان کاغذات کے مطابق کر دو۔'' عمران نے تنویر کو اپنے سامنے میک اپ کے لیے بٹھاتے ہوئے کچھ کاغذات طاہر کو دیتے ہوئے کہا۔ یہ کاغذات عمران نے حارث کی مدد سے حاصل کئے تھے۔ طاہر کو میک اپ کی ٹریننگ عمران نے خود دی تھی۔ اور طاہر اگر میک اپ کرنے میں عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں تھا۔

تنویر کا چہرہ ڈائریکٹ ایکشن کا سن کر کھل گیا تھا۔ مگر وہ خاموش رہا تھا۔ کیونکہ تفصیل کے مطابق مشن کی مشکلات کا اندازہ وہ بھی بخوبی لگا سکتا تھا۔ عمران اور طاہر باری باری سب ساتھیوں کا میک اپ کر رہے تھے اور باقی ساتھی اس دوران نقشے کا تفصیلی جائزہ لے رہے تھے۔ آخر میں عمران نے طاہر کا میک اپ کرنے کے بعد اپنا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ موجودہ میک اپ میں ان سب کا تعلق آثار قدیمہ۔ یونیورسٹیز اور اقوام متحدہ سے منسلک اداروں سے تھا۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور حارث اندر داخل ہوا۔

''عمران صاحب ایک بہت اہم خبر ہے۔'' حارث کی آواز خوشی سے بھر پور تھی۔

''اچھا اتنی اہم خبر ہے...... کہ ایگل بھی ہوا میں اڑ رہا ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب خبر ہی کچھ ایسی ہے...... ابھی کچھ دیر پہلے اسرائیل کے جدید ترین آئل پلانٹ کو تل ایب میں تباہ کر دیا گیا ہے...... جس کی وجہ سے اسرائیل کی

معشیت کو نا قابل یقین دھچکا لگا ہے...... ایسا دھچکا جس کی تلافی اسرائیل آئندہ پچاس سال میں بھی شاید نہ کر سکے۔'' حارث نے خوشی سے جھومتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی ہی میں بہت بڑی خبر ہے۔...... مگر ایسا کیسے ہوا'' عمران نے بھی مسرت سے کہا۔

''عمران صاحب میں نے سرکاری سیکشنز میں اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا ہے...... کچھ ہی دیر میں تفصیلات مل جائیں گی۔'' حارث نے کہا۔

پھر کچھ ہی دیر میں حارث کے ٹرانسمیٹر پر کال ریسو ہوئی۔ یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا۔ جس کے آخر میں اوور کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس کی کال اگر کیچ بھی ہو جاتی تو سننے والے کو الفاظ سمجھ نہ آ سکتے تھے۔ کیونکہ الفاظ مشینی تکنیک کی وجہ سے اس طرح آپس میں مکس اپ ہو جاتے تھے۔ کہ ہر لفظ تبدیل ہو جاتا تھا۔

''ایگل......'' حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایگل ہنڈرد بول رہا ہوں جناب...... آپ کو رپورٹ کرنی تھی آئل پلانٹ کی تباہی کے بارے میں۔'' ایگل ہنڈرد نے کہا۔

''اوہ یس...... کیا رپورٹ ہے۔'' حارث نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب تفصیلی رپورٹ کے مطابق یہ کاروائی ایک آدمی کی ہے۔ جو فورمین سپروائزر کے روپ میں تھا۔ اس نے ڈیوٹی آف کر کے جاتے ہوئے اچانک ملٹری چیکنگ ایریا سے راکٹ لانچر اڑا لی تھی۔ اور پھر راکٹ لانچر سے اتنی شدت سے اور تیزی سے راکٹ فائر کیے...... کہ ملٹری چیکنگ بیس آئریا منٹوں میں قتل گاہ بن گیا تھا۔ اور پھر وہ ادھر سے فرار ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا...... اس کے جانے کے

ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد آئل پلانٹ ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا۔ اسرائیل کی تمام ایجنسیاں پاگل کتوں کی طرح اس آدمی کو تلاش کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ مگر ابھی تک کوئی انفارمیشن نہیں ملی۔'' ایگل ہنڈرڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایگل ہنڈرڈ اس آدمی کا قد وقامت کیسا تھا۔'' عمران نے یکلخت حارث کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ تو دوسری طرف سے قد وقامت بتا دیا گیا۔ تو عمران نے حارث کی طرف دیکھ کر سر ہلا دیا۔ تو حارث نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر کال آف کر دی۔

''عمران صاحب اس قد وقامت کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ یہ کام اکیلے ٹائیگر نے کیا ہے۔ کیونکہ یہ قد وقامت سو فیصد ٹائیگر کا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر ون آئی کی قید سے نہ صرف آزاد ہو چکا ہے۔ بلکہ وہ اسرائیل کے خلاف اب کام بھی کر رہا ہے۔'' کیپٹن شکیل نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ٹائیگر کا کام ہو۔ مگر فی الحال کچھ کہا نہیں جا سکتا۔'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب ابھی کچھ دن پہلے یہاں ون آئی کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہوا تھا۔ سننے میں آیا تھا کہ پاکیشیا کا ایک ایجنٹ ون آئی کی قید سے فرار ہوا تھا اور جاتے ہوئے ون آئی کا ٹریننگ ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر گیا تھا۔ میں نے کافی کوشش کی تھی۔ کہ اس کے بارے میں معلومات مل جائیں۔ مگر ہم لوگ اس ایجنٹ کا سراغ نہیں لگا پائے۔'' حارث نے کہا۔

''اوہ۔۔ ٹائیگر تو بہت تیز جا رہا ہے۔'' عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر کیا مطلب۔۔ عمران صاحب۔۔۔۔۔ کیا آپ اس ایجنٹ کو جانتے ہیں۔'' حارث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔۔۔۔۔ اگر وہ ٹائیگر ہی ہے تو وہ میرا شاگرد ہے۔۔۔۔۔ جس کو ون آئی نے اپنا ٹاپ ایجنٹ بنانے کے لیے پاکیشیا سے اغوا کیا تھا۔'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب جس کا استاد آپ جیسا ماسٹر ہو۔ اس کی کارکردگی تو پھر ایسی ہی ہو گی۔'' حارث نے سر ہلاتے ہوئے تعریفی انداز میں کہا۔ تو عمران مسکرا دیا۔

''طاہر اور تنویر۔ خاور اور صدیقی۔ کیپٹن شکیل اور صفدر۔ آپ سب لوگ اب تل ابیب کے لیے جا سکتے ہیں۔ موجودہ سچویشن کے مطابق اب یہ چانس ہے کہ نگرانی ہو سکتا ہے کم ملے۔ کیونکہ سرکاری ایجنسیوں کی ساری نظر اب ٹائیگر کو ڈھونڈنے پر ہو گی۔ اب ہم سب تل ابیب میں ملیں گے۔'' عمران نے کہا

تو سب ساتھی وقفے وقفے سے جاتے رہے۔ پھر عمران کچھ دیر تک حارث سے موجودہ صورتحال پر تبصرہ کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے حارث کے اسلحہ خانے کا جائزہ لیا اور اپنی ضرورت کے مطابق کچھ اسلحہ لے کر اس نے حارث سے رخصت لی۔

راجر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تمام تر کوششوں کے باوجود ابھی تک پاکیشیا سکرٹ سروس کا سراغ نہیں لگ سکا تھا۔ اب وہ پچھتا رہا تھا۔ کہ اس نے جوش میں آ کر چیف راموس سے پاکیشیا سکرٹ سروس کی ہلاکت کا مشن لے لیا تھا۔ عین اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔

''راجر''۔ راجر نے اپنی عادت کے مطابق اپنا نام بولتے ہوئے کہا۔

''باس...... دو مشکوک افراد ٹریس ہوئے ہیں...... مگر ان کے کاغذات درست ہیں۔ دونوں کا تعلق اقوام متحدہ کے ادارے سے ہے...... لیکن میرا ذہن ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہے۔'' دوسری طرف سے راجر کے نمبر ٹو مائیکل نے کہا۔

''ٹھیک ہے...... ایسا کرو...... ان کو چیکنگ سیکشن میں لے آؤ...... میں خود

ان کی چیکنگ کروں گا۔'' راجر نے ایک دم سے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریسور رکھ دیا۔

کچھ دیر کے بعد راجر چیکنگ سیکشن کے ٹارچر سیل میں تھا۔ اس کے سامنے دو افراد کو الیکٹرانک کرسیوں سے باندھا گیا تھا۔ اور ان دونوں کے ڈھلکے ہوئے سر اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے۔ کہ وہ دونوں بے ہوش ہیں۔ ویسے راجر نے چیک کر لیا تھا۔ کہ دونوں اپنے قد وقامت کے لحاظ سے واقعی ہی تربیت یافتہ ایجنٹ ہی لگتے تھے۔ مائیکل ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ۔ راجر نے کہا۔

مائیکل ایک طرف بنی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس نے الماری سے ایک لمبے منہ والی بوتل نکالی۔ اور بے ہوش افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باری باری بوتل کو دونوں افراد کی ناک کے قریب کیا۔ اور اس کے بعد پھر سے بوتل الماری میں رکھ کر راجر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں دونوں ہوش میں آ چکے تھے۔

''اوہ نو۔ مسٹر رک۔ یہ ہم کہاں ہیں۔'' ایک نے ایکریمی لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں خوف تھا۔ وہ خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

''مسٹر تھامس۔ یہ ہمیں باندھا کیوں گیا۔'' دوسرے نے بھی ایکریمی لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ سے بھی لگ رہا تھا کہ وہ خوفزدہ ہے۔ جس کی وجہ سے راجر کا چہرہ سکڑ گیا۔ کیونکہ بے ہوش افراد جب ہوش میں آئیں تو اپنی مادری زبان میں بات کرتے ہیں۔ اور ویسے بھی دونوں افراد کا خوفزدہ رویہ بتا رہا تھا۔ کہ ان کا تعلق کسی ایجنسی سے نہیں ہے۔

''مائیکل ان دونوں کو گولی مار دو۔ یہ ہمارے مطلوبہ افراد نہیں ہیں۔'' راجر

نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”جناب ہمارا قصور کیا ہے...... ہم تو اقوام متحدہ کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے کاغذات چیک کر سکتے ہیں...... ہمیں چھوڑ دیں۔“ ایک ایکریمی نے چلاتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ...... تم دونوں مشکوک ہو چکے ہو...... اس وجہ سے تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مائیکل حکم کی تعمیل کرو۔“ راجر نے سرد لہجے میں کہا۔

مائیکل نے جیب سے مشین پسٹل نکالا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آواز سے اور انسانی چیخوں سے وہ کمرا گونج اٹھا۔

تنویر اور طاہر اس وقت ایک ریلوے پلیٹ فارم پر بنے ایک ریسٹوران میں تھے۔ دونوں کے پاس تل ابیب جانے کی ٹکٹس تھیں۔ اب ٹرین کے انتظار میں وہ ریسٹوران میں بیٹھے اپنا وقت گزار رہے تھے۔

”مسٹر طاہر آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“ تنویر نے کافی کا سپ کرتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر رک میرا نام تھامس ہے۔“ طاہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ...... سوری۔ مسٹر میں بھول گیا تھا۔“ تنویر نے غصے سے کہا۔

”مسٹر رک۔۔ ہوشیار۔ ہماری نگرانی ہو رہی ہے...... ہم دونوں کو اپنے مشین پسٹل کو چھپانا ہوگا۔ میں باتھ روم میں جا رہا ہوں...... میرے جانے کے بعد آپ بھی باتھ روم میں جا کر اپنے مشین پسٹل کو چھپا دیں۔“ طاہر نے آہستگی سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر بھی چند لمحوں کے بعد

اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ دونوں پھر سے اپنی ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئے۔ مگر اب دونوں ہی بہت محتاط تھے۔ اسی وقت تنویر نے دو مسلح آدمیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

''آپ دونوں کھڑے ہو جائیں اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیں۔'' قریب پہنچنے پر ایک مسلح آدمی نے کہا۔

''کیوں مسٹر۔ کیا آپ ہمیں وجہ بتائیں گے۔ ہم دونوں کا تعلق اقوام متحدہ کے ادارے سے ہے۔'' طاہر نے کہا۔

''جیسا کہا جا رہا ہے۔ ویسا کرو...... نہیں تو تم دونوں کو یہیں پر گولی مار دی جائے گی۔'' دوسرے مسلح آدمی نے غصے میں کہا۔

''ہم لوگ قانون کا احترام کرنے والے لوگ ہیں۔'' طاہر نے کہنا شروع کیا ہی تھا۔ کہ ایک مسلح آدمی نے اس کی بات کاٹ دی۔

''بکواس بند کرو...... ہم جو کہہ رہے ہیں...... وہ کرو۔......'' اس کے ساتھ ہی اس نے تنویر کو زور سے دھکا دے دیا۔ جس کی وجہ سے تنویر غصے سے پاگل ہو گیا۔ اس نے نتیجے کی پروا کیے بغیر ہی اس آدمی کو گریبان سے پکڑ لیا۔ اس سے پہلے کہ بات بڑھ جاتی۔ طاہر نے جیب سے کاغذات نکال کر ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری آفیسر...... میں اپنے ساتھی کی طرف سے معذرت چاہتا ہوں...... یہ ہمارے ڈاکومنٹس ہے۔ آپ چیک کر لیں پلیز۔ کہ ہمارا تعلق اقوام متحدہ سے ہے۔'' طاہر نے صورتحال کے مطابق نرم لہجے میں کہا۔

''سوری آفیسر۔''۔ تنویر نے بھی اپنے اوپر جبر کرتے ہوئے گریبان

چھوڑ دیا۔

''ہونہہ۔'' اس آدمی نے تنویر کو ایک دفعہ پھر دھکا دیتے ہوئے طاہر کے ہاتھ سے کاغذات لے لیے۔

تنویر کی آنکھوں میں شعلے سے بھر گئے تھے۔ مگر طاہر نے تنویر کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ آدمی کاغذات لے کر چلا گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی اپنی رائفل دونوں پر تانے کھڑا تھا۔ پندرہ منٹ کے بعد اس کی واپسی ہوئی۔

''جناب آپ کے کاغذات او کے ہیں...... مگر آپ لوگوں کو کچھ دیر کے لیے ہمارے آفس جانا پڑے گا...... تا کہ ایک بار تفصیلی چیکنگ ہو سکے۔'' اس آدمی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے...... آفیسر...... ہم لوگ قانون کا احترام کرنے والے لوگ ہیں۔'' طاہر نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ان کے ساتھ چلتے ہوئے ایک کمرے تک پہنچ گئے۔

''جناب آپ لوگ یہاں رکیں۔...... ہم ابھی آتے ہیں۔......'' ایک آدمی نے کہا۔ اور پھر دونوں واپسی کے لیے مڑ گئے۔ ان کے کمرے سے باہر جاتے ہی دروازے کے کی ہول سے گہرا دھواں کمرے میں داخل ہونے لگا۔

''تنویر...... اپنا سانس روک لو...... بے ہوشی کی گیس فائر ہو رہی ہے۔'' طاہر نے چلاتے ہوئے کہا۔ مگر دونوں ہی اپنے احساسات آہستہ آہستہ کھوتے چلے گئے۔ پھر جب طاہر کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو بندھا پایا۔

''اوہ نو۔ مسٹر رک۔ یہ ہم کہاں ہیں۔'' طاہر نے ایکریمی لہجے میں ہی تنویر سے کہا۔ تا کہ تنویر لاشعوری طور پاکیشیائی زبان میں نہ بول پڑے۔ اس نے اپنے

لہجے میں خوف کا تاثر واضح رکھا تھا۔ تا کہ چیکنگ کرنے والے ان کو عام انسانوں کی طرح ہی سمجھیں۔

’’مسٹر تھامس۔ یہ ہمیں باندھا کیوں گیا۔‘‘ تنویر نے بھی ایکریمی لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے بھی لگ رہا تھا کہ وہ خوفزدہ ہے۔

’’مائیکل ان دونوں کو گولی مار دو۔ یہ ہمارے مطلوبہ افراد نہیں ہیں۔‘‘ کرسی پر بیٹھے ایک آدمی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’جناب ہمارا قصور کیا ہے...... ہم تو اقوام متحدہ کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔...... آپ ہمارے کاغذات چیک کر سکتے ہیں...... ہمیں چھوڑ دیں۔‘‘ طاہر نے چلاتے ہوئے کہا۔ طاہر نے اس دوران چیک کر لیا تھا کہ ایک تار کرسی کے پائے کے ساتھ منسلک ہے۔ اگر اس کو توڑ دیا جائے تو وہ آزاد ہو سکتا ہے۔ طاہر نے اپنی ٹانگ ایسے انداز میں موڑی۔ جیسے وہ بیٹھ بیٹھ کر تھک گیا ہو۔ اور اب اپنی ٹانگ کو حرکت دے کر خون کی گردش ٹھیک کرنا چاہتا ہو۔ چند لمحوں میں طاہر تار کے ساتھ اپنا پاؤں اس انداز میں ایڈجسٹ کر چکا تھا۔ کہ اگر ایک زوردار جھٹکا تار کو دے تو تار ٹوٹ جائے۔

’’شٹ اپ۔ تم دونوں مشکوک ہو چکے ہو۔ اس وجہ سے تمھیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔‘‘ مائیکل حکم کی تعمیل کرو۔ اسی آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے مائیکل فائرنگ کرتا۔ طاہر نے ایک زوردار جھٹکے سے تار توڑ دی۔ اور پھر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا مائیکل کے ساتھ ٹکرایا اور اگلے ہی لمحے اس نے مائیکل کے مشین پسٹل کو پکڑ کر مائیکل پر گولیوں کی بوچھار کر دی۔ مائیکل چیختا ہوا زمین پر گر گیا۔ اور ساکت ہو گیا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا۔ کہ کرسی سے اٹھتا

ہوا آدمی ایک دم ساکت ہو گیا۔۔ پھر جیسے ہی اس آدمی نے اپنی جیب سے پسٹل نکالنا چاہا۔ طاہر نے اس پر مشین پسٹل سے فائرنگ کر دی۔ مگر مشین پسٹل خالی ہو چکا تھا۔ طاہر نے مشین پسٹل پوری قوت سے اس آدمی کے سر کی طرف پھینکا۔ اس نے مشین پسٹل سے بچنے کے لیے جیسے ہی اپنے سر کو جھکایا۔ طاہر نے ہوا میں ایک الٹی قلابازی کھائی اور پھر اس کی ٹانگیں کسی آکٹوپس کی طرح اس آدمی کی گردن کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتی چلی گئیں۔ اس آدمی نے اپنی گردن چھڑانے کی پوری کوشش کی۔ مگر طاہر کی گرفت کچھ اس طرح تھی۔ کہ وہ اپنے آپ کو نہ چھڑا سکا۔ عین اسی وقت دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اور پھر پانچ آدمی یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔

ان سب نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اور اپنے انداز سے لڑائی بھڑائی کے ماہر نظر آ رہے تھے۔ طاہر نے ان پانچوں کو اندر آتے دیکھ کر اس آدمی کی گردن پر ایک دم سے مزید زور لگا دیا۔ تو اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز کے آتے ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ طاہر پھرتی سے سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ ان پانچوں نے ایک ساتھ حملہ کر دیا۔

’تنویر کرسی کے پائے کے ساتھ منسلک تار کو توڑ دو۔‘‘ طاہر نے ایک ہائی جمپ لگاتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ طاہر کے پاؤں زمین پر لگتے۔ ایک سیاہ پوش نے ہوا میں جمپ کر کے طاہر کی ٹانگوں کو پکڑ کر ہوا میں ہی گھما دیا۔ طاہر نے بڑی مشکل سے اپنا سر دیوار سے لگنے سے بچایا۔

’’جیری باس راجر کو چیک کرو۔ میں اس سے فائٹ کرتا ہوں۔ کافی عرصے کے بعد ایک اچھا فائٹر ملا ہے۔‘‘ ایک سیاہ پوش نے اپنے ساتھیوں کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے راکی۔تم اس کو ختم کر سکتے ہو۔'' باقیوں نے ایک آواز میں کہا۔

''باس ختم ہو چکا ہے۔تم سب فائٹ دیکھو۔میں چیف باس کو رپورٹ کر کے آتا ہوں۔'' جیری نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

اس دوران تنویر نے کافی کوشش کی تھی۔کہ اپنے آپ کو آزاد کرالے۔مگر وہ کرسی کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد نہ کرا سکا۔طاہر بھی اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا تھا۔اور تیز نظروں سے باقی چار سیاہ پوشوں کو گھور رہا تھا۔

''تم اچھے فائٹر لگ رہے ہو......تمھاری خوش قسمتی ہے کہ مارشل آرٹ کے ماسٹر کے ہاتھوں مرو گے۔'' راکی نے کہا۔

''دیکھ لیتے ہیں۔......دو چار داؤ سیکھنے سے کوئی ماسٹر نہیں بن جاتا۔تم جیسے چوہے جب اپنی دم پر کھڑے ہونا سیکھ لیتے ہیں تو ایسے ہی اچھلتے ہیں۔'' طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔مگر اس کے ساتھ طاہر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔اور وہ اچھل کر دیوار کے ساتھ جا کر لگا۔

''دیکھا۔اس کو کہتے ہیں۔اچھلنا۔'' راکی نے قہقہہ لگایا۔طاہر ایک بار پھر کھڑا ہوا۔مگر اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''بس بہت ہو گئی اچھل کود۔'' طاہر نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی طاہر کسی بے قابو سانڈ کی طرح راکی کی طرف بھاگا۔اور اس کے قریب پہنچتے ہی طاہر ایک لمحے کے لیے جھکا۔دوسرے لمحے راکی کی ٹانگ اس کے ہاتھوں میں نظر آئی۔اگلے ہی لمحے طاہر نے اپنی پشت زمین پر لگائی۔اور تیزی

سے رول ہوتا چلا گیا۔پھر جب طاہر دوبارہ کھڑا ہوا تو اس کے پورے جسم کا زور راکی کی ٹانگ پر تھا۔کمرہ راکی کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔راکی کی چیخیں سن کر باقی تینوں سیاہ پوش جو اس طرح اطمینان سے کھڑے فائٹ دیکھ رہے تھے۔جیسے ان کو پورا یقین ہو کہ راکی چند لمحوں میں طاہر کا خاتمہ کر دے گا۔مگر راکی کی چیخیں سن کر وہ تیزی سے طاہر کی طرف بڑھے۔مگر اس دوران طاہر نے راکی کی ٹانگ کو ایک زوردار جھٹکا دیا تو کمرہ راکی کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے اور راکی کی چیخوں سے گونج گیا۔طاہر نے راکی کی دوسری ٹانگ پکڑی اور اس کو گھما کر باقی سیاہ پوشوں کی طرف پھینک دیا۔

''ویل ڈن طاہر صاحب۔آپ نے واقعی ہی بہت منفرد انداز میں فائٹ کی ہے۔'' تنویر نے تعریفی انداز میں کہا۔

اس کے ساتھ ہی باقی تینوں نقاب پوشوں نے طاہر پر چھلانگ لگا دی۔

طاہر برق رفتاری سے زمین پر رول ہو کر ان سے کچھ فاصلے پر رک کر پھر سے کھڑا ہو گیا۔تینوں نقاب پوش اب انتہائی محتاط ہو گئے تھے۔کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا مقابلہ کسی عام انسان سے نہیں ہے۔تینوں نے اب ایک ساتھ طاہر پر حملہ کیا۔ایک نقاب پوش نے ہائی کک کرنے کی کوشش کی۔تو طاہر نے برق رفتار سے اس کی ٹانگ پکڑ کر اس کے پیٹ پر سر کی ٹکر مار دی۔جس کی وجہ سے وہ نقاب پوش درد سے جھک گیا۔طاہر نے اس کے جھکتے ہی اس کی ٹانگ چھوڑی اور اس کی گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہوا میں الٹ گیا۔جس کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ کر لٹک گئی اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔باقی دونوں نقاب پوش ایک ایک قدم پیچھے ہٹنے لگے۔مگر طاہر نے اپنے دونوں ہاتھ کھولے اور اڑتا ہوا ایک نقاب پوش کے اوپر گرا۔طاہر نے دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر کو پکڑ رکھا تھا۔اس کے ساتھ ہی وہ اس آدمی

سمیت کسی قوس کی طرح گھوما اور اس آدمی کا سر پوری قوت کے ساتھ زمین کے ساتھ ٹکرا کر کسی تربوز کی طرح پھٹ گیا۔ طاہر نے اس کے تڑپتے ہوئے جسم کو چھوڑ دیا۔ آخری نقاب پوش تیزی سے دروازے کی طرف بھاگ رہا تھا۔ طاہر نے ایک جانب پڑی کرسی کو اٹھا کر بھاگتے ہوئے آدمی کی طرف پھینکا۔ وہ آدمی کرسی سے ٹکرا کر منہ کے بل نیچے گرا۔ طاہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس کی شہہ رگ کچل دی۔ چند منٹوں میں چاروں نقاب پوش ختم ہو چکے تھے۔ تنویر حیرت سے فائٹ دیکھ رہا تھا۔ طاہر نے جلدی سے بڑھ کر تنویر کی کرسی کے پیچھے جا کر ایک مخصوص جگہ دباؤ ڈالا۔ تو تنویر بھی آزاد ہو گیا۔

''طاہر صاحب آپ تو سپریم فائٹر ہیں۔ اس سے پہلے میں عمران کی فائٹ سے بہت متاثر تھا۔'' تنویر نے تعریفی انداز میں کہا۔

''یہ سب میں نے عمران صاحب سے ہی سیکھا ہے۔ مگر ابھی ایک آدمی باقی ہے۔ وہ ہوسکتا ہے کہ کسی بھی وقت آ جائے۔ اس کو زندہ پکڑنا ہے۔ تا کہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں۔'' طاہر نے کہا۔ تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی وقت دروازے کے باہر قدموں کی آواز ابھری تو تنویر تیزی سے بے آواز دوڑتا ہوا دروازے کی سائڈ پر جا کر چپک گیا۔ مگر جیسے ہی دروازہ کھلا تو تنویر نے آنے والے کی گردن پر ہاتھ ڈال کر اس کو آگے کی طرف اچھال دیا۔ اس کے اٹھنے سے پہلے طاہر نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ تو وہ آدمی بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

''جلدی بتاؤ۔ یہاں اور کتنے لوگ ہیں۔'' طاہر نے پوچھا۔

''کوئی نہیں۔ یہ چیکنگ سنٹر ہے۔ ادھر بس ہم پانچ ہی ہیں۔ باس اور

مائیکل تم لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے آئے تھے۔ بولتے بولتے اس آدمی کے گلے سے خرخراہٹ کی آواز نکلنے لگی۔'' تو طاہر نے اپنا پاؤں پیچھے ہٹا لیا۔ اور پھر اس کو الیکٹرانک کرسی پر ڈال کر کرسی کا بٹن دبا دیا۔

''تمھارے ساتھی نے تمھیں جیری کے نام سے بلایا تھا۔'' طاہر نے کہا۔ تو جیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمھاری چیف باس سے کیا بات ہوئی ہے۔ اور تمھارا تعلق کونسی ایجنسی سے ہے۔'' طاہر نے پوچھا۔

''چیف میٹنگ میں مصروف تھا۔ اس لیے اس سے بات نہیں ہوئی۔ میرا تعلق ون آئی کے ڈیتھ سیکشن سے ہے۔ جس کا چیف یہ راجر تھا۔ مگر تم نے میرے ساتھیوں کو کیسے مارا۔ وہ تو مارشل آرٹ کے ماسٹر تھے۔'' جیری نے اب نارمل ہو چکا تھا۔

''تمھارے ساتھیوں کا سامنا گرینڈ ماسٹر سے ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنی ہڈیاں تڑوا بیٹھے۔'' تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جیری......ہم دونوں نے تل ابیب پہنچنا ہے۔ اگر تم نے ہمیں تل ابیب پہنچنے کا محفوظ طریقہ بتا دیا تو ہم تمھیں زندہ چھوڑ کر چلیں جائیں گے۔'' طاہر نے کہا۔

''کیا تم مجھے واقعی ہی میں چھوڑ دو گے۔'' جیری نے جلدی سے پوچھا۔

''ہاں......مگر شرط ہی ہے کہ تم ہمیں تل ابیب جانے کا محفوظ طریقہ بتاؤ۔'' طاہر نے کہا

''تم ون آئی کے ڈیتھ سیکشن کا ہیلی کاپٹر کا استعمال کر سکتے ہو۔ کیونکہ باس راجر اپنے ہیلی کاپٹر میں آیا تھا۔'' جیری نے کہا۔

''اوہ......ویری گڈ۔کہاں ہے ہیلی کاپٹر۔'' طاہر نے جلدی سے پوچھا۔ توراجر نے ہیلی کاپٹر کی لوکیشن بتادی۔

''تنویر اس کو ہاف آف کر دو۔میں باقی ساتھیوں کو کال کر کے ادھر ہی بلا لیتا ہوں۔ان حالات میں ہیلی کاپٹر محفوظ رہے گا۔'' طاہر نے اپنی واچ پر وقت ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا۔جیسے ہی گھڑی کی سوئی بارہ پر پہنچی تو طاہر نے واچ کی سائڈ پر لگا ہوا ایک بٹن باہر کی طرف کھینچا۔اس کے ساتھ ہی واچ ٹرانسمیٹر میں تبدیل ہو چکی تھی۔یہ عمران کی اپنی ایجاد تھی۔جس کو اس نے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر کا نام دیا تھا۔اس کی کال بھی لانگ رینج تھی اور کسی رسیور پر ٹریس ہونے کا امکان بھی نہیں تھا۔جب تک واچ کو مخصوص وقت پر سیٹ کر کے اس بٹن کو نہ دبایا جائے۔وہ ایک گھڑی کی طرح ہی کام کرتی تھی۔اور دیکھنے میں بھی ایک عام گھڑی جیسی تھی۔

''طاہر کالنگ پرنس۔......'' طاہر نے سب سے پہلے عمران کو کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس پرنس اٹنڈنگ۔'' چند لمحوں کے بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

''پرنس تل ایب جانے کا ایک محفوظ ذریعہ ملا ہے۔اس لیے سب ساتھی ادھر آجائیں۔تو اس ذریعے کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔'' طاہر نے مختصراً بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ طاہر۔تم باقی ساتھیوں کو بھی فوری کال کر کے واپس بلا لو۔اور ان کو بھی اپنی لوکیشن بتادو۔'' عمران نے کہا۔تو طاہر نے جیری سے لی گئی انفارمیشن کے مطابق لوکیشن بتادی۔اس کے بعد اس نے باری باری سب ساتھیوں کو کال کر کے پہنچنے کے لیے کہا۔

آدھے گھنٹے کے بعد سب ہیلی کاپٹر میں بیٹھے تل ایب کی طرف جا رہے تھے۔تنویر نے طاہر کے منع کرنے کے باوجود باقی سب ساتھیوں کے آنے سے پہلے جیری کی گردن توڑ دی تھی۔کیونکہ تنویر کے مطابق دشمن کو زندہ چھوڑنا اپنے آپ کے ساتھ زیادتی تھی۔

ٹائیگر ہنری کے روپ میں آئل پلانٹ میں پہنچ چکا تھا۔آئل پلانٹ آبادی سے کافی دور ہٹ کر تھا۔ چیکنگ کے مراحل کو اس نے با آسانی عبور کر لیا تھا۔ ہنری کے مطابق ہر روز پہلے سب سپر وائزرز کو اس دن کے کام کی بریفنگ دی جاتی تھی۔ پھر ایک مشینی رستے پر چل کر ان کو آئل پلانٹ کے مختلف حصوں میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ جہاں پر بریفنگ کے مطابق کام کرتے تھے۔ پھر ڈیوٹی آف ہونے کے بعد پھر سے مشینی رستے سے آئل پلانٹ کے بیرونی دروازے سے ہوتے ہوئے ملٹری چیکنگ ائریا سے گزر کر کار پارکنگ میں جاتے تھے۔

ٹائیگر کی ڈیوٹی اس وقت جس شعبے میں تھی۔ وہاں پر دو سو ربوٹ کام کر رہے تھے۔ٹائیگر کیونکہ گیسوں کا ماہر سائنسدان تھا۔اس لیے اس کو معلوم تھا کہ اگر

گیسز کو مخصوص طریقے سے کام میں لایا جائے تو اس سے ہونے والی تباہی ڈبل میگا پاور بم سے کم نہیں ہوتی۔ٹائیگر اپنے ساتھ مخصوص قسم کی جو گیس لے کر آیا تھا۔وہ مختلف گیسوں کا مجموعہ تھی جو اس کے اپنے تجربات پر مشتمل گیسوں کا مرکب تھی۔اب اس گیس کو کسی بھی اٹیمک انرجی بیٹری کے شیل میں مکس کرنا تھا۔ پھر جیسے ہی اس گیس کو اٹیمک انرجی بیٹری کی مخصوص حدت ملتی۔تو یہ گیس تیزی سے پھیل کر ایٹمک انرجی کی مخصوص بیٹریوں کو اس حد تک گرما دیتی تھی۔ کہ وہ کسی میگا بم کی طرح پھٹ جاتیں۔اور اگر اس تباہی میں آئل بھی شامل ہو جاتا تو بس اس جگہ پر قیامت کا ہی منظر بننا تھا۔

ٹائیگر کچھ دیر تو بریفنگ کے مطابق کام کرتا رہا۔پھر ٹائیگر جا کر ایک طرف پڑی کرسی اور ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ٹائیگر نے ٹیبل پر پڑا ہوا پن اٹھایا اور اس سے کاغذ پر لکھنے لگا۔ پھر ٹائیگر نے لکھتے لکھتے پن اس انداز میں نیچے پھینکا۔ کہ ایسا لگا جیسے پن اس کے ہاتھ سے اچانک گر گیا ہو۔ٹائیگر جھکا اور پھر اس نے بجلی کی تیزی سے اپنے رائٹ بوٹ کی ایڑی کھسکائی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی بوتل جو ایک مخصوص قسم کے کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی۔اس کو اپنے سیدھے ہاتھ میں چھپا لیا۔ٹائیگر انتہائی محتاط رہ کر سب کام کر رہا تھا۔تاکہ اگر کوئی خفیہ کیمرہ بھی نگرانی کر رہا ہو تو اس سے دیکھنے والے کو شک نہ پڑے۔ اس کے بعد ٹائیگر اٹھ کر مختلف جگہوں پر ٹہلنے لگا۔ جیسے وہ مختلف مشینوں کی کارگردگی چیک کر رہا ہو۔مگر ٹائیگر کو اٹیمک انرجی بیٹری مشین سسٹم ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ ٹائیگر کو اپنا بنایا پلان فیل ہوتا نظر آنے لگا۔اسی دوران ٹائیگر کی نظر اپنے سامنے گزرنے والے ایک ربوٹ پر پڑی۔تو ٹائیگر کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔ٹائیگر چلتا ہوا اس ربوٹ کے پیچھے گیا۔دراصل اس کو اچانک خیال آ گیا

تھا۔ کہ جدید ربوٹ میں بھی اٹیمک انرجی بیٹری لگائی جاتی ہیں۔ تا کہ ربوٹ کی لائف بڑھ جائے اور اس کے کام میں خلل نہ آئے۔ جب اس نے ربوٹ کے بیٹری والے حصے کو چیک کیا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ ٹائیگر اب جلد سے جلد ڈیوٹی کا وقت گزارنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس ربوٹ کو نکارہ کیے بغیر اس کی ایٹمک بیٹری تک رسائی ممکن نہ تھی۔ ٹائیگر ٹول روم پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ جہاں پر وہ اس کو اپنے مطلب کے اوزار نظر آ گئے تھے۔ جب ڈیوٹی ختم ہونے میں پندرہ منٹ باقی رہ گئے تو ٹائیگر ٹول روم تک گیا۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق اوزار لے کر آ گیا۔ چند منٹوں میں ٹائیگر نے ایک ربوٹ کو بے کار کر کے اس کی بیٹری میں گیس ملا دی تھی۔ پھر پھرتی سے اس نے ربوٹ کو بند کر دیا۔ مگر ربوٹ اب استعمال کے قابل نہیں رہا تھا۔ یہ رسک لیے بغیر کوئی رستہ نہ تھا۔ ڈیوٹی کا وقت ختم ہو گیا۔ تو ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا۔ مشینی رستے کی جانب بڑھ گیا۔ پھر کچھ دیر میں وہ ملٹری ایریا سے گزر کر پارکنگ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ اچانک ایک تیز آواز سن کر اس کو رکنا پڑا۔

''مسٹر ہنری۔ رکیے۔'' ایک فوجی نے سامنے آتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے آفیسر۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی میسج آیا ہے۔ کہ آپ کے سیکشن کا ایک ربوٹ آف ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو واپس بلایا جا رہا ہے۔'' فوجی نے کہا۔

''اوہ۔ تو چلو۔ واپس۔'' ٹائیگر نے اطمینان سے مڑتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر جب ملٹری بیس میں واپس پہنچا۔ تو اس نے فوجی کو پانی پلانے کا کہا۔ فوجی ٹائیگر کو واپس بلانے کی کال کو ویسے ہی روٹین کال سمجھ رہا تھا۔ اس وجہ سے وہ بھی ٹائیگر کے ساتھ دوستانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔ کیونکہ ربوٹس کبھی کبھار خراب

ہو جایا کرتے تھے۔ تو ان پر کام کرنے والے سپروائزرز کو ربوٹ کو صحیح کرنے کے لیے بلا لیا جاتا تھا۔ ٹائیگر کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ کیونکہ اگر ربوٹ کی چیکنگ کی جاتی تو یہ بات واضح ہو جاتی تھی۔ کہ ربوٹ کا بیٹری سیکشن اوپن کیا گیا ہے۔ وہ فوجی جیسے ہی ایک طرف بنے کمرے میں پانی لینے گیا۔ تو ٹائیگر بھی اس کے پیچھے پہنچ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر زور سے وار کیا۔ تو وہ کراہتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ ٹائیگر نے جلدی سے اس کی یونفارم اتاری اور اس کو اپنے لباس کے اوپر ہی پہن لیا۔ اور ٹوپی اپنے چہرے پر کافی حد تک جھکا لی۔ دھماکہ ہونے میں دس منٹ باقی بچ گئے تھے۔ ٹائیگر اس لیے اس جگہ سے جلد سے جلد دور ہونا چاہتا تھا۔ ٹائیگر نے تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا اور واپس جانے کے لیے کار پارکنگ کی طرف مڑ گیا۔

''شیفرڈ تم ادھر کہاں جا رہے ہو۔'' کرخت آواز سنائی دی۔ ٹائیگر اچانک لڑکھڑایا اور ایسے گر گیا جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔

''اوہ شیفرڈ...... تمھیں کیا ہوا۔'' اس کے ساتھ ہی کوئی بھاگتا ہوا ٹائیگر کی طرف بھاگا۔ جیسے ہی اس آدمی نے قریب پہنچ کر اوندھے گرے ٹائیگر کو سیدھا کرنا چاہا۔ ٹائیگر نے اپنے ہاتھوں کو اس کی گردن کی گرد باندھ کر ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اس کی گردن توڑ دی۔ عین اسی لمحے ٹائیگر نے سائرن کی آواز سنی۔ جو تیزی سے بلند ہوتی جا رہی تھی۔ ٹائیگر نے زمین پر گرے فوجی کی رائفل اٹھائی ہی تھی۔ کہ سامنے سے ایک فوجی جیپ آتی نظر آئی۔ ٹائیگر نے یکلخت اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر بلند کر لیے۔ جیپ میں چار فوجی تھے۔ جنھوں نے اپنی رائفلیں ٹائیگر کی طرف تانی ہوئی تھیں۔ جیسی ہی جیپ رکی۔ اگلی سیٹ پر بیٹھا فوجی تیزی سے اتر کر

ٹائیگر کی طرف بڑھا۔

''خبردار یہ سب کیا ہو رہا ہے۔تمھارا سیکشن کونسا ہے۔'' فوجی جو اپنے یونفارم سے کیپٹن لگ رہا تھا۔سخت لہجے میں پوچھا۔

''جناب یہ دیکھیں۔یہ میرے پاس کیا ہے۔'' ٹائیگر نے نفسیاتی داؤ کھیلتے ہوئے کہا۔

کیپٹن بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھ آیا۔جیسے ہی وہ ٹائیگر کے پاس پہنچا۔ ٹائیگر نے اچانک اپنا بازو اس کی گردن کے گرد ڈال کر اس کو اپنے سامنے کر لیا۔اس کی گرفت اتنی سخت تھی۔کہ کیپٹن کا سانس رکنے لگ پڑا۔کیپٹن اپنے فوجیوں کو کہو۔کہ جیپ سے نیچے اتر کر ہتھیار پھینک دیں۔فوجیوں کی رائفلز کا منہ نیچے ہو گیا تھا۔ٹائیگر اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔جیسے ہی فوجیوں نے اپنی رائفلز کا منہ نیچے کیا۔ٹائیگر نے کیپٹن کو زور سے دھکا دیا۔اور اگلے ہی لمحے اس کی رائفل نے اس قدر تیزی سے گولیاں برسائیں۔کہ جیپ میں کھڑے فوجیوں کو اپنی رائفلز سیدھی کرنے کا بھی موقع نہ ملا۔اور وہ اپنے ہی خون میں رنگ گئے۔ٹائیگر نے رائفل کا رخ موڑا۔اس بار اس کا نشانہ کیپٹن بنا۔فضاء فائرنگ سے گونج اٹھی تھی۔ اچانک بہت سی جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ٹائیگر جلدی سے جیپ کی طرف بڑھا۔اس کا ارادہ اس جیپ میں فرار ہونے کا تھا۔دھاکہ ہونے میں پانچ منٹ رہ گئے تھے۔کیونکہ گیس کا کیمیائی عمل آدھے گھنٹے کے بعد مکمل ہوتا تھا۔جس کے بعد وہ کسی بھی لمحے پھٹ سکتی تھی۔دور سے فوجی جیپیں تیز رفتاری سے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔ٹائیگر کو جیپ کی پچھلی سیٹ پر ایک جدید راکٹ گن نظر آ گئی تھی۔ٹائیگر نے فرار کا ارادہ ترک کر کے مقابلے کا سوچ لیا۔اس نے جلدی سے راکٹ گن اٹھائی۔اس کا میگزین بھی فل لوڈ

تھا۔ٹائیگر نے جیپ کے پیچھے چھپ کر اپنی پوزیشن بنائی اور پھر جیسے ہی سب سے پہلی جیپ اس کی راکٹ گن کی رینج میں آئی۔ٹائیگر نے فائر کر دیا۔اس کے بعد وہ مسلسل فائر کرتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں تمام جیپیں بغیر فائرنگ کیئے تباہ ہو چکی تھیں۔ٹائیگر جلدی سے جیپ میں بیٹھا۔اور جیپ کو تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا آئل پلانٹ سے دور ہوتا چلا گیا۔کیونکہ اب آئل پلانٹ کسی بھی لمحے تباہ ہو سکتا تھا۔اسی وقت فضاء ہیلی کاپٹروں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ٹائیگر گاڑی کو ممکنہ حد سے بھی تیز چلا رہا تھا۔ اچانک فضاء زوردار دھماکوں سے گونجنے لگی۔ آئل پلانٹ کی جگہ سے دھویں کے بادل تیزی سے بلند ہو رہے تھے۔ایسا لگ رہا تھا کہ آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا ہو۔اسی وقت ایک ہیلی کاپٹر جیپ کے اوپر پہنچ چکا تھا۔ٹائیگر جیپ کو زگ زیگ کے انداز میں دوڑا رہا تھا۔اب وہ شہری حدود میں داخل ہو چکے تھے۔کہ ایک دم ٹائیگر نے جیپ کو ایک زوردار جھٹکے سے روکا۔کیونکہ ایک میزائل جیپ سے ٹکرانے ہی والا تھا۔اب ٹائیگر کے پاس کوئی اور چارہ نہ تھا۔تو اس نے جیپ کو ایک جھٹکے سے روکا اور جیپ سے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ جیپ ایک دھماکے سے ہوا میں اڑ گئی۔ٹائیگر اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا۔چند لمحوں کے بعد وہ ایک گلی میں پہنچ گیا۔اب سڑکوں سے بھی سائرن کی تیز آوازیں آنی شروع ہو گئیں تھی۔ٹائیگر نے چند لمحے کے لیے سوچا۔پھر تیزی سے دوڑتا ہوا ایک گلی سے نکل کر دوسری گلی بھی گھستا چلا گیا۔گلیوں کی وجہ سے ہیلی کاپٹر بھی اس کا سراغ کھو بیٹھے تھے۔ٹائیگر نے گلی کے درمیان بنے گٹر کا ڈھکن اٹھایا۔اور پھر گٹر کے اندر اتر کر اس نے گٹر کے ڈھکن کو برابر کر دیا۔گٹر میں شدید بدبو تھی۔مگر ٹائیگر یقینی خطرے سے نکل چکا تھا۔کیونکہ انسان قریب کی چیزوں کو پہلے نظر انداز کرتا ہے۔اس لیے ٹائیگر کو یقین تھا۔کہ گٹر کی تلاشی کا کسی کو بھی خیال نہیں آئے گا۔۔ٹائیگر

گٹر ہی میں چلتا ہوا بڑھتا جا رہا تھا۔ گٹر لائن میں چلتا ہوا ٹائیگر اس علاقے سے کافی دور نکل آیا۔

راموس دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے کرسی پر بیٹھا تھا۔ آئل پلانٹ کی تباہی کے بعد صدر اور وزیر اعظم نے اس کی اور ون آئی کی کھل کر بے عزتی کی تھی۔ مگر راموس کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پاکیشیا سکرٹ سروس اور ٹائیگر کو کیسے روکا جائے۔ آئل پلانٹ کی تباہی کی تفتیش کے دوران یہ بات سامنے آ گئی تھی۔ کہ یہ کام ایک ایسے آدمی کا تھا۔ جس کا قد و قامت ٹائیگر سے ملتا تھا۔ اب راموس کو افسوس ہو رہا تھا۔ کہ اس نے ٹائیگر کو ون آئی کا ٹاپ ایجنٹ بنانے کے لیے پاکیشیا سے کیوں اغوا کیا۔ راموس کے ماتھے پر شکنوں کا جال سا پڑا صاف نظر آ رہا تھا۔ کہ اچانک کمرے کی خاموشی کو فون کی گھنٹی نے ختم کر دیا۔ راموس نے چونکتے ہوئے فون کو دیکھا۔

''یس۔......'' راموس نے فون کا ریسور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

''چیف......ڈیتھ سیکشن سے میجر جارج بول رہا ہوں...... باس راجر اور نمبر ٹو مائیکل کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔ مگر اس کے لہجے میں سختی کا عنصر قدرتی تھا۔ جو بہر حال محسوس کیا جا سکتا تھا۔

'''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیسے ہوا یہ سب۔'' راموس نے چیختے ہوئے

کہا۔

''چیف حالات کے تجزیہ کے مطابق مائیکل نے باس راجر کو فون کر کے بتایا تھا کہ اس نے دو مشکوک افراد کو مارک کیا ہے۔ مائیکل کی فون کال سننے کے بعد باس راجر چیکنگ سیکشن کے اڈے پر اپنے ہیلی کاپٹر پر گئے تھے۔مگر اب اڈے پر موجود چار ممبران اس انداز میں ہلاک ہوئے ہیں۔جیسے وہ فائٹ کے دوران مارے گئے ہوں۔جبکہ ایک ممبر کی لاش بندھی ہوئی حالت میں ملی ہے۔مائیکل کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔جبکہ باس راجر کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ باس راجر کا ہیلی کاپٹر چیکنگ سیکشن سے نہیں مل سکا۔وہ ہیلی کاپٹر آج صبح تل ابیب کے پاس ایک ویران سڑک پر ملا ہے۔اس کے بعد کی چیکنگ سے ایک ٹرک ڈرائیو کے مطابق ہیلی کاپٹر سے چھ افراد اترتے دیکھے گئے تھے۔جو اس سڑک کے قریب ہی اپنے ٹرک کو ٹھیک کر رہا تھا۔اس کے مطابق چھ افراد اس ہیلی کاپٹر سے اترے تھے۔اور ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔میں نے تل ابیب میں ون آئی کے سیکشن کو الرٹ کر دیا تھا۔اور اب کچھ دیر پہلے اطلاع ملی ہے۔کہ ایک ایجنٹ نے مختلف ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد رپوٹ دی ہے کہ اس خلیے کے مطابق چھ افراد مارننگ ریسٹوران میں گئے ہیں۔مگر ادھر چھاپہ مارنے کے لیے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔کیونکہ آپ جانتے ہیں۔مارننگ ریسٹوران۔مارننگ گروپ کی ملکیت ہے اور مارننگ گروپ کے ڈرائیکٹرز حکومت کے خاص ہیں۔ان کے ایک اشارے پر صدر اور وزیراعظم بھی اپنا ارادہ بدل دیتے ہیں۔'' میجر جارج نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔۔ ویری گڈ میجر۔تم میں واقعی بہترین صلاحتیں موجود ہیں۔آج

سے تم میرے نمبر ٹو ہوا اور راجر کی جگہ ڈیتھ سیکشن کے باس ہو۔تمھاری تقرری کے احکامات ابھی تحریری شکل میں تمام سیکشنز کو مل جائیں گے۔تم چھاپے کی تیاری کرو۔ اگر وہ پاکیشیا سکرٹ سروس کا گروپ ہے۔تو چاہے پورا مارننگ گروپ کی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے۔مگر وہ ایجنٹس بچنے نہیں چاہیں۔صدر اور وزیراعظم کو میں خود دیکھ لوں گا۔'' راموس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔اور فون رکھ دیا۔

ہیلی کاپٹر تیز رفتاری سے اڑتا ہوا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر عمران خود موجودتھا۔ جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر طاہر بیٹھا تھا۔ اور باقی سب ساتھی پیچھے موجود تھے۔ اچانک ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر کال ریسور ہونے لگی۔ عمران نے طاہر کو کال اٹنڈ کرنے کا اشارہ کیا۔

''راجر سپیکنگ۔ ڈیتھ سیکشن۔ ون آئی۔'' طاہر نے راجر کے لہجے میں پورا ریفرنس دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ سوری سر۔ روٹین چیکنگ کی وجہ سے کال کی ہے۔'' یہ کہتے ساتھ ہی دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔

''کیا دہشت ہے۔ صرف نام سن کر ہی بھاگ گئے ہیں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے طاہر صاحب کی فائٹنگ سٹائل بہت منفرد ہے۔ میں ان سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ جس طرح انھوں نے خالی ہاتھ پانچ دشمنوں کی گردنیں اور جسم کی ہڈیاں توڑیں ہیں۔ اس کے بعد سے تو مجھے لگتا ہے کہ عمران کو طاہر صاحب کی شاگردی اختیار کر لینی چاہیے۔'' تنویر نے دخل اندازی کرتے ہوئے عمران پر طنز کرتے ہوئے

کہا۔

''نہیں مسٹر تنویر۔ میں تو خود عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ یہ تھوڑے بہت جو داؤ آتے ہیں۔ یہ عمران صاحب کے ہی سکھائے ہوئے ہیں۔'' طاہر نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ مجھے بدنام کیوں کر رہے ہو بھائی۔ تم جیسے خطرناک ایجنٹس کے سامنے مجھ معصوم پرندہ صفت انسان کی کیا مجال ہے۔'' عمران نے کہا۔

''عمران صاحب یہ درندہ صفت تو سنا ہے۔ مگر یہ پرندہ صفت کیا ہوتا ہے۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''درندہ صفت کا الٹ ہوتا ہے۔ بے شک تنویر سے پوچھ لو۔ کیوں تنویر۔'' عمران نے مڑ کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ مجھ سے بکواس کی تو گولی مار دوں گا۔'' تنویر نے غصے سے کہا۔

''مگر مجھے تو ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔ مجھے تو ٹانک دیا جاتا ہے۔'' عمران نے معصوم انداز میں کہا۔

''کیا منع کیا ہے۔ ڈاکٹر نے۔'' تنویر نے بے خیالی میں پوچھ لیا۔

''گولی۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صرف بکواس ہی کرنی آتی ہے۔ کاش صرف اگر تمھاری زبان نہ چلتی ہوتی۔ تو تم واقعی ہی میں قوم کے لیے سرمایہ ہوتے۔'' تنویر نے غصے سے کہا۔

''چلو زبان چلنا تو پھر بھی ٹھیک ہے...... مگر کئی لوگ ہیں جن کا دماغ چل جاتا ہے۔ کیوں تنویر۔'' عمران نے تنویر پر ایک بار پھر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب تل ایب میں کہاں اتریں گے۔" اس سے پہلے تنویر غصے سے کچھ بولتا۔صفدر نے بات بدلنے کے لیے کہا۔

"بس ہم لوگ تل ایب کے قریب ہی ہیں۔شہر کے قریب کسی بھی ویران جگہ پر ہیلی کاپٹر اتارا جا سکتا ہے۔اس کے بعد شہر میں داخل ہونے کے بعد ٹیکسیاں لے کر مارننگ ریسٹوران جایا جائے گا۔مقامی کرنسی ہم لوگوں کے پاس وافر مقدار میں ہے۔مگر ٹیکسیاں بدل کر جانا ہوگا۔تاکہ کسی ایجنسی کی پکڑ میں نہ آسکیں۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہوشیار ہم لوگ اتر رہے ہیں۔" عمران نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

پھر دو گھنٹے کے بعد وہ سب مارننگ ریسٹوران کے تہہ خانے میں ناشتہ کر رہے تھے۔

"جناب ڈیتھ سیکشن نے حملہ کر دیا ہے۔آپ لوگ سرنگ کے رستے نکل جائیں۔سرنگ کا اختتام ہمارے ایک خفیہ اڈے پر ہوگا۔" اچانک ریسٹوران کے مینجر نے آ کر کہا۔

"کیا وہ یہ رستہ تلاش نہیں کر پائیں گے۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں پرنس۔اس کا انتظام پہلے سے کیا ہوا ہے۔" مینجر نے جیب سے ایک ریموٹ نکال کر اس کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔تو ایک جانب سے فرش سرک گیا۔وہاں پر ایک سرنگ نظر آ رہی تھی۔

تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا سب ہی بجلی کی تیزی سے سرنگ میں دوڑتے چلے گئے۔عمران اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد مینجر نے جلدی سے سرنگ کا فرش برابر کیا۔اور پھر ناشتے کے برتن اٹھاتے ہوئے ریموٹ پر موجود

ایک اور بٹن کو دبا دیا۔بٹن کے دبتے ہی کمرے میں گرد چاروں طرف سے گرنے لگی۔کچھ ہی دیر میں کمرہ ایسا ہو چکا تھا۔جیسے سالوں سے کمرے کو کھولا نہ گیا ہو۔مارننگ ریسٹوران ایگلز کا خصوصی اڈہ تھا۔اس لیے یہاں ہر طرح کے حفاظتی انتظام کیے ہوئے تھے۔

جیمز وولف سیکشن کا باس تھا۔ جیمز ون آئی میں آنے سے پہلے کارمن کا سپر ایجنٹ تھا۔ اس کے نام پر بڑے بڑے کارنامے موجود تھے۔ مگر پھر جیمز کے کارناموں کی وجہ سے جیمز کو بھی ٹائیگر کی طرح اغوا کر لیا گیا تھا۔ اور اس کو مشینوں کے ذریعے اسرائیل کا اس حد تک غلام بنا دیا گیا تھا۔ کہ اب وہ اسرائیل کے نام کی خاطر اپنا سر تک کٹوانا اپنا مذہب سمجھتا تھا۔ وولف سیکشن نے اسرائیل اور دوسرے ملکوں میں اسرائیل کے مفادات کی ہمیشہ اس طرح حفاظت کی تھی۔ کہ کامیابی وولف سیکشن کی میراث سمجھی جانے لگی تھی۔ اور اس سب کے پیچھے جیمز کی صلاحیتیں تھیں۔ جیمز کو آئل پلانٹ پر حملے کی خبر مل چکی تھی۔ اس لیے وہ اپنے سیکشن کے ساتھ ہیلی کاپٹروں میں آئل پلانٹ پہنچا تھا۔ مگر اسی دوران آئل پلانٹ کسی آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ گیا تھا۔ مگر انھوں نے سڑک پر دوڑتی جیپ کو مارک کر لیا تھا۔ جیمز اس وقت خود بھی ایک ہیلی کاپٹر میں سوار تھا۔ اور سڑک پر دوڑتی جیپ کو نشانہ بنا رہا تھا۔ مگر جیپ کا ڈرائیور انتہائی ماہر تھا۔ جو ہر دفعہ جیپ کو صاف بچا لیتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ شہری حدود میں داخل ہو گئے تھے۔ جیپ اب بھی زگ زیگ انداز میں دوڑ رہی تھی۔ جیمز نے اس بار اکٹھے دو میزائل ایک ساتھ فائر کیے۔ تیزی سے دوڑتی جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

اور اس میں سے ایک آدمی نے بجلی کی تیزی سے چھلانگ ماری اور گلیوں میں گھستا چلا گیا۔ جیمز ہاتھ ملتے رہ گیا تھا۔ کیونکہ اس آدمی کے چھلانگ لگانے اور میزائل کا جیپ پر ٹکرانے کا وقفہ صرف چند لمحے کا تھا۔ مگر جیپ کے ڈرائیور نے خطرہ بھانپ لیا تھا۔ اس لیے جیپ سے اتر کر گلیوں میں بھاگ گیا تھا۔ گلیوں کی وجہ سے اب اس آدمی کی تلاش کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ مگر اس نے اپنے سرچنگ سیکشن کو اطلاع کر دی تھی۔ جس کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں وولف سیکشن کی لاتعداد جیپیں اس جگہ پہنچ گئی تھیں۔ جیمز بھی اپنا ہیلی کاپٹر سڑک کے کنارے اتار چکا تھا۔ اور پاگلوں کی طرح اس آدمی کو گلیوں میں تلاش کر رہا تھا۔ مگر کافی تلاش کے باوجود نہ مل سکا تھا۔ حالانکہ ہوا میں معلق تمام ہیلی کاپٹر فوراً ہی زمین پر اتر گئے تھے۔ تاکہ مجرم کو فرار ہونے کا موقع نہ ملے۔ مگر ان کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ اور وہ آدمی ان کے ہاتھ نہ آ سکا۔ اچانک ٹرانسمیٹر کال ریسو ہونے لگی۔

''وولف......'' جیمز غرایا۔ جیمز کے سیکشن کا نام جیمز کی سفاکی کی وجہ سے ہی وولف رکھا گیا تھا۔ اور جیمز وولف کے نام سے ہی مشہور تھا۔

''باس ٹیری بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک شخص کو مشکوک انداز میں سینٹرل زون روڈ کے ایک مین ہول سے نکلتے دیکھا گیا ہے۔ اور یہ مین ہول لوئر زون روڈ کے ساتھ منسلک ہے۔ جہاں سے مجرم فرار ہوا تھا۔'' ٹیری نے ایک ہی سانس میں رپوٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ......ویری گڈ۔ ٹی زیڈ ریز کی مدد سے اس کو نظروں میں رکھو۔ جب وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے تو مجھے فوراً اطلاع کرو۔'' جیمز نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد اس کو اطلاع دی گئی کہ مطلوبہ شخص ڈریگون کلب میں گیا ہے۔

''کلب میں فوری طور پر بڑی مقدار میں بے ہوشی کی گیس فائر کرو۔ اور ٹی زیڈ ریز کی مدد سے مجرم کو ڈھونڈ کر ہیڈ کواٹر لے آؤ۔ اور ڈریگون کلب کے مالک اور مینجر سب کو ہلاک کر دو۔ پورے ڈریگون کلب کو تباہ کر دو۔ جس نے اسرائیل کے دشمن کو پناہ دی ہے۔ میں ہیڈ کواٹر پہنچ رہا ہوں۔'' جیمز غصے سے چلایا۔ اور کال آف کر دی۔

ٹائیگر اس وقت ڈریگون کلب میں موجود تھا۔ بلیک کو اپنے کسی ارجنٹ کام سے واپس ایکریمیا جانا پڑ گیا تھا۔ مگر وہ رے کی ڈیوٹی لگا کر گیا تھا۔ کہ ٹائیگر کی ہر قسم کی مدد کی جائے۔ گٹر میں چلنے کی وجہ سے ٹائیگر کو اپنے جسم میں سے بدبو اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس وجہ سے اس نے پہلی فرصت میں غسل کر لیا تھا۔ اور اب رے کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ کہ اچانک اس نے اپنا سر چکراتا محسوس کیا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ بے ہوشی کی گیس فائر کی ہے۔ ٹائیگر نے اپنا ذہن بلینک کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اب اتنی گیس ٹائیگر کے دماغ میں چڑھ چکی تھی۔ کہ سانس بند کرنے کا فائدہ نہیں تھا۔ وہ کسی بھی لمحے بے ہوش سکتا تھا۔ رے پہلے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر چکا تھا۔ پھر ٹائیگر کے احساسات پر بھی سیاہ چادر پڑ گئی۔

پھر ٹائیگر کے ذہن میں جگنو جگمگانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے اپنی آنکھ کھول کر دیکھی۔ اس کو ایک ٹارچر سیل میں باندھا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک کرسی پر رے بھی موجود تھا۔ اس کو بھی کرسی پر جکڑ کر رسیوں کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ کمرہ اس وقت خالی تھی۔ ٹائیگر اپنی مخصوص ورزشوں کی وجہ سے اور ذہن کو بلینک کرنے کی وجہ سے بہت جلدی ہوش میں آ گیا تھا۔

ٹائیگر نے محسوس کرلیا تھا کہ اس کے ناخنوں کے بلیڈز اتار دیئے گئے ہیں۔اس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر کو باندھنے والے کافی تربیت یافتہ تھے۔رسیاں کچھ انداز میں باندھی گئیں تھی۔کہ ٹائیگر جتنا اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتا۔رسیاں اتنی ہی سختی سے اس کے جسم میں دھنس جاتی تھیں۔وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔مگر ٹائیگر اپنے آپ کو چھڑا نہیں پا رہا تھا۔کرسی کے پائے بھی زمین پوری طرح دھنسے ہوئے تھے۔وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔مگر ٹائیگر نے اپنی کوشش جاری رکھی۔کچھ دیر بعد اس نے گانٹھ کا سرا محسوس کرلیا۔اب وہ باندھنے کے انداز کو سمجھ چکا تھا۔ٹائیگر نے جلدی سے رسی کی گانٹھ کھول لی۔اور پھر اپنے گرد سے رسی کے بل کھول کر کچھ ہی دیر میں آزاد ہو چکا تھا۔ٹائیگر ابھی آزاد ہوا ہی تھا۔کہ کمرے کا دروازہ پورے زور سے کھلا۔اور ایک گنجے سر والا قوی ہیکل شخص اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں انجکشن نظر آ رہا تھا۔

''اوہ تم ہوش میں آ گئے۔اور آزاد بھی ہو گئے ہو۔'' اس گنجے نے چونکتے ہوئے کہا۔اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پسٹل نکال لیا۔مگر اس سے پہلے وہ فائر کرتا۔ٹائیگر نے بجلی کی تیزی سے ہوا میں جمپ کی اور دوسرے ہی لمحے اس کی دونوں ٹانگیں گنجے کے سر پر پڑیں۔اور وہ چیختا ہوا نیچے گر گیا۔مگر نیچے گرتے ہوئے اس نے اپنا پسٹل والا ہاتھ سیدھا کیا اور اندھا دھند فائرنگ کر دی۔مگر ٹائیگر ایک بار پھر بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا۔اور نیچے گرا ہوا انجکشن اٹھا کر اس کی سوئی گنجے کی شہ رگ میں اتار دی۔گنجا ذبح کیے ہوئے بکرے کی طرح تڑپ رہا تھا۔اسی وقت ٹارچر سیل کا دروازہ میکانک انداز میں بند ہو گیا۔اور چھت سے زرد رنگ کا دھواں نکل کر کمرے میں بھرنے لگا۔

ٹائیگر نے جلدی سے اپنا سانس بند کرلیا۔اور گنجے کے ہاتھ سے پسٹل

لے کر اپنے سیدھے میں پکڑ لیا۔دھواں مسلسل نکل رہا تھا۔ٹائیگر کے لیے اب مزید سانس روکنا مشکل ہو رہا تھا۔پھر ٹائیگر کے احساسات تاریک ہوتے چلے گئے۔

ٹائیگر کی جب دوبارہ آنکھ کھلی۔تو اسی ٹارچر سیل میں تھا۔مگر اس بار اس کا جسم بے حس تھا۔سامنے ایک قوی ہیکل جوان بیٹھا ٹائیگر کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔اس کے پیچھے تین آدمی ہاتھوں میں مشین گنز لیے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔جبکہ گنجا ہاتھ میں ایک بڑی سی تلوار لیے کھڑا تھا۔اس کے گلے پر پٹیاں بندھی نظر آ رہی تھیں۔

''ہونہہ تو یہ ہے......جس نے اسرائیل کے ساتھ غداری کرنے کی کوشش کی ہے۔'' جیمز نے ٹائیگر کو گھورتے ہوئے کہا۔مگر ٹائیگر کی زبان بھی بے حس ہو چکی تھی۔

اوہ......اس کی زبان بھی بے حس ہے۔جم اسکی بے حسی کو دور کرنے کے لیے اس کو انجکشن لگا دو۔میں اسرائیل کے غدار کو تڑپتا ہوا اور چیختا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔'' جیمز نے گنجے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔'' جم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔اس کے بعد اس نے ٹائیگر کے بے حس جسم کو اٹھایا اور ایک طرف پڑی ہوئی الیکٹرانک کرسی پر بٹھا کر سامنے دیوار میں لگے ہوئے ایک پینل کا بٹن دبایا۔تو ٹائیگر کے ہاتھوں۔کلائیوں اور کمر کے گرد یکلخت لوہے کے کڑے نمودار ہو گئے۔

اس کے بعد جم نے ایک طرف بنی الماری میں سے ایک انجکشن نکالا۔اور ٹائیگر کے قریب پہنچ کر اس کی گردن کی نس میں لگا دیا۔اس کے بعد پھر سے جیمز کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

کچھ دیر میں ٹائیگر کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہو گئے۔اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔اور ایک شخص ہاتھ میں کارڈلیس فون لیے اندر داخل ہوا۔

''باس۔چیف کی کال ہے۔'' اس آدمی نے فون جیمز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔جیمز بات کر رہا ہوں۔''جیمز نے کہا۔

''ویل ڈن جیمز۔آخر کار تم نے ٹائیگر کو گرفتار کر ہی لیا ہے۔لیکن میں اب بھی یہی چاہتا ہوں کہ ٹائیگر کو اسرائیل کا وفادار بنا کر اسرائیل کی طاقت میں اضافہ کیا جائے۔ٹائیگر کی قوت ارادی کو توڑنے کے لیے تم ہر ممکن تشدد کرو۔ایک دفعہ اس کی قوت ارادی ختم ہو گئی تو اس کو اسرائیل کا وفادار آسانی سے بنایا جا سکتا ہے۔مگر خیال رہے۔ٹائیگر مرنا نہیں چاہیے۔لیکن اگر اس کی قوت ارادی ختم نہ ہوئی تو اس کی لاش کو عبرت کا نمونہ بنا دینا۔'' دوسری طرف سے راموس نے جوشیلے انداز میں کہا۔

''مگر چیف۔اس غدار کو ایک اور چانس دینے کی کیا ضرورت ہے۔'' جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جیمز۔مت بھولو کہ میں ون آئی کا چیف ہوں۔اور میری حکم عدولی کی نتیجے میں تمھیں ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔راموس غصے سے چلایا۔

''ویری سوری چیف۔میں تو بس یوں ہی کہہ رہا تھا۔'' جیمز نے گھبرائے ہوئے انداز میں فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''آئندہ سوچ سمجھ کر بولنا۔'' راموس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

''جم تمھارے پاس آدھا گھنٹہ ہے۔اس آدھے گھنٹے میں کمرہ ٹائیگر کی

چیخوں کی سے گونجتے رہنا چاہیے۔مگر جب ٹائیگر اپنی زبان سے اقرار کر لے کہ وہ اسرائیل کا وفادار بننے کو تیار ہے۔تو رک جانا۔مگر اس سے پہلے اس آدمی کو ہوش میں لاؤ۔میں اس سے جاننا چاہتا ہوں۔کہ ٹائیگر اس کے کلب میں کیا کر رہا تھا۔''جیمز نے فون واپس دیتے ہوئے جم سے کہا۔تو جم اثبات میں سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اور پھر ایک بوتل لا کر رے کی ناک کے ساتھ لگا دی۔کچھ ہی دیر میں رے ہوش میں آ گیا۔مگر صورتحال دیکھ کر چونک گیا۔

''تمھارا انداز بتا رہا ہے۔کہ تم تربیت یافتہ ہو۔مگر یہ سمجھ لو۔کہ تم اس وقت وولف کے سامنے بیٹھے ہو۔تمھاری غلط بیانی تمھاری موت کو اذیت ناک بنا سکتی ہے۔'' جیمز نے پوچھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے اپنے شکار کو دیکھ کر بھیڑیے کی آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے۔

''میں سب کچھ بتا دوں گا۔مجھے چھوڑ دو'' رے ہکلایا۔تو جیمز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تمھارا نام بتاؤ۔اور ٹائیگر کے ساتھ تمھارا کیا تعلق ہے۔'' جیمز نے پوچھا۔

''میں رے ہوں۔ڈریگون کلب کا مینجر۔مجھے ڈریگون کلب کے مالک بلیک نے فون کر کے ٹائیگر کی مدد کرنے کو کہا تھا۔مجھے پلیز جانے دو۔میرا کوئی قصور نہیں ہے۔رے خوف سے کانپ رہا تھا۔

بلیک کدھر ہے۔'' جیمز نے پوچھا۔

''وہ ایکریمیا جا چکا ہے۔اس کو ارجنٹ کام آ گیا تھا۔'' رے نے جواب دیا۔

''ایکریمیا میں اس کا ایڈریس بتاؤ۔'' جیمز نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔'' رے نے اس بار بے خوف لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ بلیک کے ساتھ غداری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جیمز نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''ہونہہ۔۔ تو تم نے اسرائیل کے خلاف اس کی مدد کی ہے۔ اس کی سزا صرف بھیانک موت ہے۔ جم اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کے پورے جسم پر تیزاب ڈال دو۔'' جیمز نے سفاک لہجے میں کہا۔

جم نے جیسے ہی رے کے قریب پہنچ کر اپنا تلوار والا ہاتھ ہوا میں بلند کیا۔ رے نے اپنی بندھی ٹانگوں کو ایک ساتھ اوپر اٹھایا۔ اور پھر ایک زوردار ٹھوکر جم کے گھٹنوں پر اس قوت سے لگی۔ کہ جم لڑکھڑاتا ہوا ٹائیگر کی کرسی کے پاس پہنچ گیا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے سر کی ٹکر جم کے جھکے ہوئے سر پر دے ماری۔ جس کی وجہ سے جم چیختا ہوا سر کے بل گر پڑا۔

''اوہ۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میرا کوڑا لے کر آؤ۔'' جیمز نے مسلح آدمیوں کے طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو ایک آدمی جلدی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں خاردار کوڑا تھا۔ جیمز نے کوڑا ہاتھ میں لے کر اس کو ہوا میں لہرایا۔

اور آگے بڑھ کر کوڑا پوری قوت سے ٹائیگر کے جسم پر مار دیا۔ پھر اس کے ہاتھ مشین کی طرح تیزی سے چلتے رہے۔ اور کمرہ شڑاپ شڑاپ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ کوڑا ٹائیگر کے جسم پر جہاں جہاں لگ رہا تھا۔ وہاں وہاں سے خون کی دھاریں نکلنی شروع ہو جاتی تھیں۔ چند منٹ میں ہی ٹائیگر کا جسم لہولہان ہو گیا۔ مگر ٹائیگر نے اپنے دونوں ہونٹ مضبوطی سے جوڑے ہوئے تھے۔ اس کے خلق سے

سسکی کی آواز تک نہ نکلی تھی۔ ٹائیگر یہودیوں کو بتانا چاہتا تھا۔ کہ وہ اسرائیل سے وفاداری کا نام تک بھی اپنی زبان پر نہیں لائے گا۔ چاہے اس پر ہر قسم کا تشدد کر لیا جائے۔

جیمز حیرت سے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کا پورا جسم اس قدر لہولہان ہو چکا تھا۔ کہ لگ رہا تھا کہ جیسے ٹائیگر کا خون جسم کے اندر کی بجائے جسم سے باہر بہہ رہا ہو۔ جیمز نے اس قدر قوت ارادی کا مظاہرہ پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ کہ مخالف کے خلق سے سسکی کی آواز بھی نہ آئی ہو۔ ٹائیگر اس قدر تشدد برداشت کر کے بے ہوش ہو چکا تھا۔ جیمز بھی کوڑے مار مار کر تھک گیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے کوڑا ایک طرف پھینکا۔ اور حیرت کے عالم میں کرسی پر بیٹھ کر ٹائیگر کو تھکنے لگا۔ اب اس کو سمجھ آ رہی تھی۔ کہ راموس ٹائیگر کو اسرائیل کا وفادار بنانے کے لیے اس قدر جذباتی کیوں ہو رہا ہے۔

''جم اس کے جسم کی بینڈیج کرو جلدی۔ کہیں خون زیادہ بہنے کی وجہ سے اس کی موت نہ ہو جائے۔ اور رے کو گولی مار دو۔ یہ ہمارے لیے بے کار ہے۔'' جیمز نے کہا۔

اسی وقت ٹائیگر نے لاشعوری طور پر کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ٹائیگر لاشعوری طور پر پانی مانگ رہا تھا۔ تو جیمز نے اشارے سے پانی پلانے کا کہا۔ جم نے الماری سے پانی کی بوتل نکالی اور اس کو ٹائیگر کے منہ کے ساتھ لگا دیا۔ جب آدھی بوتل پانی ٹائیگر کے خلق میں گیا تو اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آ گئی۔ ٹائیگر نے پھرتی سے اپنے دانت جم کی جیکٹ پر جما دیئے۔ جیسے غصے کی انتہاء پر پہنچ کر وہ اپنے قابو سے باہر ہو گیا ہو۔ جم نے اپنے آپ کو چھرانے کی کوشش کرتے ہوئے ایک زوردار طمانچہ ٹائیگر کے منہ پر مارا۔ تو ٹائیگر کے منہ سے جم کی جیکٹ نکل گئی۔ مگر ٹائیگر اپنے

پلان میں کامیاب ہو چکا تھا۔اس وقت ٹائیگر کے منہ میں جم کی جیکٹ کا بٹن تھا۔جو مضبوط دھات کا لگ رہا تھا۔ دیوار پر موجود پینل ٹائیگر سے اتنے فاصلے پر نہ تھا۔مگر ٹائیگر صیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔

''اوہ......اس قدر زخمی ہو کر بھی یہ لڑائی کا دم خم رکھتا ہے۔'' جیمز نے اس بار تعریفی انداز میں کہا۔تو ٹائیگر کے زخمی چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم یہودی نہیں سمجھ سکتے۔کہ ایک مسلمان باقی مسلمانوں کو بچاتے ہوئے کیا خوشی محسوس کرتا ہے۔تمھارے یہ سارے تشدد اس خوشی کے سامنے چھوٹے رہ جاتے ہیں۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جم تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی ابھی تک۔اس رے کو گولی مار کر۔ ٹائیگر کی بینڈ تیج کر دو۔'' جیمز نے اس بار ٹائیگر کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

جم نے ٹائیگر کے سامنے کھڑے کھڑے ہی اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالا۔اور اس کا رخ رے کی طرف کر دیا۔رے نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔مگر اسی لمحے جب سب کی توجہ رے پر تھی۔ٹائیگر نے اپنے منہ میں موجود بٹن کو زور سے پینل کی طرف پھونکا۔یہ ٹائیگر کا آخری چانس تھا۔ٹائیگر کا نشانہ درست طور پر لگا۔بٹن سیدھا پینل میں لگے ہوئے بٹن پر لگا اور اس بٹن کے دبتے ہی اگلے لمحے ٹائیگر آزاد ہو گیا۔اس سے پہلے کے سب صورتحال کو سمجھتے۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ اپنے سامنے کھڑے جم کے مشین پسٹل پر ڈالا۔اور پھر اس کو جیمز اور باقی مسلح آدمیوں کی طرف دھکا دے کر تیزی سے جیمز کی طرف جمپ کر کے مشین پسٹل کو فائر کر دیا۔کمرہ چیخوں کی آوازوں اور رائفلز کی ریٹ ریٹ سے گونجنے لگا تھا۔

میجر جارج اس وقت خود مارننگ ریسٹوران میں کاؤنٹر پر موجود تھا۔اس کے ڈیتھ سیکشن نے پورے ریسٹوران کو پوری طرح گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

''پاکیشیائی ایجنٹس کہاں چھپا کر رکھیں ہیں۔'' میجر جارج نے جاتے ہی کاؤنٹر مین کے سر پر اپنا پسٹل رکھتے ہوئے پوچھا۔

''جن۔جناب۔پاکیشیائی ایجنٹس۔ک۔کیا مطلب۔''۔کاؤنٹر کلرک کے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''اچھا اب تم ڈیتھ سیکشن سے مطلب پوچھو گے۔تو یہ لو مطلب۔'' میجر جارج نے سفاک لہجے میں کہتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔گولی کاؤنٹر مین کی کھوپڑی توڑتی ہوئی دیوار میں جا کر دھنس گئی۔

''اوہ جناب۔یہ۔۔یہ کیا ہو رہا ہے۔آپ نے اس غریب کو کیوں مار دیا۔'' ایک طرف سے مینجر نے آ کر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں اس پورے ریسٹوران کو آگ لگا دوں گا۔مجھے ہر قیمت پر پاکیشیائی ایجنٹس کا پتہ چاہیے۔'' میجر جارج نے غصے سے کہا۔

''جناب یہاں کوئی نہیں ہے۔آپ چاہیں تو پورے ریسٹوران کی تلاشی

لے لیں۔اس ریسٹوران کے مالکان اسرائیل کے وفاداروں میں سے ہیں۔ہم لوگ تو اسرائیل کے لیے اپنی جانیں دیتے ہیں جناب۔'' مینجر نے کہا۔

''ٹھیک ہے...... تلاشی لے لی جائے گی۔مگر مجھے پاکیشیائی ایجنٹس چاہیں۔'' میجر جارج نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

پھر آدھے گھنٹے کی تلاشی کے بعد میجر جارج کے افراد منہ لٹکائے واپس آگئے۔نہیں باس۔یہاں پر کوئی نہیں ہے۔میجر جارج کے نمبر ٹو فلپ نے کہا۔

'''ہونہہ...... یہاں کوئی تہہ خانہ ملا ہے۔'' میجر جارج نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس باس۔مگر اس کو دیکھ کر لگتا ہے۔جیسے اس کو سالوں سے نہیں کھولا گیا۔پورا تہہ خانہ گرد سے اٹا ہوا ہے۔'' فلپ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے چلو واپس۔اور مینجر اس کاؤنٹر مین کی لاش کو غائب کرا دو۔ ورنہ ڈیتھ سیکشن تمھارے پورے گھر کو تباہ کر دے گی۔'' میجر جارج نے واپس مڑتے ہوئے سفاک لہجے میں کہا۔

''جناب...... یہ کاؤنٹر مین تو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں مارا گیا ہے۔'' مینجر نے جواب دیا۔

''گڈ......'' میجر جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور واپس مڑ گیا۔مینجر کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی۔

''اس ریسٹوران کا کوئی ویٹر اغوا کر کے پوائنٹ زیرو پر لے آؤ۔وہ جگہ ادھر سے قریب ہے۔میں ادھر جا رہا ہوں۔'' ریسٹوران سے باہر جا کر میجر جارج نے فلپ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''باس کیا آپ کو شک ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسی ریسٹوران میں چھپے ہوئے ہیں۔''فلپ نے پوچھا۔

''ہاں...... میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ تو ضرور ہے۔ اس وجہ سے میں اپنا شک دور کرنا چاہتا ہوں۔'' میجر جارج نے اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔آپ کے پہنچنے تک ہم لوگ بھی ویٹر کو اغوا کر کے ادھر پہنچ جائیں گے۔'' فلپ نے جواب دیا۔

کچھ دیر میجر اپنی گاڑی میں بیٹھتا سوچتا رہا۔اس کے بعد گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا پوائنٹ زیرو پر پہنچ گیا۔

ابھی اس کے پہنچے دس منٹ ہی ہوئے تھے۔کہ پوائنٹ زیرو کے انچارج نے آ کر میجر جارج کو مطلوبہ آدمی کے پہنچنے کی اطلاع دی۔تو میجر جارج سر ہلاتا ہوا اٹھ کر پوائنٹ زیرو کے ٹارچر سیل کی طرف بڑھ گیا۔ڈیتھ سیکشن کے پہلے باس راجر نے پورے اسرائیل میں جگہ جگہ اپنے مخصوص اڈے بنا رکھے تھے۔جو ٹارچر سیلز کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ڈیتھ سیکشن کو جو بھی مشکوک افراد ملتے تھے۔انھوں کو اغوا کر کے ایسے ہی کسی ٹارچر سیل میں ٹارچر کرنے کے بعد ان کی لاش کسی بھی سڑک پر پھینک کر اس پر ڈیتھ سیکشن کا کارڈ لگا دیا جاتا تھا۔

میجر جب ٹارچر سیل میں داخل ہوا۔تو ایک طرف کھڑا فلپ جلدی سے اس کی طرف بڑھا۔

''کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی۔'' میجر جارج نے پوچھا۔

''نو باس...... یہ ویٹر اپنی ڈیوٹی ختم کر کے جا رہا تھا۔رستے میں اس کو اغوا

کرلیا گیا۔'' فلپ نے جواب دیا۔

''گڈ۔۔۔۔۔۔'' میجر نے ایک طرف بندھے اڈھیر عمر ویٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔ ویٹر کا رنگ پہلے ہی سفید ہو چکا تھا۔

''جناب میں بے قصور ہوں۔۔۔۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔'' ویٹر نے خوفزدہ انداز میں روتے ہوئے کہا۔

''تمھارا نام کیا ہے۔۔۔۔۔۔'' میجر نے پوچھا۔

''جناب۔۔۔۔۔۔ میں آپ کا خادم برکلے ہوں۔'' ویٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''برکلے اگر تم نے سچ بولا تو نہ صرف تمھیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ ساتھ ہی اتنا انعام دیا جائے گا۔ کہ تم ایسے کئی ریسٹوران کھول سکو گے۔ مگر شرط صرف یہ ہے۔ کہ جو پوچھا جائے اس کا صحیح جواب دیا جائے۔ نہیں تو میرے آدمی سچ اگلوانا بھی جانتے ہیں۔'' میجر کا انداز کسی بھیڑیے کی مانند تھا۔

''جناب۔۔۔۔۔۔ میں آپ کا خادم ہوں۔ مجھے جو بھی معلوم ہوگا۔ میں بتا دوں گا۔ آپ کی خدمت کرنا تو میرا فرض ہے۔'' برکلے نے گرگراتے ہوئے کہا۔

''پاکیشائی ایجنٹس کہاں ہیں۔ مجھے ہر حالت میں ان کا پتہ چاہیے۔'' میجر نے کہا۔ تو برکلے ایک دم سے چونک گیا۔

''جنا۔ جناب۔ یہ پاکیشائی ایجنٹس کیا ہوتے ہیں۔'' برکلے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے چونکنے سے ہی میجر کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔ اس کا شک صحیح نکلا تھا۔

''فلپ اس ویٹر کی یاداشت کمزور ہے۔۔۔۔۔۔ اس کا ایک کان کاٹ دو۔

تاکہ اس کی یاداشت واپس آسکے۔'' میجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہ۔ نہیں۔'' برکلے خوف سے چلایا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کا ایک کان کٹ کر زمین پر گر گیا۔ برکلے درد کی شدت سے چیخ رہا تھا۔ اس کا سر مشینی انداز میں آگے پیچھے جھول رہا تھا۔

''شٹ اپ۔ اگر اب چلائے تو دوسرا کان بھی کاٹ دیا جائے گا۔'' میجر چلایا۔ تو برکلے نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لیے۔ مگر اس کا چہرہ درد کی وجہ سے بگڑ چکا تھا۔

''پاکیشائی ایجنٹس کا پتہ بتا دو۔ تمھارا نہ صرف علاج کر دیا جائے گا۔ بلکہ تمھیں انعام بھی دیا جائے گا۔'' میجر نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔'' برکلے نے کہا۔ تو میجر کی آنکھوں میں مخصوص چمک آ گئی۔ جیسے کسی بھیڑیے کو اپنا پسندیدہ شکار مل گیا ہو۔

''فلپ۔ اس ویٹر کا دوسرا کان بھی کاٹ دو۔ اور اس کے پیروں پر آگ لگا دو۔'' میجر نے اس انداز میں کہا۔ جیسے اس کو بہت لطف آ رہا ہو۔

فلپ نے آگے بڑھ کر بجلی کی تیزی سے برکلے کا دوسرا کان بھی کاٹ دیا۔ کمرہ ایک بار پھر برکلے کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ برکلے کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ پھر درد کی شدت سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

''اوہ۔۔۔۔۔۔ یہ تو بے ہوش ہو گیا۔ اس حالت میں ہی اس کے پاؤں کو چھوڑ کر باقی جسم پر اینٹی فائر گیس فائر کر دو۔ تاکہ اس کا باقی جسم جلنے سے محفوظ رہے۔ یہ معلومات مہیا کرنے سے پہلے نہیں مرنا چاہیے۔'' میجر غرایا۔

تو فلپ نے ایک طرف بنے ریک میں سے ایک سپرے گن اٹھائی اور

اس کو برکلے کے جسم پر فائر کرنے کے بعد اس کے پاؤں پر آگ لگا دی۔ آگ کی جلن محسوس ہوتے ہی برکلے چلاتا ہوا ہوش میں آ گیا تھا۔ برکلے کے دونوں پاؤں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ اور کمرے میں انسانی کھال جلنے کی وجہ سے عجیب بدبو پھیل گئی تھی۔ مگر اس کا باقی جسم جلنے سے محفوظ تھا۔ برکلے کا گلا چیخ چیخ کر بیٹھ گیا تھا۔ برکلے کی چیخیں سن کر میجر جارج اپنا سر مخصوص انداز میں ہلا رہا تھا۔ جیسے اس کو یہ چیخیں سن کر بہت سرور آ رہا ہو۔

”مت جلاؤ۔ بتاتا ہوں۔ مت جلاؤ۔“ مینجر نے ان کو تہہ خانے میں چھپایا تھا۔ برکلے لاشعوری طور پر چلا رہا تھا۔ اتنا درد سہنے کے بعد اس کا شعور ختم ہو گیا تھا۔ اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی تھی۔

میجر نے اپنا پسٹل نکالا۔ اور دوسرے ہی لمحے برکلے کی کھوپڑی کئی حصوں میں بٹ گئی۔

”چلو فلپ۔ مینجر کو نہیں بچنا چاہیے۔ چاہے اس کے لیے پورے ریسٹوران کو ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے۔“ میجر جارج نے غصّے سے کہا۔

کچھ دیر میں میجر جارج پھر سے مارننگ ریسٹوران میں موجود تھا۔ اس کے ڈیتھ سیکشن کے افراد نے ریسٹوران کے پورے عملے کو گرفتار کر لیا تھا۔ مینجر بندھی ہوئی حالت میں میجر جارج کے سامنے زمین پر پڑا ہوا تھا۔

”ہونہہ......تو تم پاکیشیائی ایجنٹس کے بارے میں نہیں جانتے۔“ میجر جارج نے مینجر کی پسلیوں پر پوری قوت سے ٹھوکر مارتے ہوئے نفرت سے کہا۔

”نہیں جناب......آپ کو دردفہمی ہوئی ہے۔“ مینجر نے درد کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

”فلپ خنجر دو۔“ میجر نے سفاک لہجے میں کہا۔ میجر جارج تشدد پسند تھا۔ کسی پر تشدد کر کے اور انسانی چیخیں سن کر اس کو خوشی محسوس ہوتی تھی۔ فلپ نے خنجر میجر جارج کی طرف بڑھا دیا۔

”اب بھی وقت ہے۔ بتا دو۔ اور اپنی جان بچا لو۔“ میجر نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ مینجر نے اس بار با اعتماد لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں اب خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔

”اوہ تمھاری یہ جرات۔“ میجر نے چلایا۔

اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور مینجر کی آنکھ کٹ کر زمین پر گر گئی۔ اس کی آنکھ سے گہرا مواد اور خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ مینجر تیزی سے اپنا سر ہلا رہا تھا۔ اس کی اکلوتی آنکھ درد سے سرخ ہو گئی تھی۔

”ابھی تو ابتداء ہے۔ ابھی سے چلانا شروع ہو گئے۔“ میجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”فلپ اس مینجر کے پورے عملے کو گولیوں سے اڑا دو۔“ میجر نے فلپ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے ریسٹوران گولیوں کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونجنے لگ پڑا۔ ڈیتھ سیکشن کے افراد نے ریسٹوران کے سارے عملے کو بے دردی سے گولیاں مار دیں تھیں۔

”تم۔ تم کمینے۔ ظالم ہو۔ تم۔ تم۔“ مینجر درد سے کراہ رہا تھا۔ اپنے عملے کی موت دیکھ کر اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ پھر اس کا سر ایک جانب ڈھلک گیا۔

”بہت کمزور دل ہے۔ جو بے ہوش ہو گیا۔“ میجر نے مسکراتے ہوئے اپنی جیب سے پسٹل نکالا۔ اور بے ہوش مینجر کی ٹانگ کے جوڑوں پر فائر کر دیا۔ مینجر

چلاتا ہوا ہوش میں آ گیا تھا۔

میجر جارج نے اس بار اس کی دوسری ٹانگ کو نشانہ بنایا۔ ریسٹوران منیجر کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔

’’منیجر اب بھی وقت ہے۔ بتا دو۔‘‘ میجر نے سفاک لہجے میں کہا۔

’’مجھے نہیں معلوم۔‘‘ منیجر نے چیختے ہوئے کہا۔

میجر جارج نے اس بار منیجر کے کندھے کو نشانہ بنایا۔ منیجر ایک بار پھر سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

’’فلپ اس کو پانی پلاؤ۔ اس کی حالت بتا رہی ہے۔ اب اس پر مزید تشدد کیا گیا۔ تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔‘‘ میجر جارج نے منیجر کی حالت دیکھتے ہوئے فلپ سے کہا۔ تو فلپ نے جلدی سے ایک طرف رکھی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر منیجر کے منہ کے ساتھ لگا دی۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کا اونچا کر دیا۔ پانی جیسے ہی منیجر کے خلق میں گیا۔ وہ ہوش میں آ گیا۔ اور کسی پیاسے کی طرح پانی پینے لگا۔ جیسے جیسے پانی اس کے خلق میں جا رہا تھا۔ اس کا ڈوبتا سانس بہتر ہونے لگا۔

’’بس بہت ہے۔ اب پھر سے یہ تشدد برداشت کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔‘‘ میجر جارج سفاک لہجے میں مسکرایا۔ تو فلپ پیچھے ہو گیا۔

’’ہاں تو اب بھی وقت ہے۔ بتا دو۔‘‘ میجر نے ایک بار پھر پوچھتے ہوئے کہا۔

’’جب مجھے کچھ پتہ ہی نہیں تو کیا بتاؤں۔‘‘ منیجر نے اس بار کراہتے ہوئے کہا۔

’’باس اس پر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ریزٹریسر کی مدد سے

تہہ خانے کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اگر وہاں کوئی خفیہ جگہ ہوئی تو اس کا پتہ چل جائے گا۔‘‘ اچانک فلپ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے...... یہ ریزٹریسر منگواؤ۔ میجر نے اپنی پسٹل کا رخ منیجر کے سر کی طرف کر کے ٹریگر دباتے ہوئے کہا۔‘‘ اگلے ہی لمحے منیجر کی کھوپڑی پھٹ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

پھر پندرہ منٹ کے بعد ہی ریزٹریسر کی مدد سے تہہ خانے کا جائزہ لیا گیا۔ تو جلد ہی سرنگ کا دھانہ مل گیا۔ میجر نے اپنے سیکشن کے افراد کے ساتھ محتاط انداز میں سرنگ میں بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں سرنگ کا سلسلہ ایک اور تہہ خانے میں ختم ہوا۔

بے ہوشی کی دوا کے کیپسول فائر کرو۔ میجر جارج نے فلپ سے کہا۔

اگلے ہی لمحے تہہ خانے کے دروازے سے بے ہوشی کے کیپسول بڑی تعداد میں فائر کیے گئے۔ میجر اور اس کے ساتھیوں نے اپنے چہروں پر ماسک لگا لیے تھے۔ میجر اس بار پوری طرح تیار ہو کر آیا تھا۔

کیپسول فائر کرنے کے بعد وہ کچھ دیر کھڑے رہے۔ پھر پوری عمارت میں پھیل گئے۔ یہ ایک رہائشی کوٹھی تھی۔ مگر میجر کا چہرہ اتر گیا۔ کیونکہ کوٹھی خالی تھی۔

جناب ساتھ والی کوٹھی سے اس گھر کی نگرانی ہو رہی ہے۔ میجر جارج کے سیکشن کے ایک آدمی نے آ کر کہا۔ تو میجر کی آنکھوں میں پھر سے چمک آ گئی۔

فلپ اس کوٹھی کے پچھلی جانب جا کر احتیاط سے بے ہوشی کی گیس فائر کر دو۔ میجر جارج نے کہا۔

کچھ دیر کے بعد میجر کو اطلاع دی گئی کہ۔ اس کوٹھی میں سات بے ہوش افراد ملے ہیں۔ میجر نے ان کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا کہہ دیا۔ اور پھر واپس

سرنگ کے رستے سے ہوتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کا رخ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف تھا۔ اور اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

"عمران آخر ہم کب اس طرح چوہوں کی طرح بھاگتے رہیں گے۔" تنویر نے سرنگ سے منسلک کوٹھی میں آ کر غصے سے کہا۔

"ایک کام کرو۔ چوہوں کی طرح نہ بھاگو۔ شیروں کی طرح بھاگ لو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے۔ کیونکہ آپ کے انداز سے لگ رہا ہے۔ کہ آپ ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"اس بار ٹارگٹ تو سامنے ہے۔ مگر ٹارگٹ تک پہنچنے کے لیے خون کا دریا پار کرنا پڑے گا۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ہم یہاں بے فکر ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر سرنگ سامنے آ گئی تو ہم لوگ واقعی ہی میں چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔" طاہر نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ تو عمران ایک دم سے چونک گیا۔

"تنویر جلدی سے چیک کر کے آؤ۔ اگر ارد گرد کوئی کوٹھی خالی ہے۔ تو اس کوٹھی کو اپنا عارضی ٹھکانہ بنایا جائے۔ طاہر کی بات درست ہے۔ اگر سرنگ سامنے آ گئی تو ہم لوگ چوہوں کی طرح بھی بھاگنے کے قابل نہیں رہیں گے۔" عمران نے کہا۔ تو

تنویر تیزی سے اٹھا اور باہر نکل گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے آ کر اطلاع دی۔ کہ ساتھ والی کوٹھی خالی ہے۔ تو عمران نے سب ساتھیوں کو اس کوٹھی میں جانے کا اشارہ کیا۔ اور خاور اور کیپٹن شکیل کو سرنگ والی کوٹھی کی نگرانی پر لگا دیا۔

پھر کافی دیر کے گزرنے کے بعد عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر کال ریسو ہونی شروع ہوئی۔

"پرنس سپیکنگ۔" عمران نے کہا۔

"پرنس ایگل بول رہا ہوں۔ مارننگ ریسٹوران کے پورے عملے کو ڈیتھ سیکشن نے ختم کر دیا ہے۔ اور ان لوگوں نے سرنگ بھی ڈھونڈ لی ہے۔ آپ لوگوں کو فوراً یہ کوٹھی چھوڑنی ہوگی۔" دوسری طرف سے حارث نے تیز تیز کہا۔

"اوہ...... مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری وجہ سے تمھارا سیٹ اپ اوپن ہو گیا۔ اور تمھارے افراد کی موت پر بھی دکھ ہے۔ ہم وہ کوٹھی چھوڑ چکے ہیں۔ اب اس سے منسلک کوٹھی میں موجود ہیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں پرنس۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو کے لیے تو ہم لوگ اپنی جان دے کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگ اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ مسلمانوں اور عالم اسلام کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ساتھیوں کو شہادت کا مرتبہ عطاء کیا ہے۔ مجھے صرف آپ لوگوں کی فکر تھی۔" حارث نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔ عمران ابھی بات کر رہا تھا۔ کہ خاور تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب کوٹھی میں بے ہوشی کی دوا فائر کی جا رہی ہے۔" خاور نے تیزی سے کہا۔

‘‘اوہ...... سب سانس روک کر لیٹ جاؤ۔ جیسے بے ہوش ہوئے ہو۔ مارننگ ریسٹوران کے عملے کی ہلاکت کا بدلہ لینا ابھی ہم سب پر باقی ہے۔’’ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔ اسی وقت عمران کو گیس محسوس ہوئی۔ تو اس کا سر بری طرح چکرانے لگا۔ عمران نے کافی کوشش کی۔ کہ بے ہوشی سے محفوظ رہ سکے۔ مگر گیس شائد کافی تیز تھی۔ اس لیے عمران کے ذہن پر سیاہ چادر تن گئی۔ اس کے سب ساتھی پہلے ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

عمران کو جب دوبارہ ہوش آیا۔ تو ایک کرسی پر بندھا تھا۔ عمران نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے سب ساتھی ایک لائن میں کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

اسی وقت دروازہ کھلا۔ اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں انجکشن نظر آ رہا تھا۔

‘‘اوہ...... تم ہوش میں آ گئے ہو۔’’ بغیر انجکشن کے۔ اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

‘‘مجھے انجکشن سے ڈر لگتا ہے۔ اس وجہ سے انجکشن لگنے سے پہلے ہی ہوش میں آ گیا ہوں۔’’ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘بے فکر رہو۔ مرنے کے بعد تمھارا سارا ڈر دور ہو جائے گا۔’’ اس آدمی نے باری باری سب کو انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔

عمران نے چیک کر لیا۔ اس کو انتہائی تربیت یافتہ انداز میں باندھا گیا۔ اور اس کے ناخنوں سے بلیڈز بھی اتار لیے گئے تھے۔ باندھنے کے بعد گانٹھوں کے سروں کو پھیلا دیا گیا تھا۔ تا کہ گانٹھ کھولی نہ جا سکے۔ اسی وقت عمران کے سب ساتھی بھی ہوش میں آ گئے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ

سب میک اپ میں ہی تھے۔ عمران نے ان کو جلدی جلدی ساری سچوئیشن بتائی۔

‘‘عمران صاحب میرے ہاتھ میں موجود کنگن کو ان لوگوں نے بے ضرر سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ میں اس کی مدد سے اپنی رسیاں کاٹ سکتا ہوں۔’’ اچانک کیپٹن شکیل کی آواز آئی۔

مگر اسی وقت دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دس مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ اس کے بعد پھر دو افراد داخل ہوئے۔

‘‘ہونہہ...... تو تم ہو۔ پاکیشائی سکرٹ سروس کے ایجنٹس۔ تم میں سے عمران کون ہے۔ ایک آدمی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔’’ جبکہ باقی سب پوری طرح چوکنا ہو کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔

‘‘کیا مطلب۔ پاکیشائی ایجنٹس۔ ہمارا تعلق تو جی پی فائیو سے ہے۔ ہم لوگ فلسطینی گروپ کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے۔ کہ اچانک بے ہوش ہو گئے۔ اب جب دوبارہ آنکھ کھلی تو ہم ادھر بندھے ہوئے ہیں۔ تم لوگ کون ہو۔’’ عمران نے کہا۔

‘‘ہونہہ۔ جی پی فائیو۔ فلپ ان کا میک اپ صاف کرو۔ پھر انھیں پتہ چلے گا۔ کہ ڈیتھ سیکشن کے میجر جارج کے سامنے جی پی فائیو کی کیا حیثیت ہے۔’’ میجر نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بہر حال الجھن محسوس ہو رہی تھی۔ فلپ نے ایک جدید قسم کا میک واشر باری باری سب کے چہروں پر لگایا۔ مگر عمران کو معلوم تھا۔ کہ اس کا تیار کردہ میک اپ کسی میک اپ واشر سے صاف نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے وہ سب پرسکون بیٹھے رہے۔ جب فلپ نے باری باری سب پر میک واشر آزما لیا تو میجر جارج کا چہرہ مرجھا گیا۔ کیونکہ اس کو امید تھی۔ کہ ابھی میک اپ صاف ہو جائے گا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم لوگوں سے غلطی ہوئی ہے۔ تم سب جاؤ۔ اور فلپ ان سب کو آزاد کر دو۔" میجر نے مسلح افراد اور فلپ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ تو سب مسلح افراد واپس چلے گئے۔ جبکہ فلپ اپنے سامنے موجود صدیقی کی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اور جیب سے خنجر نکال کر رسی کو ذرا سا کاٹا ہی تھا۔ کہ میجر جارج کی آواز نے اس کو روک دیا۔

"فلپ......رکو......میں پہلے جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ سے فون کر کے پتہ کر لوں۔" میجر جارج نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مسٹر فلپ کیا آپ مجھے پانی پلا سکتے ہیں۔" عمران نے میجر جارج کے جاتے ہی فلپ سے دوستانہ انداز میں کہا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ صدیقی کی رسیاں اس حد تک کٹ چکی ہیں۔ کہ وہ زوردار جھٹکا دے کر اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا ہے۔ اس وجہ سے اس نے فوراً ہی پانی کی فرمائش کر دی تھی۔ تاکہ فلپ کو صدیقی کی کٹی ہوئی رسی بھول جائے۔ فلپ سر ہلاتا ہوا ایک طرف رکھی الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"صدیقی ہماری جیبوں سے نکلنے والا سامان بھی وہ سامنے پڑا ہوا ہے۔ تو جیسے ہی موقع ملے گا۔ اس کو اٹھا لینا۔ ان چیزوں کی ضرورت پڑے گی۔" عمران نے پاکیشیائی زبان میں صدیقی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ......یہ تم کونسی زبان میں بات کر رہے ہو۔" فلپ نے حیرت سے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ الماری سے بوتل نکال کر ابھی مڑا ہی تھا۔ کہ صدیقی نے کسی چیتے کے انداز میں اس پر چھلانگ لگا دی۔ دوسرے ہی لمحے فلپ کے ہاتھ میں موجود خنجر

اس کی گردن میں دھنس چکا تھا۔ اور وہ بغیر چیخے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ صدیقی نے جلدی سے خنجر اس کی گردن سے نکالا۔ اور عمران کی طرف بڑھ گیا۔ چند ہی لمحوں میں صدیقی نے خنجر کی مدد سے سب ساتھیوں کو آزاد کرا لیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کے دونوں طرف چھپنے کا اشارہ کیا۔ اور خود تیزی سے فلپ کی لاش کی طرف بڑھا۔ اس کی جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا۔ کہ اس کی جیب میں مشین پسٹل ہے۔ عمران نے جلدی سے مشین پسٹل نکال لیا۔ عین اسی لمحے باہر سے دوڑتے قدموں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

چند لمحوں میں دروازہ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ کھلا۔ سب سے پہلے میجر جارج اور پھر مسلح افراد اندھا دھند اندر داخل ہوئے۔ مگر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے۔ عمران نے تیزی سے فائرنگ کر دی۔ میجر جارج اور چار افراد ایک ساتھ چکراتے ہوئے زمین پر گرے۔ صدیقی فائرنگ کے رکتے ہی دروازے کی اوٹ سے نکلا۔ اور پھرتی سے خنجر ایک آدمی کے گلے پر پھیر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن پر ہاتھ ڈال کر اس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ تنویر نے ہوا میں ایک جمپ کی۔ اور تیزی سے ان چار افراد کی مشین گنز لے کر ایک اوٹ کی طرف رول ہو گیا۔ اس نے ایک مشین گن اپنے ہاتھ میں رکھ کر باقی اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیں۔

اسی وقت تیز سائرن کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور تیزی سے ادھر سے باہر نکل آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے اس قدر تیزی سے فائرنگ کر رہے تھے۔ کہ ان کے سامنے آنے والے افراد سیکنڈوں میں زمین بوس ہو جاتے تھے۔ سب ساتھیوں نے مشین گنز حاصل کر لیں تھیں۔ اب

وہ تیزی سے ایک رہداری سے گزر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ عمارت مقتل گاہ بن چکی تھی۔ تقریباً پچاس افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مشین گنز گرانے کا اشارہ کیا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتے ہوئے عمارت کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اور پھر باہر سڑک پر نکل کر وہ اندھا دھند دوڑتے چلے گئے۔

جیمز اپنے اوپر گرنے والی جم کی لاش کی وجہ سے اپنا توازن کھو بیٹھا تھا۔ اور وہ کرسی سمیت الٹ کر مسلح آدمیوں سے ٹکرا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلح آدمی جیمز کو سنبھالنے کی کوشش میں زمین پر گر گئے تھے۔ یہی وہ لمحہ تھا جس کا ٹائیگر فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے یکلخت اپنے مشین پسٹل کا رخ مسلح افراد کی طرف کیا اور اگلے ہی لمحے اس کے مشین پسٹل نے مسلح افراد کو کوئی موقع دیئے بغیر ان کو اپنا شکار کر لیا تھا۔ جیمز کا نچلا دھڑ بھی مشین پسٹل کی فائرنگ کی وجہ سے بری طرح زخمی ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر جیمز کے نچلے دھڑ کو نشانہ بنایا تھا۔ تا کہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں۔ چند ہی لمحوں میں کمرے کا پورا نقشہ بدل چکا تھا۔ جیمز بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور مسلح افراد ختم ہو چکے تھے۔ ریے کی آنکھیں حیرت کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں تھیں۔ کیونکہ ٹائیگر نے جو کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ وہ بالکل ناممکن نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر چند لمحے تک گہرے سانس لیتا رہا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے ریے کی طرف بڑھا اور اس کو آزاد کر دیا۔

''زخمی پڑے ہوئے اس آدمی کو کرسی پر باندھ دو...... جلدی...... اور اس کو میڈیکل ٹریٹمنٹ بھی دے دو۔ تا کہ یہ فوری طور پر نہ مر سکے۔'' ٹائیگر نے ریے سے

کہا۔ اورخود آگے بڑھ کر دروازے کا لاک لگا دیا۔ تا کہ اچانک کوئی اندر نہ آجائے۔رے نے جلدی سے آگے بڑھ کر جیمز کو اٹھایا اور اس کو ایک کرسی پر ڈال کر رسیوں سے باندھ دیا۔اس کے بعد ایک الماری سے میڈیکل باکس بھی مل گیا۔جس کی مدد سے ٹائیگر نے جیمز کو ایمرجنسی ٹریٹمنٹ دینے کے بعد اپنے آپ کو بھی طاقت کے انجکشن لگا لیے۔کیونکہ کوڑے لگنے کی وجہ سے اس کا کافی خون ضائع ہو چکا تھا۔یہ تو ٹائیگر کی ہمت تھی۔کہ وہ صورتحال تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔کچھ ہی دیر میں جیمز نے کراہتے ہوئے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

''تم......تم تو بندھے ہوئے تھے۔۔یہ سب کیسے ہو گیا۔'' جیمز نے ہوش میں آنے کے بعد چلاتے ہوئے کہا۔

''ہم لوگوں کا ماننا ہے کہ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں۔اللہ ان کی مدد کرتا ہے۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم جیت چکے ہو۔اگر تم مجھے زندہ چھوڑنے کا وعدہ کرو۔تو میں تمھیں صحیح سلامت تمھارے ملک بھجوا سکتا ہوں۔'' جیمز نے کہا۔

''کیا تمھارا تعلق ون آئی سے ہے۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔تو جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔جس کی وجہ سے ٹائیگر کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی۔

''گڈ۔۔اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ہی کام کے آدمی ہو۔'' ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ون آئی کے وولف سیکشن کا چیف ہوں۔۔اور تم اس وقت میرے ہی ہیڈ کوارٹر میں ہو۔میں بہت آسانی سے تمھیں اسرائیل سے باہر نکال سکتا

ہوں۔'' جیمز نے جلدی سے کہا۔اس کو اپنے بچنے کی امید نظر آنے لگی تھی۔

''اچھا......اگر تم نے میرے سوالوں کا صحیح جواب دے دیا۔تو میں تمھیں زندہ چھوڑ جاؤں گا۔مگر شرط یہ ہے۔کہ تم جھوٹ نہیں بولو گے۔جہاں تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی۔تو تمھیں مارنے میں خوشی محسوس کروں گا۔'' ٹائیگر نے کہا۔

''می۔۔میں سچ بولوں گا......'' جیمز نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جلدی سے کہا۔

''ون آئی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔اور اس کا چیف راموس کہاں ہے۔'' ٹائیگر نے کہا۔

''ون آئی کا ہیڈ کوارٹر قصبہ حلون میں ہے۔وہ پورا علاقہ ون آئی کا ہے۔ اس پورے علاقے کو خالی کرا کر ون آئی کے ایجنٹس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ راموس کی رہائش گاہ بھی قصبہ حلون میں ہی ہے۔وہ ہیڈ کوارٹر سے کہیں نہیں جاتا۔اس کی مستقل رہائش ہیڈ کوارٹر میں ہی ہے۔'' جیمز نے جواب دیا۔

''ارتھ زون لیبارٹری کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''مگر ادھر تو کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔'' جیمز نے جواب دیا۔تو ٹائیگر نے چونک کر جیمز کی طرف دیکھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم تشدد پسند کرو گے۔لیبارٹری کے بارے میں تو تمھیں بتانا ہی پڑے گا۔چاہے اس کے لیے مجھے تمھاری روح سے معلومات اگلوانی پڑیں۔'' ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''جو مرضی کر لو۔میں اسرائیل کے ساتھ غداری نہیں کروں گا۔اسرائیل کا

کوئی بھی راز دشمنوں کو نہیں دوں گا۔ جس سے اسرائیل کو نقصان پہنچ سکے۔'' جیمز کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

''رے ادھر خنجر پڑے ہوئے ہیں۔ مجھے ایک باریک خنجر لا کر دو۔'' ٹائیگر نے کہا۔ تورے نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور ایک طرف رکھے ہوئے تشدد کے آلات میں سے ایک باریک دھاروالا خنجر نکال کر ٹائیگر کو دے دیا۔

''اب بھی وقت ہے۔ جیمز اپنے آپ کو ہولناک تشدد سے بچالو۔'' ٹائیگر نے خنجر کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ مگر جیمز نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لیے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تمھاری مرضی۔ معلومات تو میں حاصل کر کے ہی رہوں گا۔'' ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور جیمز کے ناک کے دونوں نتھنے باری باری کٹ گئے۔ ٹائیگر کو احساس تھا کہ وہ اس وقت دشمن کے اڈے پر ہے۔ اس وجہ سے وہ جلد سے جلد کاروائی کر کے اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ جیمز کے نتھنے جیسے ہی کٹے۔ اس کے ماتھے پر ایک موٹی سی رگ ابھر آئی تھی۔ اور جیمز تکلیف کی شدت کی وجہ سے اپنا سر اس طرح ہلا رہا تھا جیسے سخت تکلیف میں ہو۔

اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے خنجر کا دستہ جیمز کے ماتھے کی موٹی سی رگ پر مار دیا۔ جس کی وجہ سے جیمز کے منہ سے چیخوں کا طوفان جاری ہو چکا تھا۔ اس کا پورا بدن بندھے ہونے کے باوجود اس طرح کانپ رہا تھا۔ کہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے جسم میں سپرنگ فٹ ہو گئے ہوں۔

''ابھی تو ابتداء ہے۔ دوسری ضرب تمھیں اس سے بھی ہولناک عذاب کا

سامنا کرائے گی۔'' ٹائیگر نے کہا۔ مگر جیمز نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو ٹائیگر نے اس موٹی سی رگ پر پھر سے خنجر کا دستہ مار دیا۔ دستہ لگتے ہی جیمز کی چیخیں اس کے حلق میں ہی گھٹ گئیں۔ اور آنکھیں ایک دم سے ساکت ہو گئیں۔ اس کا ذہن دوسری ضرب پر ہی نکارہ ہو چکا تھا۔ اب ٹائیگر اس کے لاشعور سے اپنے مطلب کی تمام معلومات با آسانی حاصل کر سکتا تھا۔

پھر ٹائیگر نے کچھ ہی دیر میں ارتھ زون لیبارٹری کی پوری تفصیل اور تمام حفاظتی نظام کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ جیمز نے لاشعوری طور پر راموس کے ساتھ طے کردہ تمام کوڈز بھی بتا دیئے تھے۔ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد ٹائیگر نے جیمز کے ہیڈ کوارٹر انچارج کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور پھر جیمز کے لہجے میں جیمز کے بعد ہیڈ کوارٹر انچارج کو فون پر ڈبل ہنڈرڈ اے پاور بم لانے کو کہا۔ ٹائیگر جیمز سے یہ معلوم کر چکا تھا۔ کہ جیمز کے ہیڈ کوارٹر میں وسیع پیمانے پر خوفناک اسلحہ موجود ہے۔ ڈبل ہنڈرڈ اے پاور بم بڑی سے بڑی عمارت کو سکینڈوں میں تباہ کرنے کے کام آتا تھا۔ اس کے بعد ٹائیگر نے خنجر کو یکلخت جیمز کی شہ رگ میں اتار دیا۔

''ارے جلدی سے اس کی لاش اٹھا کر الماری کے پیچھے چھپا دو۔ کسی بھی لمحے اس کا نائب آ سکتا ہے۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے کرسی پر پڑی لاش نظر آ سکتی ہے۔'' ٹائیگر نے جلدی سے کہا اور پھر خود دروازے کی اوٹ میں ہو کر دروازہ کھول دیا۔ اس دوران رے نے بھی جیمز کی لاش کو کھول کر ایک طرف بنی الماری کے پیچھے رکھ دیا۔ اور خود بھی وہیں کھڑا ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں قدموں کی آواز ابھری تو ٹائیگر کے اعصاب ایک دم تن

سے گئے۔اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے دروازے میں داخل ہونے والے شخص کو گردن سے پکڑ کر مخصوص انداز میں اندر پھینک دیا۔مخصوص انداز میں پھینکنے کی وجہ سے اس شخص کی گردن میں بل آ گیا تھا۔جس کی وجہ سے وہ ایک دم ساکت ہو گیا۔ٹائیگر نے یہ کاروائی اس وجہ سے کی تھی۔کیونکہ آنے والے آدمی کے پاس بم موجود تھا۔اور ہوسکتا تھا کہ کوئی کاروائی کرتے ہوئے بم نقصان دہ ثابت ہو جاتا۔ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کو کرسی پر ڈالا۔اور اس کی تلاشی لینے کے بعد اس کی جیب سے ایک چھوٹا سا بم اور اس کا ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کو اختیاط سے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس کے گرد رسیاں باندھنے کے بعد اس کی گردن کا بل صیح کر دیا۔آنے والا چند لمحوں تک تو لمبے لمبے سانس لے کر اپنا ڈوبتا ہوا سانس بحال کرتا رہا۔پھر کمرے کی موجودہ صورتحال دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔اس دوران رے نے آگے بڑھ کر دروازہ ایک بار پھر سے بند کر دیا تھا۔جس کی وجہ سے اب پھر کمرے کی آواز باہر نہیں جا سکتی تھی۔

''سنو۔تمھارا نام کیا ہے۔میں تمھیں زندہ رہنے کا ایک موقع فراہم کرنا چاہتا ہوں۔'' ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا نام ٹام ہے۔مجھے مت مارو۔میں تمھیں ادھر سے آسانی سے باہر نکال سکتا ہوں۔ورنہ اس وقت پورے ہیڈکواٹر میں موجود پانچ سو تربیت یافتہ آدمیوں کی موجودگی میں تم زندہ باہر نہیں جا سکتے۔میں تمھیں خفیہ رستے سے باہر نکال سکتا ہوں۔اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ویسے بھی باس جیمز کی لاش میں دیکھ چکا ہوں۔اور اب باس کے بعد میں باس بن چکا ہوں۔'' ٹام نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر کی آنکھوں میں ایک دم سے چمک آ گئی۔

''ٹھیک ہے۔میرا وعدہ ہے۔کہ میں تمھیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔'' رے اس کے ہاتھ کھول دو۔اس دوران ٹائیگر نے ایک الماری کی اوٹ میں جا کر بم کو چھپا کر چارج کر دیا۔ اس دوران رے نے ٹام کو کھول دیا تھا۔اور مشین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا تھا۔وہ پہلے ہی زمین پر گری ہوئی مشین گن اٹھا چکا تھا۔ٹائیگر نے بھی آگے بڑھ کر ایک مشین گن اٹھالی۔اور پھر وہ ٹام کو کور کرتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکلے تو ٹام نے ایک راہدی سے گزرنے کے بعد ایک دیوار کے کونے میں مخصوص انداز میں پاؤں مارا تو دیوار درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔جس کے بعد ایک چھوٹا سا کمرا نظر آ رہا تھا۔کمرے کی مشرقی دیوار کے پاس پہنچنے کے بعد ٹام نے ایک بار پھر سے ایک دیوار کی جڑ میں پاؤں کی ٹھوکر ماری تو کمرے کا فرش وسط سے کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔اور اس میں سے سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آنے لگیں۔

''ان سیڑھیوں کا اختتام کچھ دور جانے کے بعد مشرقی علاقے کی خشک جھیل کے پاس ہوگا۔'' ٹام نے کہا۔

''رے میں نے وعدہ کیا ہے۔مگر تم نے ٹام کو چھوڑنے کا کوئی وعدہ نہیں کیا۔مگر گولی کی آواز نہیں آنی چاہیے۔'' ٹائیگر نے رے کی طرف خنجر بڑھاتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے ٹام کچھ سمجھتا۔رے نے خنجر لے کر بجلی کی تیزی سے ٹام کی شہہ رگ پر پھیر دیا۔ جس کی وجہ سے ٹام کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اور وہ زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔

''مجبوری تھی۔اس کو زندہ بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔'' ٹائیگر نے کہا۔تو رے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سیڑھیاں اتر کر خشک جھیل کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ ادھر پہنچنے کے بعد ٹائیگر نے جیب سے ریموٹ نکالا۔ اور اس کا بٹن دبا دیا۔ کچھ ہی دیر میں ایسے لگا۔ جیسے ادھر زلزلہ آ گیا ہو۔ اس کا مطلب تھا کہ بم نے وولف سکیشن کے ہیڈ کواٹر کو تباہ کر دیا تھا۔

''رے۔ تمھاری نظر میں کیا کوئی محفوظ مقام ہے۔ اور ہاں اپنی مشین گن بھی پھینک دو۔ اس کی وجہ سے ہم مشکوک ہو سکتے ہیں......'' ٹائیگر نے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی مشین گن ایک طرف اگی ہوئی گھنی جھاڑیوں میں اچھال دی۔

''جی جناب۔ میں اس علاقے سے اچھی طرح واقف ہوں۔ کچھ ہی دیر میں ہم اپنے دوسرے اڈے پر موجود ہوں گے......'' رے نے بھی اپنی مشین گن پھینک کر ایک جانب قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ اس وقت اپنے آفس کے کمرے میں موجود ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ کہ فون کی گھنٹی نے اس کا تسلسل توڑ دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے فون کی طرف دیکھا۔ پھر ایک جھٹکے سے فون اٹھالیا۔

''کرنل ڈیوڈ سپیکنگ ......'' کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کرنل انتھونی بول رہا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ۔ تم بہت غصے میں لگ رہے ہو۔ خیریت تو ہے......'' دوسری طرف سے ریڈ آرمی کے چیف کرنل انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ تو یہ تم ہو۔ میں سمجھا کہ میرا کوئی ماتحت فون کر کے مجھے ڈسٹرب کرنے کی کوشش کرر ہا ہے۔ میں نے سب کو سختی سے فون کرنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ میں اس وقت ایک اہم فائل دیکھ رہا ہوں۔ اچھا مگر تم بتاؤ۔ کہ فون کیوں کیا ہے؟......'' کرنل ڈیوڈ نے کہا

''اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ۔ تمھارا فون تو محفوظ ہے۔ مجھے ایک اہم بات کرنی ہے''۔ کرنل انتھونی نے کہا۔

''اوہ۔۔ اچھا۔۔ ایک منٹ......'' کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے فون کے

کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔اب کھل کر بولو۔کیا کہنا چاہتے ہو۔'' کرنل ڈیوڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کرنل ڈیوڈ......جس طرح سے ہم دونوں کی ایجنسیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔اور جس طرح راموس نے ہم دونوں کو دھمکیاں دی ہیں۔اس کے بعد سے اب تک میرا خون کھول رہا ہے۔اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے۔کہ میں اپنی ایجنسی کو اس طرح حرکت میں لاؤں گا۔کہ صرف یہ شو ہو سکے کہ ریڈ آرمی کام کر رہی ہے۔مگر اس کے بعد مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کیا کرتی ہے۔'' کرنل انتھونی نے شدید غصے میں کہا۔

''کرنل تمھارا جو حال ہے۔اس سے کہیں زیادہ غصہ مجھے بھی ہے۔مگر حالات کی وجہ سے چپ ہونا پڑا ہے۔مگر راموس کے پاس ہم دونوں سے زیادہ اختیارات ہیں۔وہ چاہے تو ہم دونوں کا کورٹ مارشل کروا سکتا ہے۔مگر میں نے بھی تہیہ کر لیا ہے کہ میں راموس سے بدلہ لے کر رہوں گا۔مگر اسرائیل کے دشمنوں کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔اس کے لیے میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے۔ہم دونوں ایجنسیاں صرف حالات پر نظر رکھیں گی۔اور جیسے ہی ون آئی کے ایجنٹ کامیاب ہونے لگیں گے۔ان کو ہلاک کر کے کریڈٹ ہم دونوں میں سے کوئی بھی لے سکتا ہے۔مگر راموس اور اس کی ایجنسی کو کامیاب نہیں ہونا چاہیے۔کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔کہ اسرائیل میں ہماری اہمیت ختم ہو جائے گی۔'' کرنل ڈیوڈ نے اپنا پلان بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔کرنل یہ اچھی پلاننگ ہے۔مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ

پاکیشیا سکرٹ سروس کی موت کا کریڈٹ تمھیں ملے۔بس میری غرض یہ ہے۔کہ راموس اور اس کی ایجنسی کامیاب نہیں ہونی چاہیے۔اس لیے میں ابھی سے تمھارے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔تمھیں میری اور میری ایجنسی کی فل سپورٹ حاصل ہوگی۔باقی تفصیلات آج شام کو مل کر طے کر لیتے ہیں۔'' کرنل انتھونی نے کہا۔تو کرنل ڈیوڈ نے اوکے کہہ کر فون رکھ دیا

عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر سے اسی کوٹھی میں موجود تھے۔ جہاں سے ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ عمران کے نقطہ نظر سے اب پورے اسرائیل میں اس کوٹھی سے بڑھ کر کوئی اور محفوظ جگہ نہ تھی۔ کیونکہ انسانی نفسیات کے مطابق تلاشی لینے والے اپنی سامنے کی چیز کو سب سے پہلے نظر انداز کرتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک پارکنگ سے دو خالی کاریں چرائیں تھیں۔ اس کے بعد کوٹھی کی لوکیشن سے کافی فاصلے پر وہ لوگ اتر کر پیدل ہی کوٹھی تک پہنچ گئے تھے۔ جبکہ صفدر اور صدیقی خالی کاروں کو دوسرے علاقے میں چھوڑ کر واپسی میں ٹیکسی کے ذریعے کوٹھی سے دور اتر کر پیدل کوٹھی تک پہنچ چکے تھے۔

''بس میں کہتا ہوں۔ بہت ہو گیا۔ بہت بھاگ لیا۔ اب میری مانو تو اسلحہ لو۔ اور سیدھا اس قصبے پر حملہ کر دیتے ہیں۔'' تنویر نے غصے سے کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ کہ اب یہی کرنا پڑے۔ میں اسلحے کے لیے حارث سے رابطہ کرتا ہوں۔'' عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ تو تنویر کا چہرہ کھل گیا۔

تنویر۔ کیپٹن شکیل۔ صدیقی۔ تم تینوں باہر جا کر چاروں طرف پر نظر رکھو۔ عمران نے کہا اور پھر اپنی واچ ٹرانسمیٹر کو ایڈجسٹ کر کے کال کرنی شروع

کر دی۔

''عقاب......'' دوسری طرف سے حارث کی آواز سنائی دی۔

''پرنس بول رہا ہوں۔ ہم لوگ دیتھ سکیشن کو دیتھ میں بدل کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ بھرپور وار کیا جائے گا۔ جس کے لیے مجھے مخصوص اسلحے کی ضرورت پڑے گی۔'' عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ اللہ کا شکر ہے۔ آپ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ آپ کو جو بھی اسلحہ چاہیں۔ آپ کو مل جائے گا۔ مگر آپ کے ٹارگٹ کے بارے میں کچھ خاص رپورٹیں ملیں۔ آپ اس وقت کہاں موجود ہیں۔ آپ سے مل کر آپ کو رپورٹس دے دیتا ہوں۔'' حارث نے کہا۔

''ہمیں وہیں ہیں۔ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔'' عمران نے اشارتاً بتاتے ہوئے کہا۔ تا کہ اگر کال کہیں کیچ بھی ہو جائے۔ تو سننے والوں کو لوکیشن نہ کنفرم ہو سکے۔

''ٹھیک ہے۔ پرنس میں سمجھ گیا۔ بس کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس ہوں گا۔'' حارث نے بااعتماد لہجے میں کہا۔ یہ حارث کی ذہانت تھی۔ کہ اتنی گہری بات اتنی آسانی سے سمجھ گیا۔ عمران نے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ بتا کر یہ واضح کر دیا تھا۔ کہ وہ پھر سے اسی لوکیشن پر موجود ہیں۔ جہاں سے ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔

''او کے......'' عمران نے کہا۔ اور کال آف کر دی۔

''عمران صاحب اس بار جی پی فائیو اور دوسری ایجنسیاں نظر نہیں آ رہیں۔'' صفدر نے کہا۔

''حارث نے اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کیں تھیں۔ کہ اس بار اسرائیل کی ایجنسی ون آئی ہم لوگوں کو شکار کرے گی۔ جبکہ باقی ایجنسیوں نے خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا ہے۔ ورنہ ان سب کا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔'' عمران نے جواب دیا۔

اسی وقت باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کچھ ہی دیر میں تنویر حارث کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اور پھر حارث کو چھوڑنے کے بعد واپس باہر نگرانی پر چلا گیا۔ حارث نے عمران اور باقی ساتھیوں کو سلام دعا کی۔

''عمران صاحب ابھی کچھ دیر پہلے ایک خوش خبری ملی ہے۔ کہ ون آئی کا وولف سکیشن تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے تقریباً پانچ سو سے زائد ایجنٹس مارے گئے ہیں۔ اور آج کل یہی وولف سکیشن مسلمانوں پر ظلم کی داستانوں کے نئے باب لکھ رہا تھا۔ اس وولف سکیشن کی مکمل تباہی کی وجہ سے فلسطین کا آج بچہ بچہ بہت خوش ہے۔ ہم لوگوں نے پہلے بھی کئی دفعہ اس وولف سکیشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ہر بار ہمیں خود کو نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ مگر آج حیرت انگیز طور پر صرف ایک آدمی نے اس وولف سکیشن کو تباہ کر دیا۔ اور مزے

کی بات یہ ہے۔ کہ جو رپورٹس ملیں ہیں۔ ان کے مطابق وولف سکیشن کے تمام ایجنٹس بھی اس تباہی میں مارے گئے ہیں۔

اور ایسا صرف ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور اس آدمی کا قد و قامت بھی اسی آدمی سے ملتا تھا جس نے آئل فیکٹری کو تباہ کیا تھا۔ حارث نے مسلسل بولتے ہوئے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس کا روم روم اس وقت خوشی سے جھوم رہا تھا۔

''ٹائیگر تو اس بار لگ رہا ہے۔ کہ اکیلا ہی اسرائیل کے لیے کافی رہے گا۔''

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔ لوگ پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔ مگر اسرائیل نے ٹائیگر کو خود اسرائیل لا کر پاؤں کو کلہاڑی پر دے مارا ہے۔'' عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ باقی سب ہنس پڑے۔

''حارث وہ اطلاع کیا ہے۔ جو مشن کو پورا کرنے میں فائدہ مند ثابت ہوگی۔'' عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جی عمران صاحب۔ میرے ساتھیوں نے قصبہ خلون کے باہر سے ایک آدمی کو اغوا کیا ہے۔ اس سے لی گئی معلومات کے مطابق ون آئی کے چھ سیکشنز میں سے دو سیکشن قصبہ خلون کے اندر رہ کر اور دو سیکشن قصبہ خلون سے باہر رہ کر اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جبکہ دو سیکشن آپ کے ساتھیوں اور ٹائیگر کی تلاش میں تھے۔ مگر آپ کی تلاش پر تعین کیا گیا سیکشن جزوی طور پر ختم ہو گیا ہے۔ جبکہ ٹائیگر کی تلاش پر مامور سیکشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اس وقت پورے قصبے میں صرف یہی دو سیکشن موجود ہیں۔ باقی پورے قصبے کو خالی کر دیا گیا ہے۔ اور ایک اور خوش خبری یہ ہے۔ کہ قصبہ خلون کے باہر کے سیکشن چیف کا ایڈریس معلوم ہو گیا ہے۔ حارث نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔۔ حارث۔ یہ تو واقعی ہی اللہ کی طرف سے مدد ہوگئی ہے۔ کیونکہ میری ریڈی میڈ کھوپڑی بھی سوچ نہیں پا رہی تھی۔ اور اب اللہ نے راہ کھول دی ہے۔۔ اس چیف کا ایڈریس کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مجھے اس لسٹ کے مطابق اسلحہ فراہم کر دو......'' عمران نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں کچھ ہی دیر میں اسلحے کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوں۔'' حارث نے چیف کی لوکیشن بتاتے ہوئے کہا۔

کرنل انتھونی اپنے آفس میں موجود تھا۔ کہ یکلخت اس کا نائب میجر اینڈریو دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات تھے۔

''باس پاکیشیا سکرٹ سروس کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ اس وقت رائل ایریا میں موجود کوٹھی میں موجود ہیں۔'' میجر اینڈریو نے کہا۔

''اوہ۔۔ گڈ۔۔ لیکن اپنے آدمیوں کو بولو۔ وہ صرف ریڈیو کی مدد سے چیکنگ کریں۔ کسی بھی قسم کی مداخلت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' کرنل انتھونی نے کہا۔ تو میجر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے سیلوٹ کر کے واپس چلا گیا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔کرنل نے فون اٹھایا۔

''کرنل انتھونی۔چیف آف ریڈ آرمی سپیکنگ۔'' کرنل انھونی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کرنل انتھونی۔سیکرٹری آف پریزیڈنٹ بات کر رہا ہوں۔پریزیڈنٹ کی طرف سے ارجنٹ میٹنگ کال ہے۔آپ فوراً پریزیڈنٹ ہاؤس میں پہنچ جائیں۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔اوراس کے ساتھ ہی ریسور رکھ دیا گیا۔

کرنل انتھونی طویل سانس لیتے ہوئے اٹھااور پھر کچھ دیر کے بعد اس کار ڈرائیو کرتا ہوا پریزیڈنٹ ہاؤس میں پہنچ گیا۔کار پارک کرنے کے بعد وہ میٹنگ ہال کی جانب بڑھ گیا۔

کرنل ڈیوڈ۔اور راموس پہلے سے میٹنگ ہال میں موجود تھے۔کرنل ڈیوڈ حسب عادت سینہ پھلائے بیٹھا تھا۔جبکہ راموس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔اور چہرے پر مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔کرنل ڈیوڈ نے دونوں کو ہیلو کہا۔اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا۔اور اسرائیل کے صدر اندر داخل ہوئے۔تو میٹنگ ہال میں تینوں افراد اپنی اپنی

کرسیوں سے کھڑے ہوگئے۔صدر نے ایک کرسی پر بیٹھ کر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

راموس یہ آپ کی ون آئی کی کارگردگی ہے۔آپ کے دوسیکشن تباہ کر دیئے گئے ہیں۔آئل فیکٹری کو تباہ ہوئے اتنا وقت گزر چکا ہے۔مگر اب بھی مجرموں کا کچھ پتہ نہیں۔کیا اسی کارگردگی کی وجہ سے آپ اپنی برتری جتا رہے تھے۔آپ کی ایجنسی کر کیا رہی ہے۔'' صدر اس وقت انتہائی غصے میں تھے۔

''جناب......ہم کوشش کر رہے ہیں۔جلد ہی مجرموں کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔راموس نے کمزور لہجے میں کہا۔

''کب پکڑیں گے آپ۔۔جب پاکیشیا سکرٹ سروس اسرائیل کو مکمل طور پر تباہ کر دیں گے۔کیا اس وقت آپ کی ایجنسی ہوش میں آئے گی۔بہرحال آپ اپنی سروس کو اب صرف قصبہ خلون اور لیبارٹری کے لیے ہی مخصوص کر لیں۔آپ کی ایجنسی کا کوئی بھی ایجنٹ اب قصبہ خلون سے باہر نہیں نظر آنا چاہیے۔آپ کے اختیارات کم کر کے اب صرف ایک ایجنسی کے چیف کی حیثیت تک ہی محدود کر دیئے گئے ہیں۔۔اب پاکیشیا سکرٹ سروس کے خلاف جی پی فائیو اور ریڈ آرمی ہی مشترکہ آپریشن کریں گی۔اور ان دونوں کی کامیابی کی صورت میں دونوں کو مشترکہ طور پر اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔اگر آپ دونوں کرنلز کو کچھ پوچھنا ہے۔تو پوچھ سکتے ہیں۔مگر اس بار یہ آپ دونوں کے لیے لاسٹ چانس ہے۔اگر اس بار آپ ناکام ہوگئے تو آپ دونوں کا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔'' صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل انتھونی کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے تھے۔ان کو راموس کی تذلیل سے دلی خوشی ہوئی تھی۔

''نہیں جناب۔اس بار ہم ناکام نہیں ہونگے۔'' کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔میٹنگ برخاست۔۔آپ سب جا سکتے ہیں۔'' صدر نے کہا۔

ٹائیگر اس وقت ایک انڈر گراونڈ کلب میں موجود تھا۔ رے کو اس نے قصبہ خلون کی تازہ صورتحال جاننے کے لیے کہا تھا۔ اس دوران بلیک کا فون بھی آیا تھا۔ ٹائیگر نے اس سے ڈریگون کلب کی تباہی کا افسوس بھی کیا تھا۔ مگر بقول بلیک اس کے لیے یہی بہت تھا کہ ٹائیگر صحیح سلامت موجود ہے۔ بلیک اپنا کام ختم کر چکا تھا۔ اس وجہ سے واپس اسرائیل آنا چاہتا تھا۔ مگر ٹائیگر نے اس کو منع کر دیا تھا۔

''جناب۔ ایک اہم خبر ملی ہے۔ کہ ون آئی کا ایک سیکشن چیف ہیری اس وقت شوٹنگ کلب میں موجود ہے۔'' رے نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پرجوش لہجے میں کہا۔

''اوہ۔۔ کدھر ہے شوٹنگ کلب۔ قدرت نے یہ اچھا موقع فراہم کیا ہے۔'' ٹائیگر نے فوراً ہی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''شوٹنگ کلب بھی باس بلیک کا ہی ایک کلب ہے۔ مگر وہ ہائی لیول آفیسرز کے لیے مخصوص کیا ہوا ہے۔ وہاں انھیں ہر طرح کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شوٹنگ کلب ہائی لیول آفیسرز میں کافی مقبول ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہمیں اپنے کاروبار میں بھی کافی آسانیاں مل جاتی ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیے۔ اس چیف سکیشن کو باآسانی اغوا کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی میں نے اپنے خاص آدمیوں کو اس کو بے ہوش کرنے کا کہہ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی شراب میں بے ہوشی کی دوا ملا دی گئی تھی۔ اور اب وہ اپنے سپیشل کیبن میں بے

ہوش پڑا ہوا۔ اس کلب میں خفیہ تہہ خانے بھی موجود ہیں۔ جہاں آپ اس سے اپنے مطلب کی معلومات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔'' رے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد ٹائیگر شوٹنگ کلب کے خفیہ تہہ خانے میں موجود تھا۔ جبکہ اس کے سامنے ایک کرسی پر ایک سخت چہرے والا آدمی بندھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اس کی ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو ہوش میں لے آیا۔ ہوش میں آنے کے بعد ہیر ی نے چند لمحوں کے لیے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد ایک طویل سانس لے کر اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔

''ہنری۔ تمھارا تعلق ون آئی کے کونسے سکیشن سے ہے۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''سنو۔ تم اغوا کرنے میں تو کامیاب ہوگئے ہو۔ لیکن اگر تم یہ سمجھ رہے

ہو۔کہ تم ہنری سے کچھ اگلوا سکو گے۔تو یہ تمھاری غلط فہمی ہے۔میں نے تشدد برداشت کرنے کے ٹاپ کورس کیے ہوئے ہیں۔اس لیے اب جسمانی تشدد سے تم مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتے۔تم زیادہ سے زیادہ اب صرف یہ کر سکتے ہو۔کہ مجھے مار دو۔ہنری نے سخت لہجے میں جواب دیا۔اس کا چہرے کی ساخت بتا رہی تھی۔کہ وہ حد درجہ ضدی طبعیت کا انسان ہے۔اس لیے ٹائیگر نے بغور ہنری کی طرف دیکھا۔

”اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔کہ تم نے تشدد برداشت کرنے کے کورس کر رکھے ہیں۔اس لیے میں تمھارے اوپر بس ایک سادہ سا عمل کروں گا۔مگر تم طوطے کی طرح بولنے لگ جاؤ گے۔“ ٹائیگر نے مڑتے ہوئے کہا۔اس دوران رے بھی واپس آ چکا تھا۔

”رے مجھے سرخ مرچیں اور ایک پانچ انچ لمبی مگر باریک لوہے کی سوئی چاہیے۔تاکہ ہنری کو معلوم ہو سکے۔کہ تشدد کسے کہتے ہیں۔“ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔تو رے اثبات میں سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔کچھ ہی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سوئی اور مرچوں کا ڈبا تھا۔

ہنری کا چہرہ اس قدر سپاٹ ہو چکا تھا۔جیسے وہ پتھر کا بن چکا تھا۔اس کا پورا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ٹائیگر نے چونک کر ہنری کی طرف دیکھا۔پھر اس انداز میں سر ہلا دیا۔جیسے اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ ہو۔ٹائیگر نے سوئی کو مرچوں کے ڈبے میں ڈال کر چند لمحے بعد نکال لیا۔پھر اس سوئی کو ایک سرے سے پکڑ کر ہنری کی طرف بڑھ گیا۔رے حیرت زدہ ہو کر ٹائیگر کے عمل کو دیکھ رہا تھا۔

ٹائیگر نے دائیں ہاتھ سے ہنری کی گردن کی پشت پر ہاتھ پھیر کر ایک

رگ کو تلاش کیا اور پھر اس کو چٹکی میں بھر لیا۔پھر اس رگ میں ایک جھٹکے سے سوئی اتار دی۔چار انچ سوئی ہنری کی گردن میں اتر چکی تھی۔ٹائیگر نے سوئی کا سرا مضبوطی سے پکڑے ہوئے سوئی کو تین دفعہ دائیں اور پھر چار دفعہ بائیں جانب حرکت دی۔اس کے بعد اس نے سوئی کو چاروں جانب آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا۔ابھی کچھ سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ ہنری یکلخت چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔اس کا پورا جسم بے حس ہو چکا تھا۔مگر اس کے چہرے سے لگ رہا تھا۔جیسے وہ اس وقت شدید عذاب میں مبتلا ہے۔ٹائیگر نے سوئی کو تھوڑا سا مزید اندر کیا۔تو ہنری کی آنکھوں اور ناک سے خون کی باریک لکیر نکلن شروع ہو گئیں۔اس کے ساتھ ہی اس کی چیخوں میں بھی اسی قدر اضافہ ہو گیا تھا۔

”فار گاڈ سیک۔۔بند کرو یہ عذاب۔۔میں بتاتا ہوں.....“ ہنری نے تیز تیز کہا۔تکلیف کی وجہ سے اس کے منہ سے الفاظ بھی پوری طرح ادا نہیں ہو رہے تھے۔

”ابھی تو یہ ابتدا تھی۔ہنری۔ابھی سے تم نے ہمت چھوڑ دی۔“ ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے سوئی نکالتے ہوئے کہا۔سوئی کے نکلتے ساتھ ہی ہنری کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔اور چند ہی سیکنڈ میں وہ پسینے سے بھیگ گیا تھا۔

”یہ۔یہ تم نے کیا کیا تھا۔میں نے تو ٹاپ فائیو کا عمل کر کے اپنے جسم کو بے حس کر لیا تھا۔مگر تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔“ ہنری نے درد ختم ہونے کے بعد حیرت کی شدت سے پوچھا۔وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔جیسے سو میٹر کی دوڑ میں حصہ لے کر آیا ہو۔

''میں نے صرف تمھارے حرام مغز تک جانے والی رگ میں سوئی ڈال کر اس کو ہلا دیا تھا۔اور تمھاری بے حسی مرچوں نے دور کر دی۔ جیسے ہی مرچیں تمھاری رگ کے ساتھ حرام مغز میں پہنچی تو تمھاری بے حسی دور ہوگئی۔اب سوالات کی باری میری ہے۔اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا۔ میں تمھارے لاشعور سے بھی تمام معلومات حاصل کر سکتا ہوں۔'' ٹائیگر نے بات کرتے کرتے سرد لہجے میں دھمکی دی۔تو ہنری بے اختیار سانس لے کر رہ گیا۔

''مجھے پتہ چل گیا ہے۔کہ میں تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں۔اس لیے تم جو پوچھنا چاہتے ہو۔اس کا جواب صحیح صحیح مل جائے گا۔'' ہنری نے مایوس لہجے میں کہا۔

تمھارے بارے میں ساری تفصیلات بتاؤ۔ تمھارے نائب کا نام۔ نمبر۔کوڈز۔ مجھے سب معلومات چاہییں۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔ٹائیگر نے ہنری کا میک اپ کرنے کا سوچ لیا تھا۔کیونکہ اس کا قد وقامت ہنری کے جیسا ہی تھا۔

''آہ۔۔کاش میں ادھر نہ آتا۔سیدھا خلون چلا جاتا۔۔ویسے بھی ادھر آج ہمارا آخری دن تھا۔سب سیکشنز کو واپس خلون میں بلا لیا گیا ہے۔اب ہماری ڈیوٹی صرف قصبہ خلون میں ہے۔'' اس کے ساتھ ہی ہنری نے سب تفصیل بتا دی۔

''تمھارے سیکشنز کو واپس کیوں بلایا جا رہا ہے۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''چیف راموس کا فون آیا تھا۔اسرائیل کے صدر ون آئی کی کارگردگی کی وجہ سے غصہ ہوگئے ہیں۔اس لیے ون آئی کو صرف قصبے تک مخصوص کر کے چیف راموس کے اختیارات کو بھی محدود کر دیا گیا ہے۔اور قصبہ خلون کے باہر کی نگرانی ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کو سونپ دی گئیں ہیں۔'' ہنری نے جواب دیا۔

''کیا تمھارا سکیشن بھی واپس جا چکا ہے ہنری۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں میرا سکیشن آج رات کو یہاں سے جائے گا۔جب کہ دوسرا سکیشن جا چکا ہے۔'' ہنری نے جواب دیا۔

''تمھارے سیکشنز اور باقی سیکشنز میں جو کوڈز ورڈز ہیں۔ان کی تفصیلات کیا ہیں۔اس کے علاوہ کیا قصبہ خلون میں اسلحے کا بھی کوئی سٹور موجود ہے۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں ہر سیکشن کے پاس ایک اسلحے کا سٹور بھی موجود ہے۔جہاں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔'' ہنری نے باقی تفصیل بھی بتا دی۔تو ٹائیگر نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔وہ اپنے مطلب کی تمام معلومات لے چکا تھا۔اب آسانی سے ہنری کا کردار ادا کر سکتا تھا۔رے کی مدد سے اس نے کلب کاؤنٹر سے فون کر کے ہنری کے نائب ولسن کو بتا دیا تھا۔کہ ہنری زیادہ نشے کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا ہے۔اس لیے اس کو فون کیا گیا ہے تاکہ وہ ہنری کو آ کر لے جائے۔اس دوران ٹائیگر نے ہنری کا میک اپ کر کے اس کے کپڑے پہن لیے تھے۔اور پھر اس نے ہنری کی گردن ایک جھٹکے سے توڑ دی تھی۔رے نے ہنری کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا تھا۔

اب ٹائیگر سپیشل کیبن میں بیٹھا ولسن کا انتظار کر رہا تھا۔اس کے اردگرد شراب کی چھ بوتلیں گری ہوئیں تھیں۔ٹائیگر اس وقت نشے میں ہونے کی لازوال ایکٹنگ کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔

اس نے آتے ہی کیبن کی حالت اور ہنری کی حالت دیکھی تو اس طرح سر ہلا دیا۔ جیسے اس کو پتہ ہو۔ کہ ہنری اتنی شراب پینے کے بعد واقعی آوٹ آف کنٹرول ہو جاتا ہے۔ اس نے ہنری کو اپنے کندھے پر لادا۔ اور پھر کچھ دیر کے بعد وہ ٹائیگر کو لیے اپنی گاڑی میں بیٹھا اپنے ہیڈ کواٹر کی طرف جا رہا تھا۔ پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ولسن نے ایک بڑی کوٹھی کے سامنے گاڑی روکی۔ اور پھر ٹائیگر کو اٹھا کر کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ پھر ٹائیگر کو ایک بیڈ پر لٹانے کے بعد ولسن واپس مڑ گیا۔

''عمران صاحب کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔'' اچانک کیپٹن شکیل نے اندر آ کر کہا۔

''اوہ۔ نگرانی کرنے والے کونسی سمت میں موجود ہیں۔'' عمران نے پوچھا۔

''فی الحال تو نگرانی کرنے والا ایک ہی شخص ہے۔ اور وہ سامنے پارک میں موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈیوائس بھی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کوٹھی کو مشکوک انداز میں دیکھتا ہے۔'' کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اسی وقت باہر سے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

''عمران کوٹھی پر حملہ ہونے لگا۔ ریڈ آرمی کی بہت سی جیپیں ابھی ابھی اس

کوٹھی کے پاس آکر رکیں ہیں۔ان کے پاس گیس فائر کرنے کے لیے گنز موجود ہیں''۔تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی تیز تیز کہا۔

''سب جلدی سے دو گولیاں اپنے منہ میں رکھ لیں۔اور طاہر تم جا کر جلدی سے صدیقی کو بھی یہ گولیاں دے آؤ'' عمران نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر اس میں سے دو گولیاں اپنے منہ میں رکھنے کے بعد باقی گولیاں سب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔طاہر نے گولیاں لیں۔اور باہر دوڑ لگا دی۔

کچھ ہی دیر میں گیس کیپسول پوری کوٹھی پر گرنے لگے۔عمران نے اپنے ساتھیوں کو بے ہوشی کے انداز میں لیٹنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ٹیڑے میڑھے انداز میں لیٹ گیا۔

تقریباً بیس منٹ کے بعد کافی افرا د ایک ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئے۔پھر کمرے میں موجود افراد کو بے ہوش دیکھ کر انھوں نے بے ہوش افراد کو اٹھایا اور واپس چلے گئے۔

پھر گاڑی پر ایک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک بار پھر سے کندھوں پر اٹھا کر ایک سنسان علاقے میں موجود عمارت میں لے جایا گیا۔اس دوران عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش رہنے کی بے داغ اداکاری کر رہے تھے۔پھر کچھ دیر میں ان کو ایک کمرے میں جیسے ہی کرسیوں پر باندھ گیا۔عمران نے ایک دم سے آنکھیں کھول کر حملہ کرنے کا کہا۔تو آن کی آن میں وہ سب افراد جو ان سب کو اٹھا کر اندر لائے تھے۔ان کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔ان کی جیبوں کی تلاشی کے بعد ان کے پاس سے مشین پسٹل بھی برآمد ہوئے تھے۔عمران نے اپنے ساتھیوں کا اشارہ کیا۔اور پھر وہ پوری عمارت میں پھیل گئے۔عمارت اس

وقت بالکل خالی تھی۔عمران کو یقین تھا کہ ابھی کوئی نہ کوئی ضرور آجائے گا۔اس لیے اس نے اپنے ساتھیوں کو اس طرح پوزیشن دے کر چھپایا تھا۔کہ عمارت میں داخل ہونے والے ان کی گولیوں سے نہ بچ سکیں۔

تھوڑی دیر کے بعد عمارت سے باہر گاڑیاں رکنے کی آواز سن کر عمران اور اس کے سب ساتھی ایک دم سے چوکنا ہو گئے۔صدیقی گیٹ کے پیچھے کھڑا تھا۔اس نے گیٹ کے پیچھے کھڑے کھڑے دروازہ کھولا اور خود دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔اسی وقت ایک گاڑی عمارت کے اندر داخل ہوئی۔اور باقی لوگ گاڑیوں سے اتر کر عمارت میں داخل ہونے لگے۔عمارت کے اندر داخل ہوتے ہی سب ایک دم سے چونک گئے۔کیونکہ عمارت خالی نظر آرہی تھی۔حتی کہ صدیقی بھی ایک سائیڈ پر جا کر اب چھپ گیا تھا۔عمارت میں داخل ہونے افراد کی تعداد دس کے قریب تھی۔اسی وقت گاڑی کے ڈرائیوار نے بھی خطرہ بھانپ لیا تھا۔اس نے تیزی سے

گاڑی کو ریورس کرنے کی کوشش کی۔مگر اس سے پہلے عمران کی مشین گن سے چلائی گئی گولی نے گاڑی کے ٹائر برسٹ کر دیئے تھے۔عمران کی طرف سے ہونے والی فائرنگ نے اس کے ساتھیوں کو سگنل دے دیا تھا۔اس لیے ان سب نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر عمارت میں داخل ہونے والے افرا پر فائرنگ کر دی۔کچھ ہی لمحوں میں دس کے دس افراد موت کا شکار ہو چکے تھے۔جبکہ گاڑی میں موجود دو افراد نے یکلخت اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔اور گاڑی سے باہر آگئے۔عمران نے اپنے ساتھیوں کو فائرنگ روکنے کا اشارہ دیا۔اور خود تیزی سے گاڑی سے نکلنے والے افراد کی طرف بڑھتا چلا گیا۔اس کی نظر جیسی ہی گاڑی سے نکلنے والے ایک شخص پر پڑی۔تو عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''کرنل انتھونی۔ تمھیں دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ تم بہت اچھے وقت پر آئے ہو۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جبکہ کرنل انتھونی کوئی جواب دئے بغیر عمران کو گھورتا رہا۔

''ان دونوں کو اندر لے جا کر باندھ دو۔۔ اور اس دوسرے آدمی کو وقتی طور پر بے ہوش کر دینا۔ اب یہ اڈا فی الحال ہمارے کام آئے گا۔ اور ان مرے ہوئے آدمیوں کی لاشیں بھی اندرونی کسی کمرے میں چھپا دو۔'' عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا۔ اور تیزی سے عمارت میں داخل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد کرنل انتھونی اور دوسرا آدمی رسیوں سے باندھے جا چکے تھے۔

''کرنل مجھے معلوم ہے۔ کہ تم تشدد پسند نہیں کرو گے۔ اور جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ تم مجھے باآسانی بتا دو گے۔ ورنہ تم جانتے ہی ہو۔ کہ میں جو بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کو معلوم کر کے ہی رہتا ہوں۔'' عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اگر تم وعدہ کرتے ہو۔ کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمھارے سارے سوالوں کا نہ صرف

صحیح جواب دوں گا۔ بلکہ اسرائیل سے نکلنے میں بھی تمھاری مدد کروں گا۔''

کرنل انتھونی نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ عمران کو اچانک اس طرح سامنے دیکھ کر اس کو اپنی موت نظر آنے لگی تھی۔

''اسرائیل سے تو اس وقت ہم جائیں گے۔ جب پاکیشیا کے خلاف بننے والی ارتھ زون لیبارٹری کو تباہ کریں گے۔ اور اس بار کوئی وعدہ نہیں۔ تم لوگوں نے مسلمانوں کے خلاوف انسانیت زوز پلان بنایا ہے۔ اب تمھاری معلومات کی فراہمی کے اوپر تمھاری زندگی کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر تو تم ہمیں کوئی ایسی بات بتانے میں

کامیاب ہو جاتے ہو۔ جو ہمارے مشن کے لیے فائدہ مند ہو تو ہو سکتا ہے۔ تمھیں زندہ چھوڑ دیا جائے۔'' عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک میں اپنی طرف سے تمھیں پوری معلومات فراہم کروں گا۔ اگر معلومات تمھارے مطلب کی ہوئیں تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔'' کرنل انتھونی نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے تم یہاں کیسے آ گئے ہو۔ کیونکہ پہلے کی معلومات کے مطابق ریڈ آرمی اور جی پی فائیو دونوں کی نسبت ون آئی کو آگے کیا گیا تھا۔'' عمران نے پوچھا۔

''ون آئی کی مسلسل ناکامی اور اس کے سیکشنز تباہ ہونے کے بعد صدر صاحب نے اس ایجنسی کو صرف قصبہ خلون تک محصور کر دیا ہے۔ اور باقی کی ذمہ داری جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو دے دی گئی ہے۔'' کرنل نے جواب دیا۔

''کرنل کیا یہاں میک اپ باکس اور ریڈ آرمی کی اضافی یونیفارمز مل جائیں گی۔'' عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہ عمارت ہمارے لیے ایمرجنسی ہیڈ کواٹر کا کام کرتی ہے۔ اس لیے ضرورت کی ہر چیز

ادھر موجود ہے۔ اور اسلحہ بھی موجود ہے۔'' کرنل نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔ کرنل انتھونی واقعی ہر انفارمیشن دے رہا تھا۔ کیونکہ اسی صورت میں اس کو اپنا زندہ بچنا ممکن لگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سٹور روم کی لوکیشن بتا دی جہاں سے میک اپ باکس اور دوسری اشیاء حاصل کرنی تھیں۔

''گڈ۔۔ صفدر تم اور طاہر جاؤ۔ اور سب ساتھیوں کے ناپ کا یونیفارم اور

میک اپ باکس لے کر آؤ۔اتنی دیر میں میں اسلحے کا سٹور کا جائزہ لے لوں۔تنویر تم یہاں رکو۔اور اگر اس نے کوئی بھی حرکت کرنے کی کوشش کی تو بلا دریغ اس کی گردن توڑ دینا۔اور اس دوسرے آدمی کی گردن توڑ دو ابھی۔۔صدیقی اور کیپٹن شکیل تم دونوں باہر جا کر نگرانی کرو“۔عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔اور پھر اسلحے کے سٹور کی طرف جانے کے لیے قدم اٹھاتا ہوا باہر چلا گیا۔

عمران جب اسلحے کا جائزہ لے کر واپس کمرے میں آیا تو صفدر اور طاہر سب کے ناپ کی یونیفارمز لے کر آ گئے تھے۔

”طاہر تم جا کر لاشوں کا جائزہ لو۔اور پھر جو ساتھی جس لاش کی جسامت کا ہو۔اس لاش کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس کا آئی کارڈ لے لو۔اور پھر واپس آ کر سب ساتھیوں کا میک اپ بھی کر دو۔اتنی دیر میں کرنل سے مزید کچھ معلومات حاصل کر لوں۔“ عمران نے کہا اور کرنل کی طرف مڑ گیا۔کرنل کا رنگ سفید ہو رہا تھا۔کیونکہ تنویر نے بڑی بے دردی سے بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کی گردن توڑ دی تھی۔

”ون آئی کے چیف کا کیا نام ہے“۔عمران نے پوچھا۔

”راموس۔“ کرنل نے اس بڑی نفرت سے اس کا نام لیا تھا۔

”اوہ۔تم شائد راموس کو پسند نہیں کرتے۔اس لیے اس کا نام اتنی نفرت سے لیا ہے۔مگر مجھے اس کا فون نمبر چاہیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فون نمبر میری ڈائری میں لکھا ہوا ہے۔اور ڈائری میرے آفس کی ٹیبل پر موجود ہے۔“ کرنل نے جلدی سے کہا۔

عمران نے اثبات می سر ہلا دیا۔

اس کے ساتھ ہی عمران نے بجلی کی تیزی سے حرکت کی۔اور اگلے ہی لمحے

کمرہ کرنل کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے گونج اٹھا۔گردن کی آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔اس دوران طاہر صدیقی پر میک اپ کر رہا تھا۔اور تنویر نگرانی کرنے کے لیے باہر جا چکا تھا۔

”صفدر اس کے کپڑے اتارو جلدی۔اتنی دیر میں اس کے آفس کی تلاشی لے کر آتا ہوں۔“ عمران نے تیزی سے کہا اور باہر نکل گیا۔کچھ ہی دیر میں وہ فون نمبر حاصل کر چکا تھا۔مگر ادھر کام کی کوئی اور چیز نہ تھی۔اس لیے واپس مڑ گیا۔

”صفدر باہر کھڑی گاڑی کے بڑسٹ ٹائر تبدیل کرو جا کر جلدی۔میں اتنی دیر میں اپنا اور طاہر کا میک اپ کر لوں۔“ عمران نے سب ساتھیوں کو تیار دیکھتے ہوئے کہا۔پھر کچھ ہی دیر میں عمران کرنل انتھونی کے روپ میں آ چکا تھا۔سوائے تنویر کے اور باقی سب کا میک اپ لاشوں کے چہروں کے مطابق ہو چکا تھا۔اور ان لاشوں کی جیبوں سے ملنے والے آئی ڈی کارڈز بھی ان لوگوں نے اپنی جیبوں میں رکھ لیے تھے۔تنویر کی طرف سے اتنی فکر نہ تھی۔کیونکہ عمران بذات خود ریڈ آرم کا چیف بن گیا تھا۔اسی وقت عمران کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔

عمران نے فوراً ہی واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے منہ کے قریب کر لیا۔

”پرنس......“ عمران نے کہا۔

”عقاب بول رہا ہوں۔میرے ساتھیوں سے ابھی اطلاع ملی تھی۔کہ آپ کو ریڈ آرمی نے گرفتار کر لیا ہے۔“ دوسری طرف سے حارث نے پریشان لہجے میں کہا۔

”ہم لوگ ٹھیک ہیں اور اپنے مشن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔اب تم سے رابطہ مشن مکمل ہونے کے بعد ہی ہوگا۔“ عمران نے کہا۔اور کال کاٹ دی۔

”تنویر اور میں کرنل کی گاڑی پر جائیں گے۔ جبکہ باقی افراد دوسری گاڑیوں پر جائیں گے۔ تنویر تم کار ڈرائیو کرو گے۔ تم سب اب ریڈ آرم کے سپیشل سکیشن کا کردار نبھاؤ گے مگر جانے سے پہلے ان سب لاشوں کے چہرے خراب کر کے ان کو یہاں موجود گٹروں میں بہا دو اور اسلحہ سٹور سے سب اپنے لیے اسلحے کے بیگ تیار کر لو۔ پوری طرح مسلح ہو جان۔ یہ سمجھ لینا۔ کہ آج ہم لوگوں نے جنگ جیتنی ہے۔ چاہے ہمارے جسموں کے ٹکڑے ہی کیوں نہ اڑ جائیں۔ آج سے دو دن کے بعد پاکیشیا پر تجربہ کیا جا رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور خود بھی اسلحے کے سٹور روم کی طرف بڑھ گیا۔ پاکیشیا پر دو دن کے بعد تجربے والی بات کرنل انتھونی نے بتائی تھی۔

”عمران صاحب یہاں سٹور میں ایسڈ بھی موجود ہے۔ تو کیوں نہ ریڈ آرمی کی لاشوں کو گٹر میں پھینک کر ان پر تیزاب پھینک دیا جائے۔ اس طرح ان کے ڈھونڈ لیے جانے کا بھی خدشہ ختم ہو جائے گا۔“ طاہر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تنویر تم اور صدیقی جا کر سب لاشوں کو گٹر میں ڈال کر تیزاب پھینک دو اوپر سے۔“ عمران نے کہا۔

اس دوارن سب ساتھیوں نے سٹور روم سے بیگ لے کر ان کو اسلحے سے بھر لیا تھا۔ اسلحہ لینے میں عمران کی ہدایات پر سب نے عمل کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سب ساتھی آ کر گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے۔ عمران نے اپنے ساتھ کرنل انتھونی کا ٹرانسمیٹر بھی لے لیا تھا۔

تنویر تیز رفتاری سے گاڑی چلاتا ہوا قصبہ خلون کے قریبی شہر پہنچ رہا تھا۔ جبکہ دوسری گاڑی کو کیپٹن شکیل ڈرائیو کر دہا تھا۔ اور اس کے ساتھ صفدر اور طاہر موجو د تھے۔ جبکہ ک تیسری گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاور موجود تھا۔ اور صدیقی اس کے

ساتھ بیٹھا تھا۔

ٹائیگر اس وقت قصبہ خلون میں موجود ہنری ے کے سیکشن کے ہیڈ کواٹر میں موجود تھا۔ چیف راموس اس وقت بذات خود جوزف کے سیکشن کو لیڈ کر رہا تھا۔ اور قصبہ خلون سے باہر ایک چوکی بیٹھا اپنے تمام گروپس کی رپوٹس لے رہا تھا۔ ٹائیگر کو قصبہ خلون آئے آج دوسرا دن تھا۔ آدھی رات کا وقت ہو رہا تھا۔ ابھی تک ٹائیگر کی بے داغ اداکاری کی وجہ سے کسی کو اس پر شک بھی نہیں ہوا تھا۔ ویسے بھی ٹائیگر ابھی تک زیادہ تر ہنری کے نمبر ٹو ولسن سے ہی سب کام لے رہا تھا۔ لیبارٹری کی خفاظت کی ذمہ داری بھی ہنری کے گروپ کو مل چکی تھی۔ ٹائیگر اب ایک لحاظ سے اپنے مشن کو مکمل کرنے کے انتہائی قریب پہنچ چکا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ جلد بازی اس کو اپنے مشن کی تکمیل سے کوسوں دور لے کر جا سکتی ہے۔ اس وجہ سے وہ اطمینان سے منصوبہ بندی کر کے وار کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کو ابھی تک اٹیک کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا اور اب صرف چند ہی گھنٹے باقی بچے تھے۔

وہ حتمی طور پر معلوم کر چکا تھا۔ کہ اگلے دن صبح ٹھیک سورج نکلنے کے بعد پاکیشیا پر ارتھ وائرس ریز اٹیک کر دیا جائے گا۔ اور اگر ایک بار وہ اٹیک کر دیا جاتا۔ اس کو کسی بھی صورت میں روکنا ناممکن تھا۔ ٹائیگر کے لیے مسئلہ یہ تھا کہ وہ صرف ارتھ

زون لیبارٹری کے باہر رہ کر نگرانی کر سکتا تھا۔ اس کے سیکشن کو کسی بھی صورت میں لیبارٹری میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ مگر ٹائیگر کو فی الحال کوئی ایسا پلان سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کہ جس پر عمل کر کے وہ لیبارٹری کو تباہ کر کے پاکیشیا کو بچا سکتا۔ اسی وقت ولسن کمرے میں داخل ہوا۔

''باس ایک دن اور اس کے بعد ہم لوگوں کو اس بور کام سے نجات مل جائے گی۔ اور اسرائیل

کے سب سے بڑے دشمن پاکیشا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سسک سسک کر مریں گے مسلمان۔'' ولسن نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ٹائیگر کا چہرہ ایک دم سے سکڑ گیا اور اس کی آنکھوں میں سرخی پھیل گئی۔

''ابھی ایک دن مزید بچا ہے۔ کل کیا ہوگا۔ کس کو پتہ ہے۔'' ٹائیگر نے اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہم سب پوری طرح ہوشیار رہیں۔ اس بار فتح اسرائیل کا مقدر بنے گی۔'' ولسن نے کہا۔

''ولسن تم یہاں سب سے پرانے ہو۔ کیا تمھارے خیال میں لیبارٹری میں داخلے کے لیے کوئی ایسا خفیہ رستہ موجود ہے۔ جس سے کوئی داخل ہو کر لیبارٹری میں پہنچ جائے اور ہم لوگوں کو پتہ نہ چل سکے۔'' ٹائیگر نے پوچھا۔

''نو باس۔ لیبارٹری میں ایسا کوئی رستہ نہیں بنایا گیا تھا۔ کیونکہ یہ بنیادی طور پر جراثیم بنانے کے لیے لیبارٹری بنائی گئی تھی۔ اس لیے اس کی ساخت دوسری لیبارٹریوں سے ہٹ کر ہے۔ میری ایک دفعہ ڈاکٹر پیٹر سے بات ہوئی تھی۔ اس نے

بتایا تھا۔ کہ یہ انتہائی خصوصی ساخت کی لیبارٹری ہے۔ اس لیے اس کو نہ تو بم پروف بنایا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی ایسا کوئی دوسرا میٹریل استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے جراثیم کی افزائش یا تجربات میں کوئی خلل آئے۔ اس وجہ سے اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس لیبارٹری کو اوپن ہی رکھا جائے گا۔ مگر اس کی حفاظت کے لیے پورا قصبہ خلون خالی کرا لیا گیا تھا۔'' ولسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ولسن ویپن سٹور چلو۔ مجھے اسلحے کا معائنہ کرنا ہے۔ کہ اگر ہم لوگوں پر بے خبری میں حملہ کر دیا

گیا تو کیا ہمارے پاس موجود اسلحہ ہمارے دفاع کے لیے کافی رہے گا۔''

ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو ولسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ویپن سٹور پہنچ چکے تھے۔ اسلحے کا جائزہ لینے کے بعد ٹائیگر کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ کیونکہ اس نے یہاں ایسا اسلحہ بھی دیکھ لیا تھا۔ جس سے پورا قصبہ خلون سیکنڈوں میں تباہ کا جا سکتا تھا۔

ٹائیگر نے یکلخت اپنی جیب سے ایک تیز خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

''ولسن تم نے پاکیشیا اور مسلمانوں کے خلاف بات کر کے اپنی موت کو خود ہی آواز دے لی ہے۔'' ٹائیگر نے اس بار اپنے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بہت سخت تھا۔ اس سے پہلے کہ ولسن کچھ سمجھتا۔ ٹائیگر نے خنجر اس کی شہ رگ میں اتار دیا۔ ٹائیگر کے چہرے پر بھرپور نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ٹائیگر اب فیصلہ کر چکا تھا۔ ک اس کو پورا قصبہ خلون تباہ کرنا ہے۔ صرف یہ ہی ایک طریقہ تھا جس سے ارتھ زون لیبارٹری کا خاتمہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی اپنی جان بھی جانی تھی۔ مگر ٹائیگر نے اپنی موت قبول کر لی تھی۔ لیکن اس کو یہ منظور نہیں تھا۔ کہ

چند گھنٹے کے بعد یہودی جشن منائیں۔ پاکیشیا اور مسلمانوں کے خاتمے کا۔

ٹائیگر نے اسلحے میں موجود کچھ بم ری جارج کر کے ان کو ایک طرف چھپا دیا۔ پھر ایک ہیوی مزائل گن اور کافی تعداد میں ایمونیشن کو ایک بیگ میں ڈالا۔ اور پھر بیگ کو کندھے پر ڈالنے کے بعد ایک جانب پڑی ہوئی میشن پسٹل اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لی۔ اور دوسری جیبوں میں اس نے ہینڈ گرنیڈ بڑھ لیے تھے۔ کچھ ہی دیر میں ٹائیگر وپیسن

سٹور سے دور ہو چکا تھا۔ اس نے جیب سے ریموٹ نکالا۔ اور اس کیا بٹن پریس کر دیا۔ اگلے ہی لمحے ایسا لگا۔ جیسے قصبہ خلون میں زلزلہ آ گیا ہو۔ پھر ایک زوردار دھماکے کی وجہ سے ہر طرف افراتفری پھیل چکی تھی۔ ٹائیگر نے مزائل گن کو اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے اس طرح مزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ کہ ایسے لگ رہا تھا کہ قصبہ خلون کے چاروں طرف سے حملہ ہو گیا ہو۔ ٹائیگر نے اب بھاگتے ہوئے اپنا رخ ارتھ زون لیبارٹری کی طرف کر لیا تھا۔ مگر اس کا ہاتھ اب مزائل گن پر ہی تھا۔ ہر طرف لاشیں بکھری نظر آ رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ ون آئی کے

سیکشن کچھ کرتے۔ ٹائیگر نے ان کی بے خبری میں آدھے سے زیادہ افراد کو مزائل گن سے اڑا دیا تھا۔ سورج نکلنے میں آدھے گھنٹے کا وقت رہ چکا تھا۔ اور ٹائیگر اس وقت ارتھ زون لیبارٹری کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ اس نے اپنی مزائل گن سیدھی کی۔ مگر اس سے پہلے وہ فائر کرتا۔ ایک گولی اس کے سینے پر آ کر لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ ٹائیگر کو چاروں طرف سے گھیرا جا چکا تھا۔ باقی بچنے والے افراد نے کچھ ہی دیر میں ٹائیگر کی سمت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ اور اب اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ٹائیگر اس وقت زمین پر اوندھے منہ گر چکا تھا۔ اس کے سینے سے تیزی سے خون نکل رہا تھا۔ ٹائیگر کی آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا۔ مگر ٹائیگر مسلسل سر جھٹک کر اپنے اوپر چھانے والے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹائیگر کے گرد افراد آہستہ آہستہ ٹائیگر کے نزدیک ہو رہے تھے۔ انھوں نے ٹائیگر کو گولی لگتے دیکھ کر اور پھر نیچے گرتے دیکھ کر یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ دشمن مر چکا ہے۔ یا اب حملہ کرنے کے قابل نہیں رہا۔ اس لیے وہ اب تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ٹائیگر نے لیٹے لیٹے ہی اپنا مزائل گن والا ہاتھ اٹھایا۔ اور پھر اس کی مزائل گن سے نکلنے والے تمام مزائل کا رخ لیبارٹری کی طرف

تھا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ اپنی جیب سے ہینڈ گرنیڈ نکال کر مسلح افراد کی پرواہ کئے بغیر لیبارٹری کی طرف پھینک رہا تھا۔ مسلح افراد نے جیسے ہی ٹائیگر کو ایک دفعہ پھر سے فائرنگ کرتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے ایک دفعہ پھر سے پوزیشن لے کر فائرنگ کر دی۔ مگر انھیں دیر ہو چکی تھی۔ ٹائیگر کی طرف سے فائر کیے گئے تمام مزائل اور بم لیبارٹری کی سمت بڑھ چکے تھے۔ اور اگلے ہی لمحے فضاء دھماکوں اور ٹائیگر کی چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔ ٹائیگر کے ہاتھ سے ہینڈ گرنیڈ گر چکا تھا۔ اس کے بے جان ہوتے

ہاتھ سے اس سے پہلے کہ مزائل گن بھی گر جاتی۔اس نے یکلخت مزائل گن کا رخ گھمایا۔اور راؤنڈ فائر کر دیا۔یہ اس کی آخری کوشش تھی۔اور اس کے بعد اس کی آنکھوں کے آگے کالا اندھیرا چھا گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ریڈ آرمی کے روپ میں قصبہ خلون سے باہر پہنچ چکے تھے۔اس وقت عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ریڈ آرمی کی رہائش پر تھا۔عمران نے تنویر ایکشن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اس کے لیے اس نے رات کا وقت منتخب کیا تھا۔ عین اسی وقت عمران کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔پھر جیسے اس کے ذہن میں سورج کی کرنیں چمکنے لگیں تھیں۔اس کے ساتھ ہی عمران کو ہوش آ گیا۔عمران نے آنکھیں کھولنے کے بعد گردن گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیا۔اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی بندھے ہوئے تھے۔مگر وہ سب اپنے اصل روپ میں تھے۔اور سامنے کرنل ڈیوڈ ایک کرسی پر اکڑا بیٹھا تھا۔اس کے پیچھے اس کے مسلح افراد کسی بھی صورتحال سے نمٹنے کے لیے محتاط انداز میں کھڑے تھے۔

”عمران......تمھاری موت۔میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔تمھارا میک اپ صاف ہو چکا ہے“۔کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”تمھیں شک کیسے ہوا۔“ عمران نے مختصراً پوچھا۔اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔اس کی معلومات

کے مطابق پاکیشیا پر حملہ اب کسی وقت بھی ہو سکتا تھا۔

''جب تم نے جی پی فائیو کی آخری چوکی کراس کی تھی۔ تو وہاں تمھاری پچھلی گاڑی کے ڈرائیور نے جس ریڈ آرمی کے ایجنٹ کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ اس کا کزن اس چوکی پر موجود تھا۔ مگر اس ڈرائیور کی آنکھوں میں اس کے لیے کوئی شناخت نہ ابھری تھی۔ جس پر چوکی پر موجود ایجنٹ نے جب بغور اس کا جائزہ لیا تو اس کو دونوں کے جسموں میں واضح فرق نظر آیا۔ اس نے یہ بات اپنے انچارج سے کی۔ اور اس انچارج نے مجھے رپوٹ کی۔ جس پر تم لوگوں کی ٹیلی ویژ سے نگرانی کی گئی۔ اور پھر تم لوگوں نے ریڈ آرمی کی رہائش پر جانے کے بعد مسلسل اپنی زبان میں بات کی تھی۔ جس کی وجہ سے میں کنفرم ہو گیا تھا۔ اور اب تم ادھر بندھی ہوئی حالت میں ہو۔ اور ٹھیک د و گھنٹے کے بعد پاکیشیا پر عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔'' کرنل ڈیوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے عمران کی گرفتاری کی وجہ سے اس کا روم روم خوشی سے جھوم رہا ہو۔

اسی وقت کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ اور ایک آدم دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''چیف قصبہ خلون پر حملہ ہو گیا ہے۔ ادھر سے مسلسل دھماکوں کی آوازیں آرہی ہیں۔'' اس آدمی نے آتے ساتھ ہی چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا بک رہے۔ کیا تم نشے میں ہو۔'' کرنل غرایا۔

''نہیں جناب۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔'' اس آدمی نے جواب دیا۔

''دو آدمی ادھر نگرانی کریں۔ باقی سب میرے ساتھی آئیں۔'' کرنل ڈیوڈ

نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اپنے آپ کو پہلے آزاد کر چکے تھے۔ جیسے کمرہ خالی ہوا۔ ایک دم سے کیپٹن شکیل اور صفدر حرکت میں آئے۔

اور دوسرے ہی لمحے دونوں افرا جوان کی کرسیوں کے قریب ہی کھڑے تھے۔ اپنی اپنی گردن تڑوا چکے تھے۔

دو گھنٹے کے بعد پاکیشیا پر حملے کا سن کر عمران سمیت سب ہی کنگ رہ گئے تھے۔ انھیں ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے ان کے جسموں سے جان ختم ہو چکی ہو۔ مگر قصبہ خلون پر حملے کا سن کر ان کے اٹکتے سانس کچھ بحال ہوئے تھے۔

''جو بھی سامنے آئے اڑا دو۔ ہمیں ہر صورت میں قصبہ خلون پہنچنا ہے۔ ہمارے بیگز بھی ادھر موجود ہیں۔'' عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر ایک بیگ اٹھا کر باہر دوڑ لگا دی۔ اس کے ساتھیوں نے عمران کی تقلید کی۔

عمران اور اس کے ساتھی اب سر پر کفن باندھ چکے تھے۔ مسلسل فائرنگ کی وجہ سے کوئی بھی نہیں بچ رہا تھا۔ ایک کمرے میں کرنل ڈیوڈ بھی فون پر بات کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ سنبھلتا۔ تنویر نے اس کی بھی کھوپڑی اڑا دی تھی۔

''عمران صاحب۔ ادھر احاطے میں جی پی فائیو کا ہیلی کاپٹر موجود ہے۔'' صدیقی نے چلا کر کہا۔ تو سب ساتھیوں نے بے اختیار اس طرف رخ کیا۔ کچھ ہی دیر میں ان کا ہیلی کاپٹر ہوا میں بلند ہو کر تیزی سے قصبہ خلون میں کی طرف جا رہا تھا۔ فضاء دھماکوں سے گونج رہی تھی۔ اور ہر طرف دھویں کے بادل بلند ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر اس وقت چٹانوں جیسی سختی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس نے اپنا ہیلی کاپٹر زمین کے قریب کرتے ہوئے زمین پر اتار دیا۔ سب

ساتھیوں نے اسلحہ اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ پھر دھماکوں کی سمت متعین کرنے کے بعد عمران نے ایک طرف تیزی سے دوڑنے کا اشارہ کیا۔ اس کا اندازہ تھا۔ کہ یہ دھماکے لیبارٹری کی سمت سے آ رہے ہیں۔ رستے میں ہر طرف

لاشوں کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ کئی جگہوں پر تو زمین پر پڑے والے شگاف اتنے گہرے تھے کہ کھائی سے بنی محسوس ہو رہی تھی۔

''اوہ......وہ تو ٹائیگر گرا ہوا ہے۔'' اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ا س کے ساتھ ہی اس نے مسلح افراد کو ٹائیگر کی طرف فائرنگ کرتے دیکھ لیا تھا۔ عمران نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اپنی میشن گنز کا رخ مسلح افراد کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ فائرنگ کرتے ہوئے انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا ٹائیگر کی جانب بڑھا۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی عمران کی پیروی کی۔ اور چند ہی لمحوں میں ایک بھی مسلح فرد نہ بچا تھا۔ عمران جلدی سے ٹائیگر کی جانب بڑھا۔ ٹائیگر کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کے جسم اس قدر زخمی تھا۔ کہ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر مسام سے خون نکل رہا ہو۔ اس کے قریب ہی ایک عمارت سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کے دل کی مالش کی۔ ٹائیگر کی حالت دیکھ کر سب ساتھی ایک دم سکتے کی کیفیت میں آ گئے تھے۔ اسی وقت ٹائیگر کی پلکیں لرزیں۔ اس نے عمران کی موجودگی محسوس کر لی تھی۔

''عمران صاحب۔ یہودی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں نے ارتھ زون لیبارٹری تباہ کر دی ہے۔'' اسکے ساتھ ہی پھر سے ٹائیگر کا سانس اکھڑنے لگا۔ وہ ایک دفعہ پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ شائد کبھی ہوش میں نہ آنے کے لیے۔

اس وقت ایک زوردار جھماکہ ہوا۔ جیسے سورج چمکا ہو اور عمران اواس کے

ساتھی یکلخت زمین پر گرے۔ جیسے ان میں جان ختم ہو گئی۔

راموس کو جیسے ہی قصبہ خلون پر حملے کی خبر ملی وہ اپنے ایک گروپ کے ساتھ عقبی سمت میں راؤنڈ پر تھا۔ جب تک وہ واپس ہوا۔قصبہ خلون تقریباً اسرائیل کے نقشے سے غائب ہو چکا تھا۔راموس اپنے بال نوچ رہا تھا۔اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔

وہ اپنے گروپ کے ساتھ تیزی کے لیبارٹری کی سمت بڑھ رہا تھا۔اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ک اسرائیل کے صدر کو کیا جواب دے گا۔اس کی تنظیم جو ٹاپ ون سمجھی جاتی تھی۔وہ بھی کیا لیبارٹری کو بچانے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔

ہر طرف بکھری لاشیں دیکھ دیکھ کر راموس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔اسی وقت سورج کے نکلے کا وقت بھی ہو چکا تھا۔مگر قصبہ خلون میں تو قیامت گزر چکی تھی۔اواس کے اثرات باقی تھے۔راموس کو سمجھ نہیں آرہات تھا۔کہ اسرائیل کے صدر کے سامنے اپنی صفائی میں کیا بولے۔اس کو اپنا انجام صاف نظر آرہا تھا۔اس کے گروپ کے سب لوگ بھی خاموشی سے بیٹھے باہر دیکھ در ہے تھے۔ان کے چہروں پر بھی موت کی زردی پھیل چکی تھی۔دس افراد کا یہ گروپ وسیع وریض ون آئی کی ایجنسی میں باقی بچا تھا۔

کچھ ہی دیر میں راموس اور اس کے افراد کو اپنی جیپیں چھوڑنی پڑیں۔ کیونکہ آگے جیپ پ جانے کا رستہ بند ہو چکا تھا۔وہ سب جیپوں سے اترے اور تیزی سے لیبارٹڑی کی طرف بھاگنے لگے۔اچانک انھیں کچھ لوگ تباہ شدہ لیبارٹری کے پاس نظر آئے۔اپنے رنگ وروپ سے وہ پاکیشیائی لگ رہے تھے۔

''جلدی کرو ان سب شائن ریز اٹیک کرو۔'' راموس نے چیختے ہوئے کہا۔اگلے ہی لمحے ایسا لگا جیسے سورج زمین پر اتر آیا ہوا۔ایک دم سے اتنی روشنی پھیل گئی تھی۔مگر دوسرے ہی پل پھر سے سب کچھ نارمل ہو گیا۔مگر تباہ شدہ لیبارٹری کے پاس موجود لوگ زمین پر گر چکے تھے۔

''ان سب کو اٹھا کر متبادل پوائنٹ پر لے جاؤ۔اور ان کو سپیشل انداز میں باندھنا۔تا کہ یہ اپنے آپ کو چھڑا نہ پائیں۔میں اس دوران صدر صاحب کو اطلاع دے دوں۔'' راموس نے اپنے لوگوں سے کہا۔اس کو امید تھی۔کہ پاکیشیا سکرٹ سروس کی گرفتاری سن کر صدر لیبارٹری کی تباہی بھول جائیں گے۔

عمران اوراس کے سب ساتھی اس وقت بندھے ہوئے تھے اور ایک مسلح آدمی ان کوانجکشن لگا رہا تھا۔اسی دوران عمران نے اپنے بازو میں درد کی شدید لہر محسوس کی اور اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔کمرے کا جائزہ لینے کے لیے اس کو چند لمحات لگے۔اس کے سب ساتھی ایک لائن میں کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے، جب کہ زخمی ٹائیگر کو ایک کرسی پر باندھا گیا تھا۔عمران نے سکون کی ایک سانس خارج کی کہ اس کے سب ساتھی زندہ سلامت ہیں۔

تمھارا تعلق کس تنظیم سے ہے۔۔عمران نے اس آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ......تمھیں اتنی جلدی ہوش آ گیا۔جب کہ انجکشن لگنے کے پچیس منٹ کے بعد ہوش آنا چاہیے تھا۔'' اس آدمی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یارتم حیران بعد میں ہو لینا۔یہ تو بتاؤ۔ہم کس کی قید میں ہیں۔'' عمران نے غیر محسوس طور پر کڑے چیک کرتے ہوئے کہا۔

''ون آئی کی قسمت میں تم کو مارنا لکھا ہے......'' اس آدمی نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

عمران نے اس دوران محسوس کر چکا تھا۔کہ ان کڑوں کو کھولنا ناممکن ہے اور نہ ہی وہ اپنے ہاتھ سے وہ کڑے نکال سکتا ہے۔اور اسکی ٹانگیں بھی کڑوں میں قید تھیں......ایک طرح سے ان

سب کو دیوار کے ساتھ زمین سے اوپر ہی لٹکایا گیا تھا۔کہ دونوں ٹانگیں مخالف سمت میں موجود ستونوں میں دھنسی ہوئی تھیں اور یہ ہی حالت بازوؤں کی تھی۔

''عمران تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو بہت سمجھ کے باندھا گیا ہے۔تم اپنے آپ کو نہیں چھڑا سکتے''۔اس آدمی نے کہا۔

''کیا ایک گلاس پانی مل سکتا ہے۔'' عمران نے کہا۔

''نہیں......البتہ چیف کے آنے کے بعد گولی ضرور کھانے کو ملے گی۔''

یہ کہہ کر اس نے رائفل کندھے سے اتار کر اس کا رخ عمران کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔

اس دوران سب ہوش میں آ گئے۔سوائے ٹائیگر کے۔کیونکہ وہ شدید زخمی تھا۔۔اس لیے ہوش میں نہیں آیا تھا۔۔عمران نے ہوش میں آنے کے بعد سب ساتھیوں کو صورتحال بتائی۔۔مگر سب کچھ بھی کرنے سے قاصر تھے۔ان میں سے کوئی اپنے آپ کو چھڑا نہیں پا رہا تھا۔

اسی دوران دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ون آئی کا چیف راموس اندر داخل ہوا۔اس کے پیچھے اسرائیل کے صدر اور وزیراعظم بھی تھے۔اور ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

''صاحب صدر دیکھا آپ نے یہ اسرائیل کے وہ دشمن ہیں۔۔جنھوں

نے عظیم اسرائیل کو ہمیشہ بہت نقصان پہنچایا۔۔مگر ان کی موت ون آئی کے ہاتھوں ہو رہی ہے......'' چیف راموس نے ایک طرح سے ناچنے والے انداز میں بولا۔

''ٹھیک کہا آپ نے چیف راموس آج اسرائیل کے لیے سب سے بڑی خوشی کا موقع ہے۔چاہے یہ لوگ ہماری لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔مگر ان کی موت ہمارے لیے لیبارٹری کی تباہی سے کہیں بڑھ کر خوشی کا ذریعہ ہے۔آپ کو یہودی تاریخ کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔میرے اور وزیر اعظم کے بعد اسرائیل میں آپ کا حکم حرف آخر سمجھا جائے گا'' صدر نے بڑے جذباتی انداز میں مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب آپ ان کو تو گولیوں سے اڑا دیں۔'' وزیر اعظم نے بھی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جناب صدر اور جناب وزیر اعظم میں آپ کا ممنون ہوں۔میں سب سے پہلے اس ٹائیگر کو سبق سکھانا چاہتا ہوں۔۔جس کی وجہ سے ون آئی اور اسرائیل کو اپنے خواب سے ہاتھ دھونا پڑا ہے۔۔اور باقی رہی ان کی بات تو ان کو تو فوراً ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔۔اس وقت یہ رینگنے والی چھپکلی سے بھی زیادہ بے بس ہے۔ان کے کھولنے کا انتظام یہ میرے ہاتھ میں موجود ریموٹ کنٹرول میں ہے۔اب یہ ستون تو ٹوٹ سکتے ہیں مگر یہ لوگ اس بٹن کو دبائے بغیر آزاد نہیں ہو سکتے۔'' چیف راموس نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔

''یار راموس تمھارے صدر اور وزیر اعظم کیسے یقین کر لیں کہ تم جو کہہ رہے ہو وہ ٹھیک ہے۔۔ویسے بھی ان دونوں کو معلوم ہے۔۔کہ علی عمران کو باندھ کر رکھنا ناممکن ہے۔'' عمران نے یکدم دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔

''چیف راموس اس علی عمران کو ابھی کہ ابھی گولیوں سے بھون ڈالیں۔۔یہ عفریت ہے۔بھوت ہے۔۔یہ کچھ بھی کر سکتا ہے......'' اسرائیل کے صدر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''صاحب صدر میں نے جیسا کہا ہے۔۔آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' چیف راموس نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں...... جب ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔۔تو مجھے فون پر بتا دیا جائے ان کی ہلاکت کے بارے میں۔'' صدر نے فوراً ہی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

چیف اور راموس اور وزیر اعظم حیرت زدہ انداز میں صدر کو جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

''حد ہوتی ہے مرغربیت کی بھی......'' اسرائیل کے وزیر اعظم کے منہ سے نکلا۔جبکہ چیف راموس نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے سر ہلا کر وزیر اعظم کی تائید کی۔

''تمھارا صدر تو سمجھدار نکلا۔۔اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا'' عمران کے تمسخر اڑانے والے انداز میں کہا۔

دراصل اس نے ٹائیگر کو ہوش میں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔اس لیے ٹائیگر کو زیادہ سے زیادہ وقت دینے کے لیے اس نے یہ ڈرامہ کیا تھا۔اس کو معلوم تھا۔کہ ٹائیگر شدید زخمی ہے۔مگر عمران کو یقین تھا کہ اس کا شاگرد آخری سانس تک دشمن سے لڑنے کی ہمت رکھتا ہے۔اس نے چیک کر لیا تھا۔کہ ٹائیگر کو رسیوں کی مدد سے باندھ

گیا ہے۔اس لیے وہ اپنے آپ کو آسانی سے چھڑا لے گا۔شاید اس کو شدید زخمی سمجھتے ہوئے پوری احتیاط سے نہ باندھا گیا تھا۔ ویسے بھی یہ صرف عمران کا اپنے شاگرد خاص پر یقین ہی تھا کہ وہ اس حالت میں بھی صورتحال کو بدل سکتا ہے۔

''چیف راموس کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ اس عمران کو ابھی ماردیں اور اس کے ساتھیوں کو میڈیا کے سامنے بلا کر ماردیں۔ مجھے بھی اب حقیقت میں اس شخص کی خوداعتمادی سے خوف محسوس ہونے لگ پڑا ہے......'' وزیراعظم نے خوف سے پھر لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے اگر آپ ایسا چاہتے ہیں۔تو ایسا ہی سہی۔رائفل دو مجھے......''
چیف راموس نے اشارے سے گن مین کو اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا۔۔

''ہاہاہا۔۔آج یہودیوں تمھارا سب سے بڑا دشمن ہلاک ہو رہا ہے۔۔ خوشیاں مناؤ۔'' چیف راموس نے ریموٹ کنٹرول وزیراعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

''جناب ورزیراعظم جب میں اس کو گولیاں ماروں گا۔۔تو آپ اس ایک سرخ بٹن کو دبا دیں۔ کیونکہ میں یہودیوں کے اس دشمن کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر اپنی روح کو تازہ کرنا چاہتا ہوں۔'' راموس کی آواز اس کے جذبات کی عکاسی کر رہی تھی۔

''یار اگر میں گولی کھائے بغیر تڑپ کر دکھادوں تو کیا تمھاری بدروح تازہ ہو جائے گی۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران کے سب ساتھیوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔انھیں عمران پر حیرت تھی۔ کہ یہ کیسا شخص ہے۔ کہ موت کو اپنے قریب دیکھ کر بھی اس کا حوصلہ نہیں

ٹوٹا۔ان سب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے......وہ وقت کے بہادر انسان کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

''اب مر بھی جاؤ......'' چیف راموس نے کہتے ہوئے ایک دم سے گولیاں برسادیں۔

ریٹ ریٹ کی آواز میں چیخوں کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی۔

ٹائیگر جب ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ سب ساتھی ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور صدر واپس جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اندازہ لگا چکا تھا۔ کہ عمران سب کی توجہ ٹائیگر کی طرف سے ہٹانے کے لیے ان کو غصہ دلا رہا ہے۔ ٹائیگر نے اپنی رسیوں کو جائزہ لیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے ناخنوں میں لگے بلیڈ کی مدد سے اپنی رسیوں کو اس حد تک کاٹ چکا تھا۔ کہ ایک زوردار جھٹکے کی صورت میں وہ رسیوں سے آزاد ہو سکتا تھا۔ مگر اس کا سینہ پہلے ہی اس حد تک زخمی تھا۔ کہ تیز سانس لینے کی وجہ سے بھی وہ اپنے زخموں میں شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔

مگر ٹائیگر عمران کا شاگرد تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ حوصلہ ہار جائے۔۔ کیونکہ عمران نے اس کو بنیادی سبق یہ ہی دیا تھا کہ کبھی ناامید نہیں ہونا اور کبھی جدوجہد کا دامن نہیں چھوڑنا۔ ٹائیگر نے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر لیا تا کہ اس کو کم سے کم درد کا احساس ہو۔

اچانک ٹائیگر کے کانوں میں وزیراعظم کی بات گونجنے لگی۔ کہ پہلے عمران کو ہلاک کر دیا جائے۔ ٹائیگر نے ایک دم سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس کی

آنکھیں غصے سے انگارہ ہو رہی تھی۔ اس وقت وہ واقعی میں زخمی ٹائیگر لگ رہا تھا۔ جو زخمی ہونے کے بعد اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔ ٹائیگر اپنے زخموں اور اپنے شدید درد کو بھول گیا۔ اس کو صرف یہ یاد رہ گیا۔ کہ اپنے استاد کی زندگی بچانی ہے۔ چاہے اپنی زندگی چلی جائے۔

جیسے ہی راموس نے رائفل کو فائرنگ کے لیے سیدھا کیا۔ سب کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس لیے ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے رسی کو توڑا۔ پھر رسی کو الگ کرنے کی بجائے اس نے کرسی سمیت ہی جھکے جھکے دو قدم تیزی سے لیتے ہوئے ایک لمبی چھلانگ لگا دی۔ عمران کی طرف بڑھنے والی گولیاں ٹائیگر کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ اور اس کے حلق سے درد کی وجہ سے چیخیں نکل گئیں۔

ٹائیگر بے دم ہو کر گرا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد خون کا تالاب جمع ہو رہا تھا۔

''ہاہاہا۔۔ چلو اچھا ہوا۔ یہ ایسے ہی مر گیا۔ مگر کاش یہ ٹائیگر اسرائیل کا وفادار بن جاتا۔ اس جیسے جی دار آدمی کے مرنے کا افسوس رہے گا۔'' چیف راموس کے لہجے میں افسوس کی نمایاں جھلک موجود تھی۔

عمران کا چہرہ پتھرا چکا تھا۔ اور تمام ساتھیوں کی سسکیاں نکل گئیں تھیں۔۔ کیونکہ کہ ٹائیگر نے اپنی جان دے کر وقتی طور پر عمران کی طرف بڑھنے والی موت کو اپنے گلے لگا لیا تھا۔

''چیف راموس میں بھی جا رہا ہوں آپ مجھے بھی بعد میں اطلاع دے دیں۔'' وزیراعظم نے کنٹرول راموس کی طرف بڑھاتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ وہ ٹائیگر کی کوشش کی وجہ سے انتہائی خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس لیے وزیراعظم نے بھی ادھر سے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔

مگر عین اسی لمحے جب راموس وزیراعظم کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول لے رہا تھا۔اسی لمحے

ایسا لگا جیسے برق کوند گئی ہو۔زخمی ٹائیگر نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور لیٹے لیٹے بجلی کی تیزی سے ایک بلند چھلانگ لگا دی۔اس کا ایک ہاتھ کنٹرول پر پڑا اور ایک ہاتھ اس نے راموس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رائفل پر ڈال دیا۔وزیراعظم اور راموس اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھے۔کیونکہ سب ہی سمجھ چکے تھے۔کہ ٹائیگر مر چکا ہے۔مگر ٹائیگر نے اپنی ڈوبتی ہوئی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے اپنے استاد اور مسلمانو ں کے عظیم انسان کی زندگی بچانے کے لیے رب سے سچے دل سے کچھ لمحات اور مانگ لیے تھے۔اور انھی لمحات میں اس نے اللہ کے نام کا نعرہ بلند کرتے ہوئے کنٹرول اور رائفل پر چھلانگ لگائی تھی۔ٹائیگر شاید اپنے حواس کھو چکا تھا۔اس کو یہ ہی پتا تھا۔کہ اگر اس نے کنٹرول اور رائفل نہ حاصل کی تو اسلام کا اور مسلمانوں کا یہ عظیم مجاہد عمران یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہو جائے گا۔

ٹائیگر نے ایک جھٹکے کے ساتھ ہی ریموٹ اور رائفل اپنے قبضے میں لے لیں۔اور پھر بجلی کی تیزی سے اس نے ریموٹ کے سب بٹن ایک ساتھ دبا دیئے۔پھر رائفل عمران کی طرف پوری قوت سے پھینک دی۔مگر شدید زخمی ہونے کی وجہ سے رائفل آدھے رستے میں گر گئی تھی۔راموس کے آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر رائفل اٹھانی ہی چاہی تھی۔کہ عمران کا جسم زنجیروں سے آزاد ہوتے ہی کسی پرندے کی مانند اس رائفل بردار سے ٹکرایا اور عمران نے کمال پھرتی سے ہوا میں ہی اس کی گردن توڑ دی۔

”ٹائیگر کی زندگی میں یہودی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔کہ اس کے استاد

عمران کو نقصان پہنچا جائیں۔“ٹائیگر بے ربط الفاظ میں بڑبڑا رہا تھا۔

چیف راموس کا دایاں پاؤں حرکت میں آیا اور ایک زوردار کک اس نے زمین پر گرے ہوئے ٹائیگر کی کمر پر دے ماری۔مگر ٹائیگر کا جسم بے حس رہا۔اپنے استاد کی حفاظت

کرنے میں وہ کامیاب ہو چکا تھا۔اس لیے اب اس کے بے حس چہرے پر ایک مسکراہٹ گرداں تھی۔

عمران ایک نظر ٹائیگر پر ڈالی پھر اسکے ہاتھ میں آئی رائفل نے گولیوں کا دھانہ راموس پر کھول دیا۔اور پھر جلدی سے آگے بھر کر ٹائیگر کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔عمران کی آنکھوں میں آنسو تھے۔عمران اس کے دل کی مالش کر رہا تھا۔مگر ٹائیگر کا جسم بے حس ہو چکا تھا۔مگر اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ اب بھی باقی تھی۔عمران نے جلدی سے اپنی شرٹ اتاری اور اس کو پھاڑ کر پٹیوں کی شکل میں ٹائیگر کے زخموں پر باندھنے لگا۔تنویر نے بھی جلدی سے اپنی شرٹ پھاڑی اور ٹکڑے عمران کی طرف بڑھانے لگا۔جلد ہی عمران نے ٹائیگر کے سارے جسم پر پٹیاں باندھ دیں تھیں۔لیکن ٹائیگر کا جسم اب بھی بے حس تھا۔۔کیونکہ اس کا سارا خون تو تقریباً بہہ چکا تھا۔ٹائیگر کا جسم خون کی کمی کی وجہ سے اور گولیوں کے زہر کی وجہ سے پیلاہٹ مائل ہو رہا تھا۔عمران نے جلدی سے اپنی کلائی کو منہ کی طرف بڑھایا اور جب اس نے ااپنے ہاتھ کو علیحدہ کیا تو اس کی نس کٹ جانے کی وجہ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔عمران نے اپنی کٹی کلائی بجلی کی تیزی سے ٹائیگر کے منہ کے ساتھ لگا دی۔اس کے پاس اب اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہ تھا۔کافی خون جب ٹائیگر کے جسم میں چلا گیا۔مگر پھر بھی ٹائیگر کے جسم میں حرکت کے آثار نہ پیدا ہوئے۔عمران جلدی سے اٹھا اور سجدے میں

سر رکھ کر ٹائیگر کی زندگی مانگنے لگا۔

اتنی دیر میں باقی ساتھیوں اور بلیک زیرو نے وزیراعظم پر اور اس ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جبکہ وزیراعظم حیران اور ششدر کھڑا عمران کے بعد تنویر کو بھی ٹائیگر کو اپنا خون پلاتے دیکھ رہا تھا۔

''یہودی تم لوگوں سے کبھی نہیں جیت سکتے۔ آج مجھے پکا یقین ہو گیا ہے۔ جو لوگ اپنے ساتھیوں کے لیے اپنی جان قربان کر دینے کا جذبہ اور اپنے ہی دانتوں سے اپنے جسم کو کاٹ کر اپنے زخمی ساتھیوں کو خون پلانے کا حوصلہ اور جذبہ رکھتے ہیں۔ یہودی ان سے کبھی نہیں جیت سکتے۔ کاش تم میں سے ایک ہی اسرائیل میں پیدا ہو جاتا۔'' وزیراعظم نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''عمران...... عمران دیکھو۔ ٹائیگر کے جسم میں حرکت ہوئی ہے......'' اچانک تنویر نے چلاتے ہوئے کہا۔

اس کی کلائی اب ٹائیگر کے منہ میں تھی۔

''خدایا تیرا شکر۔ خدایا تیرا شکر۔ تو نے اس گناہ گار کی سن لیا......'' عمران ہچکیوں کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔

''طاہر۔ تنویر کے ہاتھ پر جلدی سے پٹی باندھ دو۔'' عمران نے تنویر کی کلائی سے نکلنے والے خون کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کو اپنی کلائی سے بہتے ہوئے خون پر مرہم لگوانے کی بجائے اپنے ساتھیوں کے خون کے بہنے کی پرواتھی۔ بلیک زیرو نے بھی جلدی سے اپنی شرٹ پھاڑی او دو ٹکڑے کر کے تنویر اور عمران کی کلائیوں پر باندھ دیئے۔

''عمران صاحب ٹائیگر کو طبی امداد کی شدید ضرورت ہے۔'' بلیک زیرو

نے فکر مند لہجے میں کہا۔

''جلدی ڈھونڈو...... یہاں کوئی فرسٹ ایڈ کا باکس ضرور ہوگا......'' عمران نے سب ساتھیوں سے کہا۔

اس لمحے باہر سے صدیقی کی آواز آئی وہ ڈورتے ہوئے آ رہا تھا۔

''عمران صاحب یہ ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے۔'' صدیقی نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ابھی کال سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹائیگر کو جلد سے جلد یہاں سے نکال کر لے کر جانا ہے۔'' عمران نے جلدی جلدی کہا۔ اسی وقت عمران کی واچ ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہوگئی۔

''پرنس......'' عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کو منہ کے پاس لاتے ہوئے مختصراً کہا۔

''عمران صاحب عقاب بول رہا ہوں۔ ہم کچھ ہی لمحوں میں آپ کو آزاد کرانے کے لیے پہنچ رہے ہیں۔ عمارت کے باہر ہم لوگوں کا قبضہ ہے۔'' حارث کی تیز آواز سنائی دی۔

''عقاب دھیان سے سنو۔ ہم لوگ اندر قبضہ کر چکے ہیں۔ اور وزیراعظم بھی ہمارے قبضے میں ہے۔ کیا تمھارے پاس ایک بڑی وین موجود ہے۔ کیونکہ میرا ساتھی ٹائیگر شدید زخمی حالت میں ہے۔'' عمران نے بھی جواب دیا۔

''عمران صاحب ہم عمارت کے صدر دروازے کے ساتھ وین لگا رہے ہیں۔ آپ جلدی سے باہر آئیں۔ کیونکہ فضاء میں ہیلی کاپٹروں کا شور گونج رہا ہے۔ شاید دشمن کی مزید نفری آ رہی ہے۔'' حارث نے چیختے ہوئے کہا۔

عمران نے بلیک زیرو کو وزیراعظم کو باہر لے کر جانے کا اشارہ کیا۔اور پھر تنویر اور صدیقی کی مدد سے ٹائیگر کو احتیاط سے اٹھا کر صدر دروازے کا رخ کیا۔

چند ہی لمحوں میں عمران اور اس کے ساتھی چار بڑی گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔عمران کے ساتھ

اس وقت تنویر اور بلیک زیرو کے علاوہ ایگلز کا لیڈر حارث بن خالد بھی تھا۔گاڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔اور اس عمارت سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ کیونکہ اب ہیلی کاپٹروں کی آوازیں قریب سے آتی جا رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں فضاء میں بیشمار پیرا شوٹ کھلنے لگے۔

''حارث جلد سے جلد کسی محفوظ جگہ پر چلو۔ جہاں پر ٹائیگر کا علاج بھی ہوسکے۔ کیونکہ اسرائیل کے صدر نے میرے خیال میں پورے اسرائیل کی فوج طلب کر لی ہے۔'' عمران نے خالد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب اب آپ بے فکر رہیں۔۔انشاءاللہ اب یہ لوگ آپ کا سراغ نہیں پا سکیں گے اور گاڑی میں ایک ایمرجنسی فرسٹ ایڈ باکس موجود ہے۔تا کہ شدید زخمی ساتھیوں کو بروقت طبی امداد دی جا سکے۔'' خالد نے ایک باکس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اللہ کا شکر ہے۔'' عمران نے جلدی سے باکس کھولا۔ باکس میں جدید ترین ادویات اور ایمرجنسی آپریشن کرنے کا سامان بھی موجود تھا۔عمران نے ٹائیگر کی حالت دیکھتے ہوئے وین میں ہی آپریشن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

''حارث ڈرائیور کو کہو۔گاڑی کو احتیاط سے چلائے اور کوئی جھٹکا نہ لگنے پائیں......نہیں...... بلکہ ایسا کرو۔طاہر تم جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لو۔اور تنویر تم

احتیاط سے ایک ایک کر کے پٹیاں کھولو۔اور پانی سے زخموں کو دھو دو۔عمران نے جلدی سے کچھ دوائیاں ملا کر ایک انجکشن تیار کیا اور پھر یکے بعد دیگرے مزید کچھ انجکشن تیار کر کے ٹائیگر کو لگا کر کا اس کے دل کی دھڑکن محسوس کی۔دل کی دھڑکن پہلے سے نسبتاً بہتر محسوس ہو رہی تھی۔

اس دوران طاہر نے ڈرائیوانگ سیٹ سنبھال لی اور تنویر نے ایک پٹی کھول دی تھی۔اور پانی

سے زخم بھی دھو دیا تھا۔

''ع۔عمران ٹائیگر بچ تو جائے گا۔'' تنویر نے ہکلاتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

''زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔وہ چاہے تو زندگی بھی دے سکتا ہے اور موت بھی۔ میرا دل اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں۔ کیونکہ عالم اسلام کو ابھی ٹائیگر جیسے سچے جانبازوں کی ضرورت ہے۔ورنہ تو ٹائیگر کی سانس ٹوٹ چکی تھی۔اللہ کا کرم ہو گیا ہے۔میرے شاگرد نے ہمت اور کفار کے سامنے ڈٹ جانے کی جوہ مثال قائم کی ہے۔اس کے بعد سے مجھے جو فخر آج محسوس ہوا ہے۔آج تک ایسا فخر محسوس نہیں ہوا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور فخر کرتا ہوں۔ کہ ٹائیگر جیسا انسان میرا شاگرد ہے۔'' عمران شاید پہلی بار زندگی میں اتنا جذباتی ہوا تھا۔

ٹائیگر نے اس کی امید سے زیادہ جدوجہد کی تھی۔ٹائیگر نے جس طرح لیبارٹری تباہ کرنے کے لیے یقینی موت کو گلے لگا لیا تھا۔تا کہ پاکیشیا کے مسلمان زندہ رہ سکیں۔اور اس کے بعد شدید زخمی حالت میں عمران کی طرف بڑھنے والی گولیوں کو اپنے سینے پر روکا تھا اور اتنی شدید زخمی حالت کے باوجود ریموٹ کنٹرول اور مشین گن

چھین کر اپنے ساتھیوں کے لیے آزادی کا پروانہ اپنے خون سے لکھ دیا تھا۔اس سے ٹائیگر کی عزت نہ صرف عمران کے دل میں عروج پا چکی تھی۔ بلکہ بلیک زیرو اور تنویر تو ٹائیگر کو ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جیسے ٹائیگر ان کے لیے بہت بڑی ہستی ہو۔

عمران کے ہاتھ تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ٹائیگر کے جسم میں سے عمران نے دس گولیاں نکالیں تھی۔ ٹائیگر کا جسم ایک طرح سے مکھیوں کا چھتا لگ رہا تھا۔اس کے جسم میں جتنے سوراخ تھے۔مگر اس کے چہرے پر اب بھی ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔جیسے وہ کہہ رہا ہو۔

یہودیوں تم ایک مسلمان کو اپنا ایجنٹ بنانے کی کوشش میں ناکام ہوگئے ہو۔

عمران نے تقریباً آدھے گھنٹے میں انتہائی پیچیدہ آپریشن کر کے ساری گولیا ں نکال دیں۔اور اب ایک مرہم پٹی کرنے کے بعد ایک خون کی بوتل لگا دی تھی۔اس دوران تنویر نے حارث کے اصرار پر ٹائیگر کی کارگردگی سنا دی تھی۔

''عمران صاحب مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر کی شکل میں عالم اسلام اور مسلمانوں کو آپ کے ساتھ ساتھ ایک اور محافظ مل چکا ہے۔ٹائیگر نے جس طریقے سے تن تنہا اسرائیل کو جس قدر اس بار نقصان پہنچایا ہے۔اور اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لیے اس نے اس قدر شدید زخمی حالت میں بھی جو جدوجہد کی ہے۔اس کے بعد لگتا ہے۔کہ ون آئی نے ٹائیگر کو اپنا ٹاپ ایجنٹ بنانے کے لیے جو کوشش کی تھی۔وہ بالکل صحیح تھی۔اس کارگردگی کے مطابق تو ٹائیگر ہر ایجنٹ سے برتر ثابت ہوا ہے۔مگر یہی ٹاپ ایجنٹ اسرائیل کے لیے موت کا نشان بن گیا ہے۔حارث نے انتہائی

عقیدت سے کہا۔

اس کے جواب میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ایک گھنٹے کی مزید ڈرائیو کے بعد اب سب ایگلز کے انتہائی خفیہ ٹھکانے پر تھے۔عمران نے سوچ لیا۔کہ چند دن بعد پاکیشیا جانے کی کوشش کی جائے گی۔

ٹائیگر کو اڈے میں بنے ہوئے ایک حصے میں لے جایا گیا۔اور جلد ہی دو انتہائی تجربہ کار ڈاکٹروں نے ٹائیگر کو ایک گھنٹے چیکنگ کے بعد خطرے سے باہر قرار دے دیا۔

کافی دن گزر چکے تھے۔اور ٹائیگر بھی ہوش میں آ چکا تھا۔مگر اس کے جسم کو کلپ کر دیا گیا تھا، کیونکہ معمولی سی حرکت بھی اس کے لیے نقصان دہ تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے سب سے پہلے عمران کا نام لیا تھا۔ڈاکٹروں نے سختی سے عمران اور ٹائیگر کو بات کرنے سے منع کر دیا تھا۔مگر عمران کو صحیح سلامت دیکھ کر ٹائیگر کے زرد چہرے پر کھل کر ہنسی آ گئی تھی۔جیسے عمران کو زندہ دیکھ کر اس کو دلی مسرت ہوئی ہو۔

''عمران صاحب میں نے چیک کر لیا ہے۔ایک محفوظ طریقے سے آپ کو پاکیشا پہنچایا جا سکتا ہے۔کیونکہ اتنے دنوں کی نقل و حرکت کے باوجود اسرائیلی کتے آپ کو تلاش نہیں کر پائے۔اس لیے اب وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔کہ آپ پاکیشیا میں پہنچ چکے ہیں۔ اور رہی سہی کسر آپ کے پلان نے پوری کر دی۔جو آپ کے میک آپ میں آپ کے آدمی نے پاکیشیا میں اسرائیل کا اڈہ تباہ کیا ہے۔اس سے اسرائیل کو یقین ہو گیا ہے۔اس لیے کل رات کو آپ کو محفوظ طریقے سے پڑوسی ملک دمان لے جایا جائے گا۔اور اس کے بعد پاکیشیا۔ٹائیگر کے بارے میں ڈاکٹر نے

اوکے کی رپورٹ دے دی ہے۔ کہ اب وہ نقل مقانی کرسکتا ہے اور وزیراعظم کے بدلے ہم نے اپنے کافی ساتھی چھڑا لیے ہیں۔'' حارث نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یار نام تو تمھارا عقاب ہے۔ مگر تم کوے کی طرح مسلسل کیسے بول لیتے ہو'' جب سے ٹائیگر کی طبیعت سنبھلی تھی۔ عمران کا پرانا موڈ واپس آ گیا تھا۔

''عمران صاحب جب گولڈن ایگل اور شاھین سامنے آ جائیں۔ تو کوا بننے میں ہی بہتری ہے۔'' حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران بھی حارث کا جملہ سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں طاہر اور ٹائیگر سمیت سبھی موجود تھے۔ عمران اب بھی الووؤں کی طرح ہر ایک کو دیکھ رہا تھا۔

حارث کے بنائے ہوئے پلان کے مطابق سب خیریت سے پاکیشیا پہنچ گئے تھے۔ ڈاکٹر صدیقی کی دو ماہ کی کڑی محنت کے بعد ٹائیگر کے زخم بھرنے شروع ہو گئے تھے۔ اور اس کو آہستہ آہستہ چلنے کی بھی اجازت دے دی گئی تھی۔

واپس پہنچ کر تنویر نے باقی سکرٹ سروس کے سامنے جس طرح ٹائیگر کی کارگردگی بتاتے ہوئے اس کو سکرٹ سروس کا ممبر بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اور ساتھ ہی کیپٹن شکیل ،صفدر، خاور اور صدیقی نے بھی ٹائیگر کی جدوجہد کی تائید کی تھی۔ جس کی وجہ سے سب ساتھیوں نے مل کر پلان بنا لیا تھا۔ کہ ٹائیگر کو انڈر ورلڈ کی زندگی سے نکلوا کر سکرٹ سروس کا ممبر بنائیں گے۔ اس کے لیے انھوں خود ہی ایکسٹو سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔

طاہر پہلے سے عمران پر دباؤ ڈال رہا تھا۔ کہ ٹائیگر کو بھی سکرٹ سروس کا

حصہ بنایا جائے۔ آخر عمران نے طاہراور ممبرز کے سامنے بطور ایکسٹو آمادگی ظاہر کردی۔اس لیے آج سب میٹنگ ہال میں جمع تھے۔اور عقیدت مند نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہے تھے۔جبکہ ٹائیگر شدید گھبراہٹ کے عالم میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ایسا لگ رہا تھا۔کہ سب کے اس طرح دیکھنے وہ نروس ہورہا تھا۔ برستی گولیوں میں وہ نہیں گھبرایا مگر اب اس کا حال دیکھ کر تمام ساتھی سوچ رہے تھے۔ کہ ایسے لوگوں کی واقعی میں سکرٹ سروس کو ضرورت ہے۔جو اتنا بڑا کارنامہ کر کے بھی مغرور نہیں ہوتے۔سلمان ایکسٹو کے فرائض انجام دینے کے لیے تیار تھا۔

''تمام ممبران پہنچ چکے ہیں۔'' ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

''جی سر سب آ چکے ہیں۔'' جولیا نے ایک دم سے بولتے ہوئے کہا۔

کیونکہ اس نے عمران کی آنکھوں میں مخصوص شرارت دیکھ لی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اگر عمران کو موقع مل گیا تو ایکسٹو نے زچ ہو کر عمران کو سزا دینے سے بھی گریز نہیں کرنا۔

''سب ممبران نے ٹائیگر کی جس طرح سفارش کی ہے اور میں بھی ٹائیگر کی کارگردگی سے کافی خوش ہوں۔ٹائیگر نے مسلمان اور پاکیشیائی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔مگر میں سفارش کے حق میں نہیں ہوں۔مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے۔کہ ٹائیگر کو سکرٹ سروس میں شامل نہیں کیا جارہا۔ بلکہ ٹائیگر نے اپنی جدوجہد سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سکرٹ سروس کے ہی اہل ہے۔اس لیے ٹائیگر کو سکرٹ سروس میں شامل کیا جاتا ہے۔'' ایکسٹو نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

''چ۔چیف میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔'' اچانک ٹائیگر نے کہا۔

خلاف عادت عمران چپ بیٹھا تھا۔اس کا اندازہ تھا۔کہ ٹائیگر سکرٹ سروس

میں آنا پسند نہیں کرے گا۔

''کہو۔'' ایکسٹو کی آواز گونجی۔

''چیف اس سارے مشن کے کریڈٹ کے حق دار میرے استاد علی عمران ہیں۔کیونکہ باس کا سکھایا ہوا ہی میرے کام آتا ہے۔جب ہم سب بندھے ہوئے تھے۔اس وقت علی عمران نے ہی راموس کی توجہ میری طرف سے ہٹائی تھی۔تو میں جدوجہد کرنے کے قابل ہوا تھا۔ مجھے اس پر فخر ہے کہ میں علی عمران جیسے مجاہد کا شاگرد ہوں۔آپ براہ مہربانی مجھ سے میرا یہ فخر نہ لیں۔'' ٹائیگر نے گلوگیر آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ویسے بھی عمران نے تمھیں بہت اہم کام سونپا ہوا ہے۔مگر جب سکرٹ سروس کو کسی مشن میں تمھاری ضرورت ہوگی۔تو تمھیں علی عمران کی طرح ہائر کیا جاسکتا ہے۔'' ایکسٹو نے کہا۔

''بالکل جناب۔جب بھی پاکیشیا اور اسلام کو میری ضرورت ہوگی۔آپ مجھے میدان میں ہی پائیں گے۔'' ٹائیگر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''مگر چیف......''عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے۔'' ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

''جناب بات یہ ہے چھوٹی سی کہ......کہ آپ میرے شاگرد کو جب بھی ہائر کریں گے۔آپ اس کا چیک مجھے دکھائیں گے۔تاکہ آپ میری طرح میرے شاگرد کو بھی چھوٹے سے چیک پر نہ ٹرخا دیں۔ایسا میں ہونے نہیں دوں گا۔میں بھوک ہڑتال کر دوں۔ارے نہیں۔نہیں۔ بھوک ہڑتال نہیں کروں گا۔ ورنہ وہ سلمان کمبخت۔اس کے تو مزے ہو جائیں گے۔کہ اس کو پکانا نہیں پڑے گا۔اس لیے میں ہڑتال کروں گا۔بھر پیٹ ہڑتال۔تاکہ سارا وقت وہ کمبخت سلمان کچن میں کھانا ہی

پکاتا رہے۔'' عمران کی زبان میرٹھ کی بنی قینچی سے بھی تیز چلنے لگی۔

''شٹ اپ......میٹنگ برخاست......'' ایکسٹو کی غصیلی آواز گونجی۔

''لو کرلو بات...... اپنے حق کی بات کرو تو یہ نقاب پوش شٹ اپ بولتا ہے......'' عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

طاہر اپنی ہنسی کو بڑی مشکل کنٹرول کر پایا تھا۔ کیونکہ عمران نے سلمان کی برائی کردی تھی۔ وہ بھی ایسے وقت جب سلمان کچھ بھی نہ بول سکتا تھا۔

باقی سب ساتھی بھی اب ٹائیگر کی باتوں سے متفق تھے۔

''ارے ارے سب پیچھے ہٹو۔ یہ میرا شاگرد ہے۔ ایسے دیکھ دیکھ کر میرے ٹائیگر کو نظر لگاؤ گے۔ ایک ہی تو شاگرد ہے جس کے بارے میں فخر سے کہہ سکتا ہوں۔ یہ ہے ٹائیگر میرا شاگرد اور اس کو بھی یہ ایکسٹو کا بچہ لینا چاہتا تھا۔ ہونہہ......'' عمران نے اچانک آگے بڑھ کر ٹائیگر کو گلے لگاتے ہوئے بڑھی بوڑھیوں والے انداز میں سب سے کہا۔

سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ ٹائیگر عمران کے جذبات اپنے بارے میں سن کر عمران کے گلے لگ کر اپنے خوشی کے آنسو نہ روک سکا۔

click here

Click in the box above to visit our facebook page to download more Imran Series Novels.....